مولانا لیس اختر مصباحی کی کتاب ''عرفان مذہب ومسلک'' کا انتہائی معقول جواب

آئینۂ صلح کلّیت

مولانا انیس عالم سیوانی
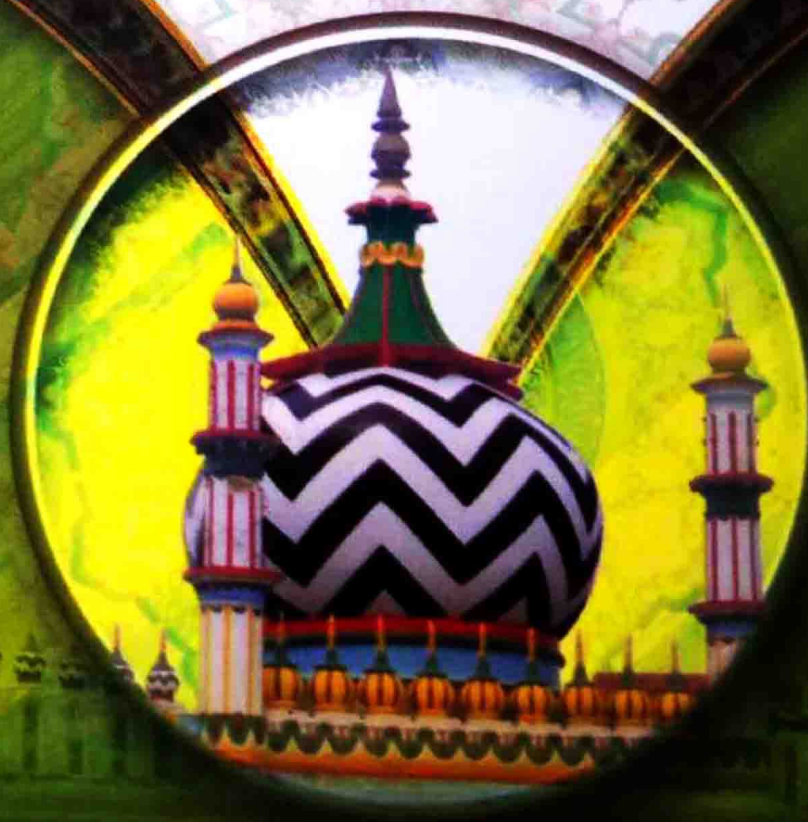
زیر اہتمام:

امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ

آئینۂ صلح کلیت

مولانا انیس عالم سیوانی

بتعاون خصوصی

حضرت مولانا ابوساریہ عبداللہ علیمی، مہراج گنجوی

(ایم،اے صدام یونیورسٹی فار اسلامک اسٹڈیز بغداد شریف)

برائے ایصال ثواب

بحرالعلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ

سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور

شیخ القرآن علامہ عبداللہ خاں عزیزی علیہ الرحمہ

سابق شیخ الحدیث دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی

نسخہ مصححہ

نام کتاب : آئینۂ صلح کلیت

تالیف : مولانا انیس عالم سیوانی

کمپوزنگ اینڈ سیٹنگ : وارثی ایڈورٹائزرس امین آباد لکھنؤ

نواں ایڈیشن : رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ جولائی ۲۰۱۴ء

زیر اہتمام : امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ

قیمت : ۱۰۰/روپے

---ملنے کے پتے---

مکتبہ الحجاز ہرن پارک چوک لکھنؤ 09335912218

رضا دار المطالعہ، سیتامڑھی، بہار

دار العلوم فیضان مفتی اعظم، پھول گلی، ممبئی ۳

ادارہ لوح و قلم، رضا منزل، سعد پورہ، مظفر پور بہار

جامعہ قادریہ، مقصود پور، مظفر پور بہار

فیضی کتاب گھر، مہسول چوک، سیتامڑھی، بہار

کلک رضا فاؤنڈیشن، اندھیری، ویسٹ، ممبئی ۵۸

مشمولات

اھداء

صدرالشریعہ علامہ حکیم امجد علی اعظمی

جن کے احسان تلے اہل مدرسہ کی گردنیں خم ہیں۔

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مرادآبادی بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور

اور

آپ کے مخلص، وفادار تلامذہ کے نام

جنہوں نے حق سے باطل کو جدا کیا، بدمذہبیت، صلح کلیت اور لادینیت کے قلعہ قمع کیے، باطل کو بے نقاب کیا، اسلاف کے میراث کی حفاظت میں تن من دھن کی قربانیاں پیش کیں۔

جنہیں دنیا

علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی، علامہ ارشد القادری، مفتی عبدالمنان اعظمی، مفتی محمد شریف الحق امجدی، مفتی بدرالدین احمد رضوی، علامہ مشاہد رضا خاں، قاضی محمد شفیع صاحب مبارکپوری، قاری محمد یحیٰ مبارکپوری، علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری

کے نام سے یاد کرتی ہے۔

انتساب

سیدی علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری، علامہ سبطین رضا خاں رائے پور
علامہ عاشق الرحمٰن حبیبی الہ آباد، مولانا سبحان رضا خاں بریلی شریف
مولانا سید غیاث میاں کالپی شریف، مولانا سید اویس مصطفیٰ میاں بلگرام شریف
علامہ سید حسینی میاں ناگپور، مفتی اشفاق حسین صاحب جودھپوری علیہ الرحمہ
علامہ نعیم اللہ خاں، علامہ مفتی جیش محمد، علامہ اعجاز احمد، مفتی معصوم رضا خاں
مفتی محمد شبیر حسن رضوی، علامہ سید سراج اظہر صاحب ممبئی، مفتی عبدالواجد صاحب بہار
علامہ مفتی محمد شعیب رضا خاں دہلی، علامہ شبیہ القادری سیوان
مفتی سید شاہد میاں رامپور، علامہ مفتی رضوان احمد شریفی گھوسی، ڈاکٹر حسن رضا خاں پٹنہ
علامہ ادریس رضا خاں پیلی بھیت، علامہ عبدالستار ہمدانی، علامہ سید سلیم باپو
مفتی محمد حفیظ اللہ نعیمی، مفتی حبیب اللہ نعیمی، علامہ عبدالمصطفیٰ صدیقی ردولی شریف
مولانا ولی محمد رضوی، قاری صغیر احمد جوکھن پوری، مولانا غلام رسول بلیاوی
مولانا حبیب الرحمان قادری، مولانا مختار احمد بہیڑوی، مفتی شمشاد احمد گھوسی
مفتی مطیع الرحمان مظفر پوری، مفتی اختر حسین علیمی
علامہ انوار احمد امجدی، مولانا رحمت اللہ صدیقی، مفتی شمیم القادری
مفتی سید افضال گونڈہ، مولانا قاری خلق اللہ فیضی، مفتی عابد حسین
جیسے بے لوث خادمان اہل سنت کے نام جو اس دور میں سواد اعظم کی کھلی تفسیر ہیں۔

نذرِ عقیدت

علامہ مفتی محمد ایوب نعیمی، علامہ ہاشم اشرفی

علامہ مفتی محمود احمد رفاقتی مظفر پوری

قاضی غلام یسین صاحب رضوی بنارس

مفتی شمس الدین صاحب رضوی بہرائچ، ڈاکٹر عاصم اعظمی

علامہ ممتاز عالم گھوسی، مفتی منصور عالم صاحب رضوی ناگپور

مفتی ناظر اشرف صاحب رضوی ناگپور

مفتی محمد اشرف رضا، مفتی محمود اختر

مولانا مجاہد حسین رضوی الہ آباد، مفتی نور محمد براونی

مفتی شہباز انور رضوی کانپور، مفتی عبدالحکیم نوری،

مولانا قاری مطلوب عالم رضوی، مفتی نظام الدین براوں شریف

مولانا محمد عیسیٰ رضوی، مولانا مسیح الدین حشمتی، علامہ مفتی شفیق احمد شریفی

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، مولانا کمال اختر قادری چرہ

مولانا صدیق حسن رضوی بہرائچ، مولانا مختار عالم رضوی کلکتہ

مولانا قاسم علوی، مولانا شاہد القادری، مفتی دلدار حسین

ڈاکٹر امجد رضا امجد پٹنہ، مفتی شمشاد حسین رضوی

مولانا قمر الزماں رائے پور، قاری غلام شعیب رائے پوری

قاری لیئق احمد اشرفی

دربدر خوار ہیں حاسدین رضا
باعث عار ہیں حاسدین رضا

سنیوں تم رہو ان سے دور و نفور
دعوت نار ہیں حاسدین رضا

نام لیکر رضا کا کماتے رہے
کتنے غدار ہیں حاسدین رضا

مسلک اعلیحضرت پہ حملہ کناں
کتنے اشرار ہیں حاسدین رضا

سنیت کی جبیں پہ ہیں داغ سیاہ
مثل تاتار ہیں حاسدین رضا

منہ کی کھانا پڑیگی انہیں عنقریب
اب سر دار ہیں حاسدین رضا

علم وفن اور نسب ان کے بے سود ہیں
گل نہیں خار ہیں حاسدین رضا

صلح کلی بنانا ہے ان کا شعار
پر خطر وار ہیں حاسدین رضا

خیر کی ان سے امید مت کیجیے
شر کی یلغار ہیں حاسدین رضا

ان سے اقرار جرم و خطا ہے عبث
زہر انکار ہیں حاسدین رضا

الحفیظ الامان قدسی رب کی پناہ
دین پر بار ہیں حاسدین رضا

نتیجہ فکر۔علامہ سید اولادرسول قدسی مصباحی، نیویارک

حرف آغاز

وہ زبان لفظ کے خنجر سے قلم کردوں گا
جو بھی اسلاف کے کردار پہ نکتہ رکھے

زیرنظر رسالہ ''آئینہ صلح کلیت'' ان حضرات کی خدمت میں پیش ہے جو پچھلے آٹھ دس سالوں سے کھلم کھلا اس بات کے لئے کوشاں ہیں کہ مسلمانان اہلسنت اور بدمذہب فرقوں (وہابیہ، دیابنہ، قادیانیہ، روافض وغیرہ) کے درمیان دوریاں اور نفرتیں کم ہو جائیں۔ بنام مسلمان سب لوگ متحد ہو جائیں، مشترکہ جلسے جلوس ہوں، کلمہ خوانی کے نام پر اتحاد قائم ہو، ظاہر ہے یہ منصوبے اور کوششیں کتنی خطرناک اور مضرت رساں ہیں اہل علم وفہم سے مخفی نہیں۔

ابتدأ اس طرح کی حرکتیں مولانا عبیداللہ اعظمی، مولانا ادریس بستوی نائب ناظم جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی طرف سے سرزرد ہوئیں، علماء کی اکثریت نے اسے ناپسند کیا، بعض حضرات نے اس کے روک تھام کی سعی بھی کی لیکن اللہ توفیق نہ دے تو بندے کو ہدایت نہیں مل سکتی، اس میں سب سے بڑا دخل جامعہ اشرفیہ کے ذمہ داروں کا رہا کہ مذکورہ افراد کی علانیہ جماعت مخالف سرگرمیوں کے باوجود وہ ان سے رشتہ داری نبھاتے رہے، اپنے اسٹیج پر بلاتے رہے، جامعہ کے ذمہ داروں کا یہ غیر شرعی طرز عمل جلتے پر تیل کا کام کیا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدمذہبوں سے اختلاط اور رواداری کا عمل روز بروز ترقی کرتا رہا، یہاں تک تو معاملہ بایں طور رہا کہ یہ بے عمل لوگ ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے لیکن معاملہ اس وقت طشت ازبام ہوا جب فتنوں کا ظہور ''جام نور'' کی شکل میں ہوا۔ جتنے بدعمل غیر محتاط، آزاد خیال اور مذہب و مسلک بیزار لوگ تھے بالخصوص وہ لوگ جن کے دلوں میں

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بغض وحسد تھا وہ سب کے سب جام نور کے پلیٹ فارم سے میدان میں اتر پڑے، شروع شروع میں ایسا لگا کہ یہ چند شر پسند عناصر کی ناتجربہ کاری یا ہوس دنیا ہے لیکن اس گمراہ کن تحریک کی روک تھام کے لئے جماعت کے بعض حساس بیدار مغز، مخلص، معتمد علماء اور اہل علم نے غلط فہمیوں اور شرارت آمیز حرکتوں پر تنبیہہ کی کوشش کی تو راز کھلا کہ یہ انتشار وفساد پھیلانے والی تحریریں اور تقریریں عاقبت نااندیشوں کی ناتجربہ کاری یا ان کی فتنہ پرور ذہنیت ہی کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ یہ ایک مکمل سازش ہے اور جماعت کے اندر ہیجانی کیفیت پیدا کرنے کی ناپاک کوشش بعض تجربہ کار، جہاں دیدہ، مذہب ومسلک بیزار اور آزاد خیال بزرگوں کی کارستانی کا ثمرہ ہے۔

اہل علم خوب جانتے ہیں کہ گمراہ اور بدمذہب جماعتوں سے اہلسنت کا کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے بلکہ ان لامذہب اور بددین جماعتوں سے اختلاف کا اصل سبب ان کی خدا اور رسول اور صحابہ واہلبیت کرام کی شان میں اہانتیں ہیں، موجودہ زمانے کے فتنوں میں ایک بڑا فتنہ، فتنۂ وہابیت ودیوبندیت ہے۔ جس کا آغاز ہندوستان میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے خدا رسیدہ بزرگ کے گھرانے سے ان کے پوتا شاہ اسمعیل دہلوی نے کیا، اس فتنے کی سرکوبی میں علامہ فضل حق خیرآبادی، علامہ خیرالدین، علامہ فضل رسول بدایونی، شاہ موسیٰ، شاہ مخصوص اللہ دہلوی جیسے بزرگوں نے حصہ لیا، اس فتنۂ نجدیہ غیر مرضیہ کو دفن کرنے میں سب سے بڑا کردار امام اہلسنت فخر زمین وزمن شیخ الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ فی الارضین سیدنا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے ادا کیا۔ اس گمراہ جماعت اور اس کے بطن سے پیدا ہونے والی دوسری جماعتوں کا فاضل بریلوی نے سر قلم کر کے رکھدیا۔ برصغیر میں کوئی شریف آدمی اپنے کو وہابی نہیں کہہ سکتا، اعلیٰ حضرت نے ایسا

نقاب الٹا کہ آج تک کسی دیوبندی، وہابی کو جرأت نہیں ہوسکی کہ وہ وہابی ہوتے ہوئے اپنے آپ کو وہابی کہہ سکے۔ اس لئے کہ وہابی دیوبندی ایک طرح سے گالی سمجھا جانے لگا۔

وہابیوں نے جب دیکھا کہ عام مسلمانوں کو وہابی بنانا براہ راست بڑا مشکل ہو گیا تو انہوں نے ایک نئی چال چلی کہ نظریاتی اختلافات اپنی جگہ لیکن بنام مسلمان ہم سب کو ایک ہو جانا چاہئے۔ وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ بہرصورت فائدہ بدمذہب گروہوں کا ہی ہونا ہے، عام مسلمانوں کو اپنے دام تزویز میں پھنسانے کے لئے کبھی نصاب تعلیم کے نام پر کبھی اصلاح معاشرہ کے نام پر کبھی روزہ نماز کے نام پر کبھی مسلم پرسنل لاء کے نام پر اور ادھر چند سالوں سے بہت سارے غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے سبب گرفتاریاں عمل میں آئیں تو دنیا والوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ آواز اٹھائی گئی کہ حکومتیں بے قصور مسلمانوں کو دہشت گردی کے نام پر پھنسا رہی ہیں۔ بالکل ایسا ہے کہ بہت سارے بے قصور مسلمان جیلوں میں بند ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں دہشت گردوں کی جتنی جماعتیں ہیں وہ سب روافض وخوارج کی ہیں۔ اتحاد واتفاق کے ان تمام نعروں کے پس پردہ بس ایک سبب کارفرما ہے کہ کسی بھی طرح عام لوگ دیوبندیت وہابیت کے بہکاوے میں آسکیں، ان پروپیگنڈوں سے عام مسلمان تو بہت زیادہ متاثر نہیں ہوا اس لئے کہ وہ خوب جانتا ہے کہ وہ قوم جو خدا اور رسول کی اہانت کی مرتکب ہے اس سے راہ ورسم بنانا دین ودنیا دونوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس پروپیگنڈہ سے بعض نوجوان علماء اور مرعوب ذہن، بزدل قسم کے دانشور سمجھے جانے والے مولوی اور صحافی اس بلائے عظیم میں گرفتار ہو گئے، کسی نے اپنی بداعمالیوں کو ضرورت وحاجت بتایا کسی نے خدا اور رسول کے دشمنوں سے اتحاد کو مصلحت وقت سے تعبیر کیا، کسی نے کہا کہ ہر بات میں مسلک کی لڑائی کو نہیں داخل کرنا

چاہیئے، کسی نے کہا کہ ہر جگہ اعلیٰ حضرت کے نام کا نعرہ نہیں لگنا چاہیئے، کسی نے کہا کہ اب ہم سب کو ملکر اصلاح معاشرہ کے لئے کام کرنا چاہیئے، ہر جگہ سنی دیوبندی کے بارے میں تقریر و بیان سے گریز کرنا چاہیئے، اس طرح کی باتیں تحریری شکل میں عام کی جارہی ہیں، اس کا صاف مقصد یہ ہے کہ جماعت اہلسنت میں انتشار ہو، اختلاف ہو، اور اس کے پس پردہ کچھ لوگوں کی روزی روٹی چلتی رہے۔

انہیں نظریات وافکار کے ارسال وترسیل کے لئے ایک کتابچہ بڑے زورشور سے ملک کے گوشے گوشے میں پہونچایا گیا جس کا نام ''عرفان مذہب ومسلک ہے'' لیکن حقیقت میں اس کا مذہب ومسلک سے کوئی تعلق نہیں بلکہ حقیقتاً یہ عرفان صلح کلیت وبدمذہبیت ہے اس کتابچہ کے مصنف جناب مولانا یسین اختر مصباحی ندوی ہیں، جو ہمیشہ سے ہی گول مول باتیں کرنے کے عادی رہے، مسلکی تصلب عملاً ان میں کبھی نہیں رہا، وہ مصباحیت کے پردے میں ہمیشہ ندویت کو چھپائے رہے، جناب مصنف اگر چہ اشرفیہ مبارکپور کے فارغ التحصیل ہیں لیکن ان کے دل ودماغ پر اشرفیہ کے بانی شیخ المشائخ حضور اشرفی میاں یا اشرفیہ کو پروان چڑھا کر جامعہ اشرفیہ کی شکل دینے والے حافظ ملت کے دین ومسلک کا دور دور تک اثر نہیں ہے، بلکہ دو سال جو ندوۃ العلماء میں انہوں نے گزارے اس نے ان سب پر پانی پھیر دیا، یہی سبب ہے کہ مصباحی صاحب مسلکی تصلب اور جماعتی تشخص کے سخت خلاف ہیں۔ ان کا تصنیف کردہ کتابچہ ان کے ذہن وفکر کا آئینہ دار ہے، اس کتابچہ کے ذریعہ مدارس کے نوعمر طلبہ، نوجوان فارغین اور اہل ثروت دنیا داروں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس کتابچہ کی اہمیت اور در پردہ سازش کا اندازہ لگانے کے لئے اتنا کافی ہے کہ شہزادۂ حافظ ملت مولانا عبدالحفیظ صاحب، اشرفیہ کے سب سے مصروف ترین صدر المدرسین مولانا محمد احمد مصباحی صاحب جیسے ذمہ دار حضرات میلاد

وفاتحہ کی تقریبات میں مذکورہ کتابچہ تقسیم کرتے دیکھے گئے، ان ذمہ داروں کو کبھی یہ توفیق نہیں ملی کہ بانی جامعہ اشرفیہ حضور حافظ ملت کی تصنیف ''الارشاد'' جسے آپ نے مسلم لیگ کی حمایت کرنے والے علماء مشائخ کے رد میں لکھا تھا، یا ''عقائد علمائے دیوبند''، تقسیم کریں۔

اس سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ بعض لوگوں کی طرف سے اشرفیہ پر اگر صلح کلیت کا الزام عائد کیا جاتا ہے تو بلا سبب نہیں بلکہ موجودہ ذمہ داران اشرفیہ کا مزاج بالکل وہی ہے جو کل تک مولانا عبید اللہ اعظمی، مولانا ادریس بستوی جیسے لوگوں کا تھا۔ چونکہ صلح کلیت کی آبیاری منظّم پیمانے پر کی جارہی ہے، جام نور، ماہنامہ اشرفیہ اور کنز الایمان جیسے رسائل بھی اپنے اپنے انداز میں اس کام کو کررہے ہیں، اس فتنے کی تشہیر کے ساتھ ہی ملک کے مختلف حصوں سے مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کے تحفظ کے لئے اس کے رد وابطال کی فرمائش ہونے لگی، حالانکہ میں اور میرے جیسے دوسرے لوگ نہیں چاہتے تھے کہ علماء کے مابین اختلافی مسائل عوام تک پہونچیں لیکن فتنہ پرور مدیروں، ڈھکوسلے باز پیروں، اور پلپلے مولویوں نے ان مسائل کو عوام تک پہونچا کر مجبور کر دیا ہے کہ عوام کو بدمذہبیت سے بچانے کے لئے مولانا یسین اختر مصباحی کی ندویت کو طشت از بام کیا جائے اور اشرفیہ کے بعض ذمہ داروں کی غیر ذمہ دارانہ حرکتوں سے لوگوں کو واقف کرایا جائے، کہ اہل سنت اور سواد اعظم کے نام پر بعض دنیا پرست مولوی ماحول کو کس طرح پراگندہ کررہے ہیں۔

چہرے بدل بدل کر مجھے مل رہے ہیں لوگ
یہ کیسا ظلم ہو رہا ہے میری سادگی کے ساتھ

زیر نظر رسالہ میں مولانا یسین اختر مصباحی کے باطل افکار وخیالات کا رد بلیغ، اہل اشرفیہ کی جماعت مخالف سرگرمیاں، شر پسند عناصر کی پشت پناہی، مرکز اہل سنت بریلی شریف

سے مبارکپور کے بعض موجودہ علماء کے دوری کے اسباب، اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم اور اسلاف سے لوگوں کو متنفر کرنے کی مذموم کوشش، صلح کلیت کیا ہے؟ اور صلح کلی کون ہے؟ مسلک اعلیٰ حضرت، لفظ بریلوی، فاضل بریلوی کے استعمال پر بزرگان اہل سنت کی مدلل تحریریں نیز حجۃ الاسلام، شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ حامد رضا خان کے بیان کردہ واقعہ کی صحیح تفصیل اور مولانا مصباحی کا کھلا فریب اگر دیکھنا چاہتے ہیں تو کتاب کھولیئے اور ورق گردانی کیجئے، اور پوچھئے ان نام نہاد رہنماؤں سے کہ اگر مذہب ومسلک کا عرفان وہ ہے تو بتاؤ کہ بدمذہبیت اور لادینیت کیا ہے؟ اگر سواد اعظم اور اہل سنت وہ ہے، تو بولہبیت اور صلح کلیت کیا ہے؟

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
ہمیں رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

حال دل

الحمد اللہ اپنا مزاج کبھی بھی اس طرح کا نہیں رہا کہ اپنے علماء کی توہین وتنقیص کی جائے، اپنے مفاد اور روزی روٹی کے لیے صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح ٹھہرایا جائے، جتنے علما، مشائخ، مفتیان کرام، اہل مدرسہ، صحافی، مقرر، نعت خوان، نظما، ائمۂ اہل سنت، اور شعراء ہیں سب کے سب انسان ہیں، خطا سے کوئی محفوظ نہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے خلاف ہم محاذ کھول کر بیٹھ جائیں، ہمارے اکابر اور محتاط علما، مشائخ کا ہمیشہ سے یہی شعار رہا کہ وہ خود بھی بدمذہب گروہوں سے دور رہے اور اپنے مریدوں معتقدوں شاگردوں اور عوام کو بھی دور رکھنے کی کوشش کرتے رہے جیسا کہ خود مولانا مصباحی صاحب نے احسن العلما کی نصیحت نقل فرمائی ہے۔

رہ گیا ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کا نعرہ اور اس کو وظیفہ بنانا تو یہ بھی پیر خانۂ اعلیٰ حضرت سے ہی ثابت ہے جیسا کہ آپ نے صفحہ ۲۹ ر پر لکھا ہے خدا گواہ ہے ''کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرۂ شیرانہ، جس دلیری، استقامت، مداومت، اور تسلسل سے خانوادۂ برکات کے ان دو بزرگوں یعنی حضور سید العلما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضور احسن العلما علیہ الرحمہ نے لگایا اس کی سعادت ان کے زمانے میں شاید ہی کسی دوسرے کے حصہ میں آئی ، دراصل، مسلک اعلیٰ حضرت کے پردے میں وہ الفت رسول کا نعرہ لگاتے تھے اور عظمت نبی کا پرچار کرتے تھے'' (بحوالہ یاد حسن۔ مؤلفہ سید محمد اشرف میاں مارہروی)

اب اگر یہی نعرۂ شیرانہ استقامت اور تسلسل کے ساتھ کوئی لگاتا ہے تو اعتراض کیوں؟ دنیا میں جتنے بزرگان دین اور خانقاہیں اور مدارس اہل سنت ہیں ان سب کا ہمارے دل میں احترام اور عزت ہے۔ بشرطیکہ سنیت پہ قائم ہوں، کسی بزرگ عالم اور مفتی یا مصباحی عالم سے ہمیں کیا اختلاف ہوسکتا ہے جبکہ ان کا طریقہ بزرگوں کے طریقے کے مطابق ہو ہاں! جو لوگ مذہب و مسلک کی تحقیر اور اختلاط و اشتراک کی تبلیغ کر رہے ہیں ہم ان کے سخت خلاف ہیں، ممکن ہے کسی کو انداز تحریر سے اختلاف ہو لیکن اس کا سبب صرف اور صرف مولانا یسین اختر مصباحی کا جارحانہ انداز اور بد اطوار علما کی دریدہ ذہنی ہے، ہمیں الزام دینے سے پہلے عرفان مذہب و مسلک کو ضرور دیکھ لیں۔ ہم ایسے کسی بھی شخص کو نظر انداز نہیں کر پائیں گے جو بزرگوں کی بارگاہ کا گستاخ ہو اور دین و مسلک میں ہیر پھیر کا متمنی ہو، خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے کسی بھی فرد بالخصوص جانشین مفتی اعظم حضور ازہری میاں پر طعن تشنیع خواہ اشارۃً ہو یا کنایۃً اس قسم کی شرارتوں کا دنداں شکن جواب پہلے بھی دیا گیا ہے اور آئندہ بھی دیا جائے گا۔ خدا نہ کرے کہ اس کی ضرورت پڑے۔

بعض حضرات بغیر معلومات کے تبصرہ کرنے کے عادی ہیں، پہلے بھی میں نے عرض کیا

تھا اور پھر کہہ رہا ہوں کہ پہلے سنجیدگی سے کتاب کا مطالعہ کیا جائے پھر یہ بتایا جائے کہ اس میں کیا غلط ہے؟ جو باتیں میں نے لکھی ہیں بحلف کہتا ہوں کہ جن باتوں کو میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے یا پڑھا ہے انہیں کو کتاب کا حصہ بنایا ہے، صرف یہ کہنا کہ فلاں کے بارے میں لکھ دیا وہ اتنے بڑے ہیں یا فلاں کے استاذ ہیں، لہذا انکے بارے میں نہیں لکھنا چاہئے غیر معقول اور جانبدارانہ خیال ہے،

ایسے ہی لوگوں نے جماعتی شیرازہ کو منتشر کر رکھا ہے، اس کا صاف مطلب ہے کہ "چوری کرے کوئی سزا پائے کوئی" چہرہ اور حیثیت دیکھ کر فتوی دینا یا تنقید کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

پہلے ایڈیشن کے صفحہ ۷۶ پر دعوت اسلامی کے خواب کے ضمن میں ایک جگہ غلطی سے شارح بخاری علیہ الرحمہ کا نام شائع ہو گیا ہے، اس ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی گئی ہے، شارح بخاری ہم سب کے بزرگ اور محترم ہیں، انہوں نے کبھی بھی مذہب و مسلک کا سودا نہیں کیا، تحریک دعوت اسلامی کی خرافات پہ اگر وہ مطلع ہوتے تو ضرور بالضرور اس کا ردّ فرماتے۔

لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو دعوت اسلامی کے ذمہ داروں کی غیر شرعی حرکات پر مطلع ہونے کے باوجود نہ اس کی اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں نہ اپنی بیزاری کا اعلان فرما رہے ہیں، میں مفتی صاحب کے وارثین سے اس سہو پر معذرت خواہ ہوں۔ اس ایڈیشن میں بعض مقامات پر تقدیم و تاخیر اور تصحیح الفاظ کی گئی ہے، ساتھ ہی کتاب کی شروعات میں "معروضات" اور پروفیسر فاروق احمد کے مکتوب کا تجزیہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ جو کتاب کے مندرجات ہیں باوجودیکہ وہ سب صحیح اور ثابت شدہ ہیں

پھر بھی اگر کوئی شخص اس سے انکار کرتا ہے کہ اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے **تو ظنوا المؤمنين خيراً** کے تحت مجھے اس سے رجوع کرنے میں کوئی جھجک

نہیں ہوگی۔اس کتاب سے متعلق سیکڑوں اکابر علما، مشائخ اور اہل دانش کے فون آئے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ نے فلاں بات غلط لکھی ہے بلکہ ۹۰ رفیصدی لوگوں نے یہ کہا کہ ہم نے ایک ہی مجلس میں پوری کتاب ختم کر لی اور بعضوں نے یہ بتایا کہ وافر مقدار میں کتاب نہ دستیاب ہونے کی صورت میں ایک ہی نسخہ لوگوں نے باری باری پڑھا، اس کتاب پر آنے والے تبصروں سے یہ اندازہ ہوا کہ کتاب کے صفحات پہ جن تضادات کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے بیشتر خانقاہی ، اہل مدرسہ اور عوام اہل سنّت پریشان تھے اور وہ ان کی دلی خواہش تھی کہ اس کا سد باب ہونا چاہیے لیکن "بلی کی گردن میں گھنٹہ کون باندھے" شاید یہ کام میرے حصے میں تھا، ہاں اس حقیقت کو نہ ذکر کرنا بڑی نا انصافی کی بات ہوگی کہ جہاں اس کتاب کی اشاعت پر پوی دنیائے سنیت سے مبارکبادیوں کے فون آئے وہیں عالم اسلام کی ایک بہت بڑی درسگاہ، خدمت دین کے عظیم سرمائے کے حاملین حضرات کی کوششوں سے تقریباً ۸۶ رفون کال گالیوں کے آئے، مجھے اس پر نہ کوئی شکوہ ہے نہ شکایت۔حالہ نکہ ان ساری کالس کی ڈیٹلس میں نے نکلوالی ہیں اور یہ بات علم میں ہے کہ اس نیک کام کے پیچھے کن بزرگوں کا ہاتھ ہے، زکوۃ فطرہ کا اتنا صحیح استعمال شاید ہی کوئی دوسرا مدرسہ کر سکے، جہاں قرآن حدیث سکھانا تھا وہاں گالی دینے کی مشق کرائی جارہی ہے۔

بہر حال قارئین" آئینہء صلحکلیت " کو یہ جان کر ضرور اطمینان ہوگا کہ ایک ماہ کے اندر کتاب کا تین ایڈیشن آچکا، انشاء اللہ عرس رضوی اور عرس حشمتی میں چوتھا، پانچواں اور چھٹا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ یوں فریاد ہم کرتے۔
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

پروفیسر فاروق احمد اور عرفان مذہب ومسلک

ماہنامہ کنز الایمان نومبر ۲۰۱۳ء کے صفحہ 65 پہ جناب پروفیسر فاروق احمد صدیقی کا ایک مکتوب رئیس القلم علامہ یس اختر مصباحی کی جارحانہ اوراہل سنت مخالف تصنیف بقول حضرت تاج الشریعہ (علامہ اختر رضا ازہری) بدنام زمانہ کتاب "عرفان مذہب ومسلک" کی تائید وحمایت میں شائع ہوا ہے۔ ویسے تو اس کتاب کو صلح کلیت کو فروغ دینے کے لیے ماہنامہ کنز الایمان، جام نور اور اشرفیہ سب نے شائع کیا لیکن تائید میں پہلا مکتوب پروفیسر موصوف کا کنز الایمان میں نظر نواز ہوا۔

پروفیسر صاحب نے اپنے مختصر سے مکتوب میں لکھا ہے کہ ''علمائے کرام اور دانشوران ملت کا سواد اعظم آپ کا ہم خیال وہم نوا ہے'' مصباحی صاحب صرف اہل سنت اور سوا د اعظم کا نعرہ لگانا چاہتے ہیں، پروفیسر صاحب نے ایک نیا سواد اعظم علما اور دانشوران ملت کا دریافت کرلیا۔

بلاشبہ پروفیسر صاحب جس سواد اعظم کی بات کر رہے ہیں وہ ضرور مصباحی صاحب کا موید ومصدق ہوگا۔ پروفیسر صاحب نے لکھا ہے کہ ''مجھے آپ کے لفظ لفظ سے کامل اتفاق ہے'' پروفیسر صاحب اب بھی ایک منزل پیچھے رہ گئے انہیں کہنا چاہئے تھا کہ حرف حرف سے کامل اتفاق ہے تو انہوں نے لفظ لفظ کہہ کر کتاب کی ثقاہت میں کہیں نہ کہیں کچھ کمی کر دی، اب تک کچھ لوگ اس بات پر جھگڑتے رہے ہیں کہ قرآن کے علاوہ کسی اور کتاب کی مکمل طور پر توثیق کی جاسکتی ہے یا نہیں اس اختلاف کی بناء پر بعض لوگوں نے تنہائی کی زندگی گذارنا پسند کیا مگر جماعت سے اتحاد نہ کیا، بہر حال پروفیسر صاحب نے ثابت کردیا

کہ کم از کم مصباحی صاحب کی مذکورہ کتاب قرآن کی طرح نہ سہی کم از کم دوسرے درجے میں قابل توثیق تو ہے ہی۔

اب رہ گیا پروفیسر صاحب کا مصباحی صاحب کی نہایت دلخراش اور جماعتی نظام کو درہم برہم کرنے والی کتاب ''عرفان مذہب ومسلک'' کے لفظ لفظ سے کامل اتفاق کی تو عرض ہے کہ مذکورہ کتاب کی پروفیسر صاحب کے علاوہ تصدیق وتائید کون کرسکتا تھا؟ یہ انہیں کے شایان شان ہے کیوں نہ ہو؟ پروفیسر صاحب کے والد پوری زندگی وہابیوں کی مسجد میں مؤذنی کا فریضہ نبھاتے رہے۔

پروفیسر صاحب نے اپنی تمام بیٹیوں کا عقد مطعون وہابیوں دیوبندیوں سے کیا ہے۔ اطلاع کے مطابق ان کا ایک داماد وہابیت میں اس قدر تکمیل کو پہنچا ہوا ہے کہ نیاز فاتحہ کا کھانا اٹھا کر پھینک دیتا ہے، یہ سب باتیں تو بہت چھوٹی ہیں سننے میں تو یہاں تک آیا کہ پروفیسر صاحب وہابیوں، دیوبندیوں کی تکفیر کے بھی قائل نہیں ہیں غالباً اسی وجہ سے وہابیوں کے یہاں رشتہ قائم کرنے میں انہیں کوئی جھجھک نہیں ہوتی۔

ان احوال کے باوجود اگر پروفیسر صاحب مصباحی صاحب کی کتاب کی تائید نہ کرتے تو بڑی ناانصافی ہوتی، پروفیسر صاحب مسلکی آزادی کے جس بلند مرتبے پر فائز ہیں فی الحال مصباحی صاحب اس سے بہت پیچھے چل رہے ہیں، ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مصباحی صاحب کی اس راہ میں ترقی کی دعاء کریں (معاذ اللہ) یا پروفیسر صاحب کی تنزلی کی۔

نوٹ: جو باتیں پروفیسر فاروق احمد صدیقی کے بارے میں میں نے لکھی ہیں اگر وہ غلط ہیں تو تردید فرمائیں مجھے معذرت کرنے میں عار نہ ہوگا۔

معروضات

۱۔ کیا قرآن وحدیث میں کفار ومرتدین کو کافر ومرتد نہ کہا گیا؟ اگر کہا گیا ہے تو پھر آج کوئی سنی عالم کافر ومرتد کہتا ہے یا وہابی، دیوبندی کو خبیث ومردود کہتا ہے تو اس میں پریشانی کیا ہے؟

۲۔ کیا حدیث میں اہل بدعت، بدمذہب گروہوں کے ساتھ مجالست، مناکحت وغیرہ سے منع نہیں کیا گیا ہے؟ اگر منع کیا گیا ہے تو پھر آج کوئی شخص وہابیوں، رافضیوں سے دور رہنے کی بات کرتا ہے تو اس پر چیں بہ جبیں ہونے کا کیا مطلب؟

۳۔ کیا ہمارے اکابر علما، فقہا، مشائخ نے ہمیں دیوبندیوں، وہابیوں کے ساتھ کھانے، پینے، اٹھنے، بیٹھنے، ان کے مدرسے میں پڑھنے، ان کے جلسے جلوس میں شرکت کرنے سے منع نہیں کیا ہے؟ اگر منع کیا ہے تو پھر آج کوئی عالم دین منع کرتا ہے تو اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا سبب کیا ہے؟

۴۔ وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں کی دعوت کھانے والے ان کی مجالس میں شرکت کرنے والے پر شریعت کا کوئی حکم عائد ہوتا ہے؟ اگر ہوتا ہے تو پھر جو مفتی جانتے ہوئے حکم لگانے سے گریز کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

۵۔ وہابی کی دعوت کھانے سے آدمی وہابی یا صلحکلی نہیں ہوتا تو کیا شراب کی دوکان کرنے سے یا زنا کے اڈے قائم کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے؟

۶۔ دیوبندی عوام پر حکم کفر نہیں تو کیا کسی دار العلوم یا جامعہ کے مفتی صاحب اس بات کی اجازت دیں گے کہ لوگ اپنی بیٹیوں کا نکاح دیوبندی وہابی عوام کے یہاں کریں، دیوبندی مساجد میں چندہ دیں؟

چندہ کی اجازت تو ہرگز نہیں دیں گے کیوں کہ چندہ ہی کا تو جھگڑا ہے۔

۷۔ جو عالم و مفتی یا مدیر وہابیوں، دیوبندیوں کی تردید و مذمت سے لوگوں کو منع کرے

کیا وہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم، ملک العلما، شیر بیشہ، اہلسنت، حافظ ملت، سید العلما، احسن العلما، محدث اعظم، شارح بخاری، فقیہ ملت ۔ وغیرہم کا مخالف نہیں ہے؟ اگر ہے تو اس کے لیے ہمدردی کیوں؟ ایسوں کی پشت پناہی کا کیا مطلب؟

۸۔ مفتی اعظم مجدد نہیں، تردید آپ پر واجب تھی آپ نے تردید کیا تو کیا آپ کے نزدیک امیر دعوت اسلامی مولانا الیاس صاحب اور ڈاکٹر طاہر القادری مجدد ہیں؟ اگر ہیں تو برملا اعلان سے گریز کیوں اور اگر نہیں ہیں تو تردید کیوں نہیں کرتے؟

۹۔ کیا بڑا عالم یا مصنف یا بڑے مدرسے کا ذمہ دار ہونے کا مطلب ہے کہ وہ جو چاہے کرے اس پر شریعت کا زور نہیں چلتا؟

کیا احکام شرعیہ کا نفاذ رکشہ چلانے والوں، مسجد کے اماموں اور غریب و نادار مولویوں پر ہوتا ہے؟

۱۰ اہل مدرسہ کا ملازمین کی تقرری کے لئے رقوم کا وصول کرنا ناجائز و رشوت ہے، ان پر حاصل کردہ رقوم کا لوٹانا فرض ہے تو کیا حکومت کو دھوکہ دیکر تنخواہ لینا جائز ہے، منشی، مولوی، عالم، فاضل کے نصاب کی تدریس کے نام پر مدرسہ بورڈ سے تنخواہ لینا اور اپنا نصاب پڑھانا بدعہدی اور غداری نہیں ہے؟ گورنمنٹ کو دھوکہ دیکر اپنے اعزہ و اقارب کو ملازمت دلوانا اور قوم سے دین کے نام پر چندہ لینا جائز ہے؟

۱۱۔ جو مدیر اپنے علما و طلبہ کی اہانت کرے یا جو خطیب علانیہ مذہب و مسلک کی دھجیاں اڑائے یا جو پیر تقلید شخصی کو نفاق بتائے ایسوں کی پشت پناہی کرنا، انہیں اپنے اسٹیج پر بلوانا کیا کار ثواب ہے؟ تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو؟

عزیزیو، امجدیو، رضویو، حشمتیو، برکاتیو! آنکھیں کھول کر پڑھو

ازتاجدار مارہرہ مطہرہ حضور نوری میاں صاحب قبلہ

ساتویں نصیحت یہ ہے کہ: اپنے دین و عقائد پر ایسے سخت اور مضبوط رہیں کہ دوسرے

متعصب سمجھیں ۔اس لئے کہ دینِ حق اور عقائد میں تصلب ،مقبولیت کی علامت ہے اور محمود و پسندیدہ۔

اور دینِ باطل میں غلو(غالی ہونا، اڑجانا) بدبختی کی نشانی ہے اور مذموم و ناپسندیدہ۔
فقراء و مساکین اور غربا سے انس و محبت اختیار کریں۔دنیا دار امرا و اہل دولت سے دور بھاگیں اور ان سے پرہیز کریں۔فاسقوں فاجروں اور بے باک کافروں مشرکوں سے خود کو دور رکھیں۔نیز غیر مسلموں اور شرک پسندوں سے دور بھاگیں۔
اس لئے کہ بری صحبت مقناطیس اور لوہے کی مانند ہے۔یعنی بری صحبت ،بدسیرتوں کو اس طرح کھینچتی ہے جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے'' الیٰ آخرہٖ (ص۳۳،۳۴ سراج العوارف۔مطبوعہ دہلی)

لمعۂ ثانیہ جس میں عقائد اہل سنت و جماعت کا اجمالی بیان ہے،اس کے نور(۱۵) میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

ہمارے اس دور میں ۱۲۳۹ھ کے آغاز سے ایک گمراہ ترین فرقہ۔جس کا آغاز بدعت اور بین المسلمین رخنہ ڈالنا اور انجام کار الحاد و زندقہ ہے۔ہندوستان میں نمود پا چکا ہے۔
اس فرقہ کو اہل عرب(بلکہ تمام عجمی بھی) وہابی کہتے ہیں۔یہ فرقہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب ہے جو عرب شریف)خطۂ نجد میں پیدا ہوا۔
اس گمراہ فرقے سے ہرگز ہرگز خلط ملط کو روا نہ رکھیں۔اس ننگ و عار طائفہ نابکار کی شناخت کے لئے یہی ایک بات جو میں کہتا ہوں،کافی ہے کہ:
یہ فرقہ رافضیوں کا بھی بڑا باپ ہے۔رافضی اگر صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں تو یہ فرقہ خود جناب مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پاک بلکہ بارگاہ الٰہی میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتا ہے۔اسی لئے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جنابِ پاک کی طرف امکان کذب کی نسبت کرتے ہیں۔الیٰ آخرہٖ

پاسبان ملت کا ایک اہم مکتوب

الحاج سعید نوری بانی رضا اکیڈمی، ممبئی کے نام

عزیز گرامی مولانا سعید رضوی .... سلام مسنون

آپ کا مرسلہ ڈرافٹ مل گیا، آپ کی کرم فرمائی کا بہت بہت شکریہ اور فاضل محترم مولانا قمر الزماں صاحب اعظمی و مولانا محمد حنیف صاحب رضوی کو بھی اطلاع بھیج دی ہے کہ ڈرافٹ مل گیا ہے۔

اب میں ۲۹ /اکتوبر ۱۹۸۷ء کو میل سے چل کر ۳۰/اکتوبر کو ممبئی اور ۲/نومبر کو ممبئی سے کرناٹک چلا جاؤں گا۔ آپ لوگ دعا کیجئے کہ اس سفر میں صحت یاب ہو جاؤں۔

میں نے رضا اکیڈمی کو ہمیشہ اپنا ادارہ سمجھا ہے اور آپ کی صلاحیتوں کی قدر کی ہے۔ جب کبھی کسی نے رضا اکیڈمی کے خلاف کبھی کوئی بات کہی تو میں نے اسکی مدافعت کی اور آپ سے بھی ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ آپ کام میں لگے رہئے۔ لوگوں کی تنقید اور طعن وتشنیع کی فکر نہ کیجئے۔ ہمیشہ تعمیری کاموں میں اپنی صلاحیتوں کو لگائیے، تخریبی ذہن نہیں پیدا کرنا چاہئے۔ جیو اور جینے دو کی پالیسی پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

رضا اکیڈمی کا تصلب فی الدین بہت پسندیدہ ہے، بے راہ روی کے اس نازک ترین دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کی صیانت وحفاظت ایک اہم مسئلہ ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ لوگ بہت ہی بے باکی سے اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں۔ میں ذہنی وفکری طور پر رضا اکیڈمی سے بہت قریب رہا اور قریب ہوں اور انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ قریب رہوں گا۔ میں نے اپنی ہر ممکنہ خدمات کو ہمیشہ آپ کے ادارے کے سپرد کیا ہے۔ اور ہمیشہ دعا

کرتا ہوں کہ آپ کا ادارہ یوماً فیوماً ترقی کرتا رہے۔ انحطاط اور تنزل کے اس ہوش ربا دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کے استقلال و استحکام کے لئے جدو جہد کرنا وقت کا عظیم جہاد ہے۔ آپ اس کام میں لگے رہئے۔ تنہائی محسوس نہ کیجئے۔ ابھی مسلک رضویت کے جانثاروں کی کمی نہیں ہوگئی ہے۔ وقت کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ بریلویت کے نام پر جہاں بھی زبان وقلم کی آزادی ہو بلاخوف لومۃ لائم ایسے لوگوں سے بہت سختی سے محاسبہ کیا جائے۔ مسلک ہی تو ہمارا سرمایہ ہے۔ خدانخواستہ ہم اس کو بھی کھو بیٹھے تو پھر ہمارا وجود ہی کہاں رہ جائے گا؟

بریلویت ہمارا تشخص ہے اور ہمیں اس پر فخر ہے۔ ہم اس کو کبھی بھی مٹا نہیں سکتے، مسلک کو ہم نے کسی مصلحت کے تحت اختیار نہیں کیا ہے، یہ ہمارے ضمیر کی اصل آواز ہے، جس کو کوئی دبا نہیں سکتا۔

عزیز گرامی! مجھے احساس ہے کہ میرا خط طویل ہوگیا، لیکن مستقبل میں آپ ہی لوگوں سے امیدیں وابستہ ہیں، اس لئے آپ کے تصور سے حوصلہ بڑھ جاتا ہے اور وقت کی ضروری باتوں کو آپ سے کہہ دیتا ہوں، شفیع بھائی اور رفقائے ادارہ سے بہت بہت سلام کہہ دیں، میری پرخلوص دعائیں ونیک تمنائیں آپ سے وابستہ ہیں، امید ہے کہ اس سفر میں آپ سے ملاقات ہوگی۔ خدا کرے کہ آپ لوگ اچھے ہوں۔

مشتاق احمد نظامی

۱۹/۱۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء

ماخوذ

پیغام رضا اپریل تا جون ۲۰۰۹ء

مسلک اعلیٰ حضرت کہنا کیسا؟

ازفقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی

سوال ہمارے یہاں ایک مولانا صاحب اور ایک پیر صاحب آتے ہیں جو سنی ہیں مگر وہ مسلک اعلیٰ حضرت کہنے پر اعتراض کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسلک اہل سنت اور مسلک حنفی کہنا کافی ہے مسلک اعلیٰ حضرت کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔تو ایسے لوگوں کو کیا جواب دیا جائے؟ بینواتوجروا۔

الجواب

جولوگ سنی ہونے کے باوجود مسلکِ اعلیٰ حضرت کہنے پر اعتراض کرتے ہیں وہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے حسد میں مبتلا ہیں۔اور حسد حرام وگناہ کبیرہ ہے۔حدیث شریف میں ہے وہ حسد کرنے والے کی نیکیوں کواس طرح جلاتا ہے جیسے آگ لکڑی کوجلاتی ہے۔(ابوداؤد شریف ج۲ صفحہ ۳۱۶)

یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ مسلک اہل سنت اور مسلک حنفی کہنا کافی ہے۔اس لئے کہ دیوبندی اور مودودی بھی مسلک اہلسنت اور مسلک حنفی کے دعویدار ہیں۔تو دیوبندی مسلک اور مودودی مسلک سے امتیاز کے لئے موجودہ زمانے میں مسلک اعلیٰ حضرت بولنا ضروری ہے،یعنی مسلک اعلیٰ حضرت دیوبندی،اور مودودی مسلک سے امتیاز کے لئے بولا جاتا ہے۔اگر کوئی اپنے کومسلک اہلسنت اور مسلک حنفی کا ماننے والا بتائے اور یہ نہ کہے کہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند ہوں تو ظاہر نہیں ہوگا کہ وہ سنی ہے یا بدمذہب۔

لہذا مذہب حق اہلسنت وجماعت سے ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت سے ہونے کو بتانا ضروری ہو گیا ہے اس پر اعتراض کرنے والے کو خدائے تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائے۔آمین۔

ماخوذ از ماہنامہ اشرفیہ اگست ۱۹۹۸ء

مسلک اعلیٰ حضرت کیوں؟

شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور ماہ اپریل ۱۹۹۹ء میں مسلک اعلیٰ احضرت کے خلاف ایک مضمون شائع ہوا تھا، جس کے رد میں حضور شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے مندرجہ ذیل مضمون رقم فرمایا اور ماہنامہ اشرفیہ میں اُس کی اشاعت پر سخت افسوس کا اظہار فرمایا تھا۔آپ اسے پڑھئے اور حق وناحق کے درمیان فیصلہ کیجئے۔مدیر پیغام رضا امسال کے جنوری کے اشرفیہ پرچے میں ایک مضمون بعنوان ''چند اصلاح طلب گوشے'' چھپا ہے جس کا پانچواں عنوان ہے ''مسلک اعلیٰ حضرت''، جس میں مضمون نگار صاحب نے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانے پر بہت خوبصورتی سے انتہائی دل خراش طنز کیا ہے۔مضمون نگار صاحب سے ہمیں کوئی شکایت نہیں، ہر شخص کو اختیار ہے جو چاہے پسند کرے، یا ناپسند کرے، ''لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنٌ'' افسوس اس کا ہے اور وہ بھی سخت کہ جامعہ اشرفیہ کے ترجمان میں یہ زہریلا مضمون کیسے چھپ گیا۔ماہنامہ کی مجلس ادارت کے ارکان میں پہلا نام اس خادم کا ہے۔اس لئے میرے پاس چاروں طرف سے مواخذے کے خطوط آنے لگے حتی کہ قصبے کے معززین کا ایک وفد میرے پاس آیا۔دراصل ایڈیٹر صاحب ان دنوں موجود نہیں تھے، ان کی غیر موجودگی میں رسالہ پریس بھیج دیا گیا تھا۔پھر بھی میں نے جناب ایڈیٹر صاحب سے مواخذہ کیا، اور انہیں ہدایت بھی کی کہ ماہنامہ اشرفیہ ادارہ کا ترجمان ہے۔''مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان'' جامعہ اشرفیہ کے اغراض ومقاصد کی دفعہ ۷ ر میں تصریح ہے۔''مسلک امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کی ترویج وتبلیغ کرنا'' ایسی صورت میں مسلک اعلیٰ

حضرت کا استہزا جامعہ اشرفیہ کے استہزا کے مرادف ہے، اور یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ جامعہ اشرفیہ کا ترجمان جامعہ اشرفیہ کے دستور کا استہزا شائع کرے۔

اب تک جہاں تک مجھے معلوم ہے مضمون نگار زید مجدہم بھی مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند ہیں، از روئے شریعت بھی اور از روئے طریقت بھی۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ تیغ علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتابوں میں اپنی نجی مجلسوں میں اپنے مریدین کو مسلک اعلیٰ حضرت کی پابندی کی خصوصی ہدایتیں کی ہیں۔ موصوف نے انتہائی بے دردی کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کا استہزا کر کے اپنے سلسلے کے مرکزی شیخ کا بھی استہزا کر ڈالا۔

مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ سنی ہوتے ہوئے لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کیوں زہر افشانی کرتے ہیں۔

مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک اور دین نہیں، مسلک اعلیٰ حضرت حقیقت میں سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے اس طریقہ مرضیہ و متوارثہ کا نام ہے جو عہد رسالت سے لے کر آج تک سوادِ اعظم کا مسلک ہے، جو هِيَ الْجَمَاعَةُ اور مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ کا مصداق ہے۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تصانیف پڑھئے۔ انہوں نے انہیں عقائد و مسائل کو تحریر فرمایا ہے۔ جو سلف سے لے کر خلف تک اب تک اہل سنت و جماعت کا رہا ہے۔ ہر عقیدے کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے ساتھ ساتھ اسلاف کی کتابوں سے حوالہ جات تحریر کر دئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی کتابیں سو سال سے پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ہزار شخصی اور جماعتی کوشش کے باجود آج تک کوئی مخالف بھی کسی عقیدے کے بارے میں ثابت نہیں کر سکا کہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے عہد مبارک میں انگریزوں نے اپنے پلان کے مطابق بہت سے چالاک عیار، دنیادار افراد کو خرید کر اہل سنت کے خلاف کئی مذاہب کی

بنیاد ڈالوائی۔ مثلاً وہابی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی، صلح کلی، ان سب مذاہب کے بانیوں اور حامیوں نے اپنی ساری ذہنی وعلمی توانائیوں کوصرف کر کے اہل سنت کے خلاف صف آرائی کی، ان سب کا مقابلہ تن تنہا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا، اوران سب کے عقائد باطلہ کو رد کر کے ان سب کے پرخچے اڑا دئے۔ان سب خدمات کو دیکھتے ہوئے مذہب اہل سنت و جماعت کا دوسرا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔

اس زمانے میں اہل سنت کو تمام فرقہائے باطلہ سے ممتاز کرنے کے لئے سوائے مسلک اعلیٰ حضرت کے کوئی لفظ موزوں ہوتا ہی نہیں۔ کچھ معاندین اس کے بالمقابل مسلک امام اعظم بولتے ہیں لیکن یہ لفظ امتیاز کے لئے کافی نہیں۔ غیر مقلدین کو چھوڑ کر سارے وہابی جو اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ مثلاً دیوبندی، مودودی، نیچری، حتیٰ کہ قادیانی اپنے کو مسلک امام اعظم پر گامزن بتاتے ہیں۔ اور یہی حال اہل سنت و جماعت کے لفظ کا بھی ہے کہ ان میں کے بہت سے لوگ اپنے آپ کو سنی بتاتے ہیں۔

اس تفصیل کی روشنی میں میں نے بہت غور کیا، سوائے مسلک اعلیٰ حضرت کے کوئی لفظ ایسا نہیں جو صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو تمام بد مذہبوں سے ممتاز کر دے۔ اب تک میں اس موڈ میں نہیں کہ یہ کہنے کی جرأت کروں کہ مضمون نگار صاحب زید مجدہم کو اس سے چڑھ ہے کہ اہل سنت کو بد مذہبوں سے ممتاز کرنے کی کوشش کیوں کی جارہی ہے۔

ذرا مضمون نگار صاحب کا تیور دیکھئے تحریر کرتے ہیں۔

''مقررین اور شعرا کی پذیرائی، ان کا حوصلہ بڑھانے، سوتوں کو جگانے اور جلسے وکانفرنس کی رونق دوبالا کرنے کی خاطر آج کل بہت طرح کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ کچھ عاقبت نااندیش اور خدا ناترس اناؤنسر حضرات ان نعرۂ حق وصداقت کے

درمیان بعض ایسے نعرے لگواتے ہیں جن کا مقصد حاضرین جلسہ سے غلط کہلوا کران کو بے وقوف بنانا ، ہنسانا ، اپنی چرب زبانی وہمہ دانی کی دھونس جمانا ہوتا ہے۔ جیسے جھوٹ کا دامن ، بوس کا دامن ، وغیرہ نعرہائے تکبیرورسالت کے بعد ایک نعرہ مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کا بھی یہ نعرے لگانے والے کون لوگ ہیں؟ ان میں کی اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو بے نمازی ہے ، داڑھی ، منڈے یا حد شرعی سے کم رکھنے والے ہیں ، شراب خور ہیں''

ناظرین کرام غور کریں! مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کے نعرے کو مضمون نگار صاحب نے عاقبت نا اندیش اور خدا ناترس لوگوں کا نعرہ قرار دیا ، اور اسے نعرۂ حق وصداقت سے الگ رکھا ، اس کا مقصد عوام کو بے وقوف بنانا اور ہنسانا اور اپنی چرب زبانی اور ہمہ دانی کی دھونس جمانا بتایا ، اس سے تسکین نہیں ہوئی تو اس کو ہلکا کرنے کے لئے لکھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانے والوں کی اکثریت بے نمازی ، داڑھی منڈی ہے ، شراب خور ہے۔

اتنا جلال! کیا موصوف اس کو ثابت کر سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت زندہ باد کا نعرہ لگانے والوں کی اکثریت شراب خور ہے؟ مضمون نگار صاحب کو پتہ نہیں ، ہندوستان کی ستر فیصد مسلم آبادی اس نعرے کو لگاتی ہے ، حق سمجھتی ہے ، مضمون نگار صاحب کو یقین نہ ہو تو میرے ساتھ دو تین سفر کر لیں ، ان کو دکھا دوں گا۔ کیا اہل سنت کے اکثر افراد شراب خور ہیں؟ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی مجمع میں دو چار افراد شراب خور ہوں لیکن اہل سنت کی اکثریت کو شراب خور بتانا مضمون نگار صاحب کا وہ جلال ہے جس نے ان کو حالت سکر میں پہنچا دیا ہے۔

رہ گئے بے نمازی ، داڑھی منڈے ۔تو اس کو کیا کیجئے گا کہ مسلمانوں کی غالب اکثریت داڑھی منڈی اور بے نمازی ہے آپ اپنے اور اپنے والد ماجد کے مریدین کا سروے کیجئے۔ ان کی غالب اکثریت بے نمازی اور داڑھی منڈی ہی ملے گی۔ اگر کسی کلمۂ

حق کا داڑھی منڈے و بے نمازیوں کا قبول کرنا اس کی دلیل ہے کہ وہ باطل، تو جناب والا کی اس منطق سے اسلام کی بھی خیر نہیں۔ مذہب اہل سنت کی بھی خیر نہیں۔ اور خود آں حضور کے سلسلہء عالیہ کی بھی خیر نہیں تو پھر نعرۂ تکبیر ورسالت کی بھی خیر نہیں۔ اس لئے کہ یہ نعرہ لگانے والوں کی اکثریت بے نمازیوں اور داڑھی منڈوں ہی کی ہوتی ہے۔

صاحب زادے والا شان! اگر آپ کو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے چڑھ ہے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے کہ اپنی چڑھ دور کیجئے مگر یاد رکھئے اللہ عزو جل کا ارشاد ہے "مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ"

آپ ہی جیسے لوگوں کے لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے بارگاہ غوثیت میں استغاثہ فرمایا تھا

حسد سے ان کے سینے پاک کردے　　　کہ بدتر دق سے بھی یہ سل ہے یا غوث
غذائے دق یہی خوں استخواں گوشت　　　یہ آتش دین کی آکل ہے یا غوث

صاحب زادہ والا شان! آپ نے جامعہ اشرفیہ میں تعلیم حاصل کی ہے، کم سے کم اس احسان کا لحاظ و پاس کر کے اپنے مادر علمی کے دستور پر ایسی بے جا اور غلط تنقید نہ فرماتے مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔

یاوفا خود نہ بود در عالم
یا بمن کس دریں زمانہ نکرد

یہ مضمون پیغام رضا فکر و تدبیر نمبر
اپریل تا جون ۲۰۰۹ء سے لیا گیا ہے۔

اہلسنت ہی کو حقیقت میں بریلوی کہا جاتا ہے

شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی کچھوچھوی

وہ مقدس ہدایت یافتہ ونجات یابندہ جماعت حضور آیۂ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے 'ماانا علیہ و اصحابی'' سے جس کی پہچان کرائی اور ''ید اللہ علی الجماعۃ'' فرما کر جس کا تعارف کرایا اسی جماعت کو ہند و پاک کے ایک بڑے حصے میں ''بریلوی'' کہا جانا ''مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت وعظمت اور ان کی رفعت شان کے اس گوشے کو نمایاں کرتا ہے جو مجددین سابقین کی صف میں آپ کی ذات کو منفرد و ممتاز کر دیتا ہے۔اور لطف کی بات یہ ہے کہ لفظ ''بریلویت'' کو ''غیر شعوری طور پر سہی'' سنیت کے ہم معنی ایک وسیع مفہوم میں استعمال کے آغاز کا سہرا خود انہیں منکرین عظمتِ نبوت کے سر ہے جنہوں نے تقدیس رسالت کی نفی ہی کو توحید الٰہی سمجھ رکھا ہے،اب کوئی اشاعرہ سے ہو یا ماتریدیہ سے،حنفی ہو یا شافعی ہو،مالکی ہو حنبلی ہو اگر وہ صحیح طور پر مسلک اہل سنت وجماعت پر ہے تو مذکورہ الصدر مروجہ اصطلاح کی روشنی میں ''بریلوی'' ہے۔اب بریلوی ہونے کے لئے فاضل بریلوی کی ذات گرامی تک کسی کا سلسلہ علمی یا سلسلہ نسبی یا سلسلہ بیعت وارادت کا پہنچنا یا شہر بریلی شریف میں مقیم رہنا ضروری نہیں رہ گیا اسی لئے تو ایسوں کو بھی ''بریلوی'' کہا جاتا ہے جس نے عمر بھر بریلی شریف کو خواب میں بھی نہ دیکھا ہو نیز جس کا علمی یا نسبی یا کسی دوسری طرح کا کوئی سلسلہ فاضل بریلوی تک نہیں پہنچتا بلکہ فاضل بریلوی کی آواز تک نہیں پہونچی اس اصطلاح نے ''بریلویت'' کو وہاں تک پہونچا دیا،۔اب اس دنیا کا ہر وہ فرد

"بریلوی" ہے جو مسلک اہل سنت پر واقعی طور پر گامزن ہے۔ غور فرمایئے کہ فاضل بریلوی کسی نئے مذہب کے بانی نہ تھے ازاول تا آخر مقلد رہے۔ ان کی ہر تحریر کتاب وسنت اور اجماع وقیاس کی صحیح ترجمان رہی نیز سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے ارشادات اور مسلک اسلاف کو واضح طور پر پیش کرتی رہی۔ وہ زندگی کے کسی گوشے میں ایک پل کے لئے بھی "سبیل مومنین صالحین سے نہیں ہٹے"۔

اب اگر ایسے کے ارشادات حقانیہ اور رتوضیحات وتشریحات پر اعتماد کرنے والوں، انہیں حق سمجھنے والوں اور دلائل وبراہین کی روشنی میں انہیں سلف صالحین کی روش کے مطابق یقین کرنے والوں کو "بریلوی" کہہ دیا گیا تو کیا بریلویت وسنیت کو بالکل مترادف المعنی نہیں قرار دے دیا گیا۔ اور بریلویت کے وجود کا آغاز فاضل بریلوی کے وجود سے پہلے ہی نہیں تسلیم کرلیا گیا؟

المختصر ہمارے "امام احمد رضا قادری بریلوی کی عظمت وشان اور بارگاہ خدااور رسول میں ان کی مقبولیت کو سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کی ذات گرامی تو بڑی چیز ان کے شہر کی طرف نسبت منسوب کر کے اہل ایمان اوراس کے عاشق رسول ہونے کی دلیل بن گئی ہے۔

اب میں الحمد اللہ مسلکاً حنفی نسبتاً جیلانی مشرباً اشرفی اور وطناً کچھوچھوی ہونے کے باوجود اپنے کو "بریلوی" کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں۔

صلح کلیت کا مفہوم

حضرت علامہ یسین اختر مصباحی صاحب کا ۴۸ رصفحات پر مشتمل کتابچہ بنام عرفان مذہب ومسلک نہایت غیر سنجیدہ غیر مربوط اور مصنف کی پریشان خیالی کا مظہر اتم ہے، مذکورہ کتابچہ مصنف کے معروف طرز تحریر سے بالکل جدا ہے، اس میں نہ کوئی تمہید ہے نہ تہدیہ وانتساب اور نہ ہی سبب تالیف، اس کتابچہ کو شروع سے اخیر تک پڑھ جایئے بس یہ محسوس ہوگا کہ لکھنے والے کو کوئی دوڑا رہا ہے اور اسی حال میں اس کے ذہن میں جو آتا جا رہا ہے اسے وہ لکھتا چلا جا رہا ہے یا پھر یہ کہ سوتے سے کوئی اچانک بیدار ہوا کسی نے ہاتھ میں قلم کاغذ تھما دیا بے خیالی اور غنودگی میں وہ کچھ لکھ گیا، ذہن پر دباؤ ڈالیں اور بار بار پڑھیں تو تین باتیں سمجھ میں آتی ہیں ایک تو یہ کہ اس دنیا میں سب سے بڑا دین کا اگر کوئی کام ہے تو وہ یہ کہ موجودہ دور کے چند مصباحی حضرات کی خدمات پر صبح وشام ڈھول بجایا جائے اور لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ اس وقت جو کچھ ہے اسلام کے دامن میں وہ چند مصباحی حضرات کا کیا دھرا ہے، باقی علماء مشائخ خانقاہیں مدارس شخصیات یہ سب دنیا کمار ہے ہیں۔

دوسری بات جس کو مصباحی صاحب نے راستہ چلتے چھیڑنے کا کام کیا ہے وہ یہ کہ ''صلح کلی'' کیا ہے؟ مصباحی صاحب اس کتابچہ کے ذریعہ جامعہ اشرفیہ اور دعوت اسلامی پر اٹھنے والے اعتراضات کا دفاع کرنا چاہتے ہیں، ادھر چند سالوں سے جامعہ اشرفیہ اور دعوت اسلامی جیسے اداروں اور تحریکوں پر صلح کلیت کو فروغ دینے کے الزامات لگتے رہے ہیں، حالانکہ اس سے مراد اعتقادی صلح کلی نہیں ہے بلکہ عملاً یہ صلح کلی ہیں، صلح کلی کہنے کا سبب یہ ہے کہ عملی طور پر بے احتیاطیاں اور اپنے علماء مشائخ کے خلاف بدمذہبوں کے

ساتھ بلا ضرورت شرعی اختلاط واشتراک ہے اس الزام کو مصباحی صاحب نے غلط ثابت کرنے اور بد دین جماعتوں کے ساتھ میل جول کی حمایت کی غرض سے کہیں کا تار کہیں جوڑنے کی کوشش کی ہے، مصباحی صاحب نے غلط بیانی کی ساری حدوں کو توڑ دیا ہے اپنی غلطیوں اور لغزشوں پر ماتم کرنے اور توبہ ورجوع کرنے کے بجائے الزام تراشی کا شیوہ اختیار کیا ہے،

یہ بات قیاس سے بالاتر ہے کہ کوئی عقل وبصیرت والا شخص کسی صحیح العقیدہ فرد یا ادارہ یا تحریک کو بلا سبب صلح کلی کہے گا؟

ہاں جس فرد یا جس ادارے کے ذمہ داران یا جس تحریک کی کارکردگی مخالف اہلسنت ہو اس کے متعلق اگر کوئی کہتا ہے تو کیا برا کرتا ہے؟ ایسے افراد یا مدرسے یا تحریکیں عقیدۃً صلح کلی نہ سہی عملاً تو صلح کلی ہیں ہی، مولانا یسین اختر مصباحی کی مراد ادارہ اور تحریک سے اشرفیہ مبارکپور اور دعوت اسلامی اور اس جیسی دوسری تحریک بنام سنی دعوت اسلامی ہے۔

درحقیقت مولانا یسین اختر مصباحی، مولانا ادریس بستوی نائب ناظم جامعہ اشرفیہ، مولانا عبید اللہ اعظمی اور انہیں جیسے اور لوگ جو ذاتی اغراض ومقاصد کے حصول کے لئے وہابیوں، شیعوں کے جلسوں اور میٹنگوں میں بے دھڑک شرکت کرتے ہیں،

روزنامہ راشٹریہ سہارا کے صفحۂ اول پر دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء، جامعۃ الفلاح اور جامعہ اشرفیہ کا نام مشترکہ اجلاس کے اشتہار کی شکل میں شائع ہوتا ہے لیکن جامعہ اشرفیہ کی طرف سے نہ اس کی کوئی تردید شائع ہوتی ہے نہ صفائی اس سے صاف ظاہر ہے کہ جامعہ اشرفیہ کے کل نہیں تو بعض ذمہ دار ضرور وہابیوں دیوبندیوں کے ساتھ جلسہ جلوس کرنے کے حامی ومعاون ہیں، اسی طرح بہت سارے زائرین حرمین طیبین نے آنکھوں دیکھا حال بتایا کہ حرم شریف اور مسجد نبوی شریف میں بالقصد دعوت اسلامی کے مبلغین کو وہاں کے اماموں کی اقتداء کرتے دیکھا، بلکہ بعض مبلغین کے بارے میں یہ بھی معلوم ہوا

کہ وہ دوسروں کو بھی جماعت میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں جب ان سے دریافت کیا گیا کہ وہابی امام کی اقتداء آپ کیسے کریں گے تو گول مول باتیں کر کے اور بعض دفعہ لاعلمی کا بہانہ بنا کر گزر گئے، خود حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری نائب قاضی القضاۃ فی الہند وسابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ اشرفیہ نے بیان فرمایا کہ میں پاکستان کے شہر کراچی میں فلاں صاحب کے یہاں تھا، مولانا محمد الیاس قادری اور ان کے ساتھ سید غلام عبدالقادر صاحب ملنے آئے، مولانا محمد الیاس قادری نے کہا کہ حضرت تنہائی میں ہم کچھ بات کرنا چاہتے ہیں، حضور محدث کبیر کے حکم پر صاحب خانہ نے مکان میں تخلیہ کا انتظام کر دیا، محدث کبیر مولانا محمد الیاس قادری اور سید غلام عبدالقادر یکجا ہوئے، محدث کبیر نے فرمایا کہ کیا بات ہے بتائیں؟ مولانا قادری صاحب نے اشارہ کیا سید غلام عبدالقادر کی طرف کہ تم پوچھو، انہوں نے مولانا الیاس قادری صاحب سے کہا کہ نہیں آپ پوچھیں، کئی بار پوچھو پوچھیں کا تبادلہ ہوا، بالآخر مولانا الیاس قادری صاحب کے حکم پر آپ کے ہمراہی سید غلام عبدالقادر نے کہا کہ حضور کیا تبلیغ کی غرض سے ہم دیوبندیوں، وہابیوں کی اقتداء کر سکتے ہیں؟ جواب میں محدث کبیر نے فرمایا کہ نہیں، اس جواب کے بعد سید صاحب نے کہا کہ حضور اگر ہم ان کی مسجدوں میں نہیں جائیں گے اور ان کی اقتداء نہیں کریں گے تو پھر انہیں دعوت کیسے دیں گے اور پیغام کیسے پہونچائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ پیغام پہونچانے کے لئے ان کی اقتداء کرنا ضروری نہیں، لیکن سید غلام عبدالقادر بضدر ہے کہ تبلیغ کی غرض سے اجازت ہونی چاہیے اجازت نہ ہونے کی صورت میں بڑا نقصان ہے، ان کے اصرار پر محدث کبیر نے فرمایا کہ اگر اس بات کی اجازت ہوتی تو صدر اسلام میں حضور اور آپ کے اصحاب خود بغرض تبلیغ بتوں کی پوجا کر لیتے تا کہ مشرکین کا رویہ آپ کے حق میں نرم ہو جاتا اور آپ ان تک اپنا پیغام پہونچاتے لیکن حضور نے ایسا نہ کیا اور نہ اس کی اجازت دی، اس تفہیمی گفتگو کے باوجود سید صاحب مصر رہے اس پر محدث کبیر نے

سخت لہجہ میں انہیں جواب دیا اور سختی کے ساتھ منع فرمایا کہ میں کیسے ایک مسلمان کو اس بات کی اجازت دے سکتا ہوں کہ وہ بد مذہبوں کی اقتداء کرے، اس طرح تو پھر یہ بھی اجازت ہوگی کہ شرابیوں کو شراب کی حرمت کا حکم بتانے کی غرض سے مبلغ خود پہلے چند گھونٹ شراب پی لے اس کے بعد مولانا محمد الیاس قادری صاحب نے اس شخص پر اپنی برہمی کا اظہار کیا اور کہا کہ جب حضرت نے منع فرمادیا تو تجھے مان جانا چاہیئے، ان حالات اور واقعات سے کیا اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ بہت سارے مولوی، مقرر، مدرسے، اور تحریک والے اعتقادی طور پر نہ سہی عملی طور پر صلح کلیت کے حامی ومعاون ہیں، ایسی صورت میں اگر کوئی دین کا حامی، مخلص، متصلب عام لوگوں کو گمرہی سے بچانے کے لئے بدعمل، آزاد روش، لاابالی قسم کے خطیب وناظم وقلمکار وشیخ الجامعہ، مدرسے اور تحریکوں کے بارے میں صلح کلی ہونے کی بات کہے تو مصباحی صاحب کا چراغ پا ہونا کہاں تک بجا ہے؟ اگر عقیدے کے اعتبار سے وہ صلح کلی کہتا تو یہ بھی کہتا کہ وہابیوں، دیوبندیوں کی طرح مولانا یسین اختر مصباحی اور ان کے مدرسے اور تحریک والوں سے سلام وکلام بھی ناجائز وحرام ہے اور یہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ پڑھنا بھی کفر ہے حالانکہ ایسا ابھی تک میری معلومات میں کسی نے نہیں کہا، اگر کوئی عالم یا مقرر یا عام آدمی بداعمالیوں کے شکار افراد اور تحریکوں کو صلح کلی کہہ رہا ہے تو وہ غضب خداوندی کو دعوت نہیں دے رہا ہے بلکہ بدعمل لوگوں کے حق میں ہدایت اور اپنے لئے اجر وثواب کا متمنی ہے، اس کی نیت نیک ہے وہ چاہتا ہے کہ اہلسنت کے بعض ناسمجھ اور حریص قسم کے لوگ ایمان وعقیدے سے بے نیاز ہوکر بدمذہبوں سے میل جول اختیار کررہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ بروں کی صحبت انہیں اپنے جیسا ہی بنادے، اس لئے وہ متنبہ کررہے ہیں چیخ رہے ہیں چلارہے ہیں کہ دعویٰ اہلسنت کا اور عمل صلح کلیوں والا!

اس لئے آپ سب کو ان کا مرہون منت ہونا چاہئے، آپ ان کے لئے غضب خداوندی چاہتے ہیں حالانکہ وہ آپ کے بھی خواہ ہیں وہ آپ کے لئے خیر، رحمت، بھلائی اور ہدایت چاہتے ہیں ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی ہے صبح کا بھولا شام کو لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے، اپنوں پہ سختی اور خدا اور رسول کے دشمنوں کے ساتھ ہمدردی یہ کیسی سنیت ہے؟

کیا اسی کا نام سوادِ اعظم ہے؟ مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے سے جان چھڑانے کے پیچھے کہیں دورنگی تو نہیں کارفرما ہے؟

اس موقع پر ڈاکٹر اقبال کا ایک شعر یاد آرہا ہے، جو ان تمام افراد، اداروں اور تحریکوں کے حال کے موافق ہے ۔

اس شخص کی ہم پر تو حقیقت نہیں کھلتی
ہو گا یہ کسی اور ہی اسلام کا بانی

بات صلح کلیت کی چل رہی تھی، مصباحی صاحب قبلہ نے جانشین حضور مفتی اعظم علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی کا بیان اپنے کتابچہ کے صفحہ ۱۲ر پر درج کیا ہے۔ ''صلح کلیت کیا ہے؟ اور جو صلح کلی ہے وہ اہل سنت و جماعت سے ہے یا نہیں؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے جانشین مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں صلح کلیت کی اصطلاح یہ آج کل کی نہیں ہے بلکہ جب ندوہ فارم ہوا اس کی تشکیل ہوئی اور ندوہ والوں نے یہ نعرہ دیا کہ

''وہابی، دیوبندی رافضی، اور سنی سب سے اتحاد فرض ہے اور سب ایک ہیں عقیدۃً''

جب انہوں نے یہ عقیدہ بنایا تو علمائے اہلسنت و جماعت نے ان کا رد کیا۔ اور سب سے بڑا حصہ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور مولانا شاہ عبدالقادر تاج

الرّسول بدایونی علیہ الرحمہ کا رہاان حضرات نے تقریراً تحریراً ندوہ کا بھرپور رد کیا۔ صفحہ ۱۲
صلح کلی کی مثال میں جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری میاں صاحب نے اس دور کے
سب سے بڑے فتنہ فروش ڈاکٹر طاہر القادری کو پیش کیا ہے اور اس کے صلح کلی ہونے کے
اسباب بتائے ہیں۔

مصباحی صاحب نے ایک سرخی لگائی ہے "صلح کلیت کے نشانات" اور نمونے ہمارے قارئین کو مندرجہ ذیل تحریروں میں مل سکتے ہیں جو پروفیسر طاہر القادری کی طرف منسوب ہیں، اس کے بعد چند سطور میں پروفیسر طاہر القادری کے اقوال اور عبارتیں تحریر کی ہیں۔

یہاں میں قارئین کی توجہ چاہتا ہوں مصباحی صاحب نے حضور ازہری میاں صاحب کے حوالے سے صلح کلی کی تعریف تحریر فرمائی ہے حضور ازہری میاں صاحب قبلہ طاہر القادری کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں، ساؤتھ افریقہ میں کئی سال پیشتر مولانا نوشاد عالم غازیپوری مصباحی نے ایک مناظرہ کا اہتمام کیا تھا جس میں اہلسنت کی جانب سے حضور تاج الشریعہ اور محدث کبیر کو بلایا تھا فریق مخالف کی حیثیت سے طاہر القادری تھے، بغیر بحث کے انہوں نے راہ فرار اختیار کیا تھا، عقائد سے متعلق ان سے سوال کیا جانا تھا لیکن وہ اس سے بچتے رہے، بغیر اپنے عقیدے کی وضاحت کے محفل سے فرار ہو گئے تھے یہ رپورٹ ۱۹۹۱یا۱۹۹۲ماہنامہ اشرفیہ کے کسی شمارے میں شائع ہوئی تھی۔ اس تفصیل کے بعد کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ طاہر القادری کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ بہت پرانی بات ہے اور ایسا بھی نہیں کہ طاہر القادری بریلی، رامپور، مرادآباد یا اعظم گڑھ اور مؤ میں رہتے ہیں کہ ان سے کوئی ذاتی مخاصمت ہو، حقیقت یہ ہے کہ تمام علمائے اہلسنت طاہر القادری کے حوالے سے متفقہ رائے رکھتے ہیں، خود میں نے شیخ

الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ کا بیان نیٹ کے ذریعہ سنا آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک طاہر القادری صلح کلی ہے،اب اس کے بعد مصباحی صاحب کی وہ سرخی پڑھیے ''صلح کلیت کے نشانات اور نمونے ہمارے قارئین کو مندرجہ ذیل تحریروں میں مل سکتے ہیں جو پروفیسر طاہر القادری کی طرف منسوب ہیں۔

مصباحی صاحب کا انداز تحریر بتا رہا ہے کہ مصباحی صاحب کو یقین نہیں ہے علماء کی تحقیق اور فتووں پر بلکہ ان کے دل میں کہیں نہ کہیں پروفیسر صاحب کے لئے ہمدردی پوشیدہ ہے، یہ حال صرف ان مصباحی صاحب کا نہیں ہے جامعہ اشرفیہ سے متعلق کئی ایسے مصباحی اور ان کے ہمنوا ہیں جو علمائے ہندو پاک کے فتووں کے مقابلے میں پروفیسر صاحب کے حامی ہیں، اہل اشرفیہ تو پروفیسر صاحب کے ہمدرد اس لئے ہیں کہ علامہ ازہری میاں صاحب اور محدث کبیر نے پروفیسر صاحب کے خلاف فتویٰ دیا ہے اور ان دونوں حضرات کی وجہ سے پروفیسر صاحب کے بانقاب چہرے کو لوگوں نے بے نقاب دیکھا،اب چونکہ اہل اشرفیہ کو محدث کبیر سے ذاتی رنجش ہے اور محدث کبیر کا تعلق ازہری میاں صاحب سے ہے اس لئے اہل اشرفیہ پروفیسر کے لئے دل میں ہمدردیاں رکھتے ہیں اور موقع ملنے پر اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔

بات بہت دور چلی گئی ،مصباحی صاحب نے صلح کلی کی بات چھیڑی تھی شروع کی سطروں سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اس مسئلہ کو مذہبی طور پر سمجھانا چاہتے ہیں لیکن ان کے آخری جملوں نے یہ واضح کر دیا کہ یہ پاپڑ انہوں نے اس لئے بیلا تا کہ ان کے اوپر انگلیاں اٹھانے والے اپنی زبانیں بند کرلیں۔ملاحظہ کریں

''گزشتہ سطور میں صلح کلیت اور صلح کلی کے بارے میں قارئین کرام جو کچھ پڑھ چکے ہیں اسے ذہن نشین کر کے غور کریں کہ جو شخص کسی صحیح العقیدہ سنی فرد یا تنظیم یا ادارہ کی طرف صلح کلیت کی نسبت کرے وہ غضب الٰہی کو کس طرح دعوت دے رہا ہے؟ صفحہ ۱۳

یہ جلال بھرا انداز بتا رہا ہے کہ مصباحی صاحب اپنے ہمنواؤں کے ساتھ اندر ہی اندر بہت پریشان ہیں، آخر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی صحیح العقیدہ کسی دوسرے صحیح العقیدہ شخص یا ادارہ یا تحریک کو کیوں صلح کلی کہے گا؟ یا تو دین کے بارے میں اسے کوئی علم نہیں ہے یا پھر کچھ ایسی باتیں ہیں جن کے سبب سے کچھ لوگوں کو یا اداروں کو وہ صلح کلی کہہ رہا ہے؟ آخر مصباحی صاحب اس سے مل کر یا فون کے ذریعہ کیوں نہیں دریافت کرتے کہ تم فلاں کو ایسا کیوں کہتے ہو؟ آپ اگر دریافت کر لیتے تو میرے خیال سے وہ غضب الٰہی سے بچ جاتا لیکن آپ تو غضب ڈھاتے ہیں غضب سے بچائیں گے کیوں؟

حضور ازہری میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے جملے بتا رہے ہیں کہ یہاں صلح کلیت سے مراد تمام فرقوں کو عقیدے کے اعتبار سے یکساں سمجھنا ہے، حضور ازہری میاں صاحب کے اس بیان سے ایسے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا، جو لوگ بدمذہبوں کے ساتھ اشتراک عمل کے داعی و مبلغ ہیں،

پھر مصباحی صاحب اگر آپ کے نزدیک حضور ازہری میاں صاحب کے بیان اور فتووں کا اتنا ہی اعتبار ولحاظ ہے تو کوئی ایک فتویٰ ایسا دکھا دیجئے جس میں حضور ازہری میاں صاحب قبلہ نے بدمذہبوں کے ساتھ اشتراک کی اجازت دی ہو یا مخصوص طور پر آپ ہی کو رخصت عنایت فرمائی ہو، میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ کوئی ایک بھی فتویٰ یا بیان ایسا نہیں دکھا سکتے ہاں حضور ازہری میاں، حضور مفتی اعظم، حجۃ الاسلام، صدر الشریعہ، صدر الافاضل، ملک العلماء، حافظ ملت اور اشرفیہ کے تمام سابق شیخ الحدیث اور مفتیوں کے ہزارہا ہزار فتاوے چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ وہابیوں دیوبندیوں اور شیعوں وغیرھم کے ساتھ مجالست ناجائز و گناہ ہے،

حضور ازہری میاں فرماتے ہیں کہ مائک پر نماز درست نہیں۔

حضوراز ہری میاں فرماتے ہیں کہ بلاعذر شرعی تصویر کشی حرام وگناہ ہے۔
حضوراز ہری میاں فرماتے ہیں کہ ٹی وی مووی دیکھنا دکھانا حرام ہے۔
حضوراز ہری میاں فرماتے ہیں کہ چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازیں نہیں ہوتیں
حضوراز ہری میاں فرماتے ہیں اہلسنت آپس میں متحد ہوں دیوبندیوں وہابیوں اور تمام بددین گروہوں سے دور ہوں لیکن کیا آپ ان باتوں کے مخالف نہیں ہیں؟ تحریراً، تقریراً اور عملاً ان باتوں میں حضوراز ہری میاں کی آپ مخالفت کرتے ہیں۔

لغت میں صلح کلی کا معنی

لغت میں صلح کلی کہتے ہیں ایسے شخص کو جو کسی سے دشمنی نہ رکھے، (فیروز اللغات)
اصطلاح میں صلح کلی کا مطلب ہے جو سنی، شیعہ، وہابی، دیوبندی، قادیانی سب کو یکساں جانے،
لیکن عام بول چال میں یا تحذیراً و تنبیہاً ایسے لوگوں پر بھی اطلاق ہوتا ہے جو اگر چہ عقیدۃً ایسے نہیں ہیں لیکن عملاً وہ وہابیوں، دیوبندیوں، وغیرہ سے میل ملاپ بلا تکلف رکھتے ہیں انہیں صلح کلی کہا جاتا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں،
جیسا کہ منافق کہتے ہیں اسے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرے اور دل سے منکر ہو لیکن حدیث شریف میں جھوٹ بولنے والے بدعہدی کرنے والے کو منافق کہا گیا ہے تو کیا آپ یہاں بھی وہی جملہ دہرائیں گے، کہ غضب خداوندی کو دعوت دی گئی ہے، ہرگز نہیں حدیث ملاحظہ کیجئے عن مسروق عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اربع من کن فیہ کان منافقاً خالصاً ومن کانت فیہ خلۃ منہن کانت فیہ خلۃ من نفاق حتیٰ یدعھا: اذاحدث کذب و اذا عاھد

غــدر واذاو عــدا خــلف واذا خـــاصـــم فـجـــر (اخرجہ احمد وعبد بن حمید بخاری
ومسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

مروی ہے مسروق سے انہوں نے روایت کی عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے اندر چار چیزیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اس سے باز آجائے، جب گفتگو کرے تو کذب بیانی کرے، اور جب عہد کرے تو پورا نہ کرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوج کرے،

اس حدیث میں جھوٹ بولنے والے بدعہدی کرنے والے وعدہ خلافی کرنے والے اور گالی گلوج کرنے والے کو منافق خالص کہا گیا ہے، تو کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا شخص کافر و مرتد ہو گیا نہیں بلکہ وہ عمل کے اعتبار سے منافق ہے نہ کہ عقیدے کے اعتبار سے بعض دفعہ غلط کام کرنے والوں کو بے ایمان کہا جاتا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کافر ہو گیا نہیں ہرگز نہیں، ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص بدمذہبوں کے جلسے جلوس میں ضرورت شرعیہ کے بغیر شرکت کرتا ہے تو اس کا یہ عمل ناجائز وحرام اور صلح کلیت کے مرادف ہے۔

اقرار جرم

مولانا یسین اختر مصباحی ندوی نے اپنے کتابچہ کے صفحہ ۹ پر بدمذہبوں کے رد سے متعلق مختلف علمائے کرام کے اقوال نقل کرتے ہوئے شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی کا قول نقل کیا ہے "ہمیشہ علمائے اہلسنت نے بدمذہبی و بدمذہبوں کے رد و تفضیح کو اہم مقصد سمجھا الیٰ آخرہ

اسی میں آگے حضرت مجدد الف ثانی کا ارشاد نقل کیا ہے،

تولا بے تبرا نیست ممکن

یعنی خدا ورسول کے دشمنوں سے عداوت کے بغیر اللہ ورسول سے محبت ممکن نہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فرمان ہے کہ ''دینی معاملہ میں چشم پوشی کرنا اور جو باتیں شرعاً ناجائز ونا پسندیدہ ہیں ان کے دیکھتے سنتے ہوئے بھی تعصب نہ کرنا اور اپنے دین کے معاملے کو اہمیت نہ دینا اور دین وشریعت کا جو حق واجب ہے اس سے درگزر کرنا یہی مداہنت ہے''

صفحہ ۱۰ اپر ''لیکن دین حق کی نصرت واعانت، مذہب حق کی حفاظت امر حق کی طرف داری واشاعت، اسی طرح دین باطل کی اماطت، مذہب باطل کی نکایت، اہل باطل کی اہانت، امر باطل کی مخالفت، ہرگز تعصب مذموم نہیں''

بلکہ یہی وہ تعصب محمود ہے جس کو علمائے اہلسنت کی اصطلاح میں تصلب کہتے ہیں۔

چند سطروں بعد ہے ''اور جن بد مذہبوں، بے دینوں کو معاند وہٹ دھرم پائیں ان کے کفر وضلال پر حسب وسعت وبقدر ضرورت پوری طرح شدت وغضب کے ساتھ رد وطرد فرمائیں۔

اسی میں ہے ''صلح کلی ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو ''بد مذہبوں، بے دینوں پر رد وطرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے، یہاں تک مولانا کے کتابچہ کے اقتباسات تھے جنہیں انہوں نے ردصلح کلیت نامی کتاب مطبوعہ اجمیر شریف سے نقل کیا ہے اب کتابچہ کے صفحہ ۱۱ پر مولانا یسین اختر مصباحی کا اقرار جرم ملاحظہ کیجئے مولانا نے اپنے دلائل کی روشنی میں اپنا صلح کلی ہونا قبول کیا ہے، لکھتے ہیں آج کل جو لوگ قلت علم ومطالعہ اور ناقص تجربہ ومشاہدہ کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جب تک اپنے بیان وخطاب کے ذریعہ کسی فرقۂ باطلہ کے اساطین

اسی میں آگے حضرت مجدد الف ثانی کا ارشاد نقل کیا ہے،

تولا بے تبرا نیست ممکن

یعنی خدا ورسول کے دشمنوں سے عداوت کے بغیر اللہ ورسول سے محبت ممکن نہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فرمان ہے کہ ''دینی معاملہ میں چشم پوشی کرنا اور جو باتیں شرعاً ناجائز وناپسندیدہ ہیں ان کے دیکھتے سنتے ہوئے بھی تعصب نہ کرنا اور اپنے دین کے معاملے کو اہمیت نہ دینا اور دین وشریعت کا جو حق واجب ہے اس سے درگزر کرنا یہی مداہنت ہے''

صفحہ ۱۰ پر ''لیکن دین حق کی نصرت واعانت، مذہب حق کی حفاظت امر حق کی طرف داری واشاعت، اسی طرح دین باطل کی اماطت، مذہب باطل کی نکایت، اہل باطل کی اہانت، امر باطل کی مخالفت، ہرگز تعصب مذموم نہیں''

بلکہ یہی وہ تعصب محمود ہے جس کو علمائے اہلسنت کی اصطلاح میں تصلب کہتے ہیں۔

چند سطروں بعد ہے ''اور جن بد مذہبوں، بے دینوں کو معاندوہٹ دھرم پائیں ان کے کفر وضلال پر حسب وسعت وبقدر ضرورت پوری طرح شدت وغضب کے ساتھ رد وطرد فرمائیں۔

اسی میں ہے ''صلح کلی ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو ''بد مذہبوں، بے دینوں پر رد وطرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے، یہاں تک مولانا کے کتابچہ کے اقتباسات تھے جنہیں انہوں نے رد صلح کلیت نامی کتاب مطبوعہ اجمیر شریف سے نقل کیا ہے اب کتابچہ کے صفحہ ۱۱ پر مولانا یسین اختر مصباحی کا اقرار جرم ملاحظہ کیجئے مولانا نے اپنے دلائل کی روشنی میں اپنا صلح کلی ہونا قبول کیا ہے، لکھتے ہیں آج کل جو لوگ قلت علم ومطالعہ اور ناقص تجربہ ومشاہدہ کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جب تک اپنے بیان وخطاب کے ذریعہ کسی فرقۂ باطلہ کے اساطین

کو بار بار خبیث، مردود، کافر ومرتد، نہ کہا جائے، اس وقت تک ردفرق باطلہ کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔

قارئین خود انصاف کریں مولانا مصباحی کا یہ انداز کیا یہ نہیں ثابت کر رہا ہے کہ بدمذہبوں کو کافر وخبیث کہنے سے ان فرقوں کے افراد کو تکلیف ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو بہر حال مصباحی صاحب کو شدید صدمہ پہنچتا ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ دیوبندیوں، وہابیوں کا رد علماء مشہور انداز میں کریں، بلکہ رد کا انداز ایسا ہو کہ عوام سے اس کی اہمیت ختم ہو جائے۔

اندازہ لگایئے خود ہی نقل کیا کہ صلح کلی ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بدمذہبوں، بے دینوں پر رد وطرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے، مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ خدا اور رسول کے دشمنوں سے عداوت کے بغیر خدا ورسول کی محبت نہیں حاصل ہو سکتی پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ جو لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ کسی فرقہ باطلہ کے اساطین کو بار بار خبیث، مردود، کافر ومرتد نہ کہا جائے، اس وقت تک ردفرق باطلہ کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ یہ جملے بتا رہے ہیں کہ مصباحی صاحب کا اندرون خانہ رشتہ ان فرق باطلہ کے افراد سے گہرا ہے، یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں ان کے بے چین جملے بتا رہے ہیں،

مصباحی صاحب کی پوری کتاب پڑھ جایئے یہی نہیں بلکہ جتنی کتابیں کتابچے، مضامین، اداریئے، انہوں نے لکھے ہیں ہر جگہ بدمذہبوں کے حق میں ان کا قلم نہایت مؤدب اور محبتانہ نظر آتا ہے۔ اس کے برخلاف جتنے مضامین اور کتابچے جماعت کے اندرونی مسائل سے متعلق لکھے ہیں ان میں مصباحی صاحب کا قلم برق بار، جارح اور خشت باری کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

اپنے علماء کو غضب خداوندی کا مژدہ سناتے ہیں اور بدمذہبوں کی بارگاہ میں مژدۂ جانفزا بن کر نزول فرماتے ہیں، کیا سبب ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ جامعہ اشرفیہ میں مدرس

بننے کے لئے دوسال ندوۃ العلماء لکھنؤ کے وہابی علماء کی صحبت میں جو رہے ہیں اس کا یہ اثر ہے، غالباً اسی لئے ہمارے علماء نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے کہ بدمذہب کی صحبت نہ اختیار کی جائے اس لئے کہ صحبت کا اثر ہوتا ہے۔

مصباحی صاحب نے پورے کتابچہ میں بالخصوص تین امور پر اپنا زور صرف کیا ہے اول یہ کہ بدمذہبوں کے ساتھ میل جول رکھنے میں کوئی حرج نہیں، دوم اشرفیہ مبارکپور ہی ایسا ادارہ ہے جس کے سبب اسلام زندہ ہے اگر ان کے مثل چند مصباحی نہ ہوتے تو لوگ نہ اسلام سے روشناس ہوتے اور نہ اسلاف کو جانتے سوم متصلب علماء کی تذلیل، تجہیل اور تحقیر، مولانا کی پوری کوشش انہیں تین باتوں میں مرکوز ہے۔

مصباحی صاحب اپنوں کے لئے سخت اور غیروں کے لئے نرم

مولانا یسین اختر مصباحی صاحب اور ان کے ہم خیال حضرات کا رویہ اپنوں کے حق میں حد درجہ سخت اور جارحانہ ہے، فرض کریں کہ اگر کسی سنی عالم نے مصباحی صاحب یا اور کسی تنظیم یا مدرسہ کو کسی سبب سے غلط سمجھا اور اس نے بیان کیا یا لکھا تو اصلاح کی صورت تو یہ تھی کہ آپ اس سے براہ راست رابطہ کر کے کہتے کہ ہم بھی سنی ہیں آپ نے ہمارے متعلق ایسا کیوں لکھا یا بیان کیا تو اگر وہ غلط فہمی کا شکار ہوتا تو ضرور آپ سے معذرت کرتا اور اگر اس کا اعتراض درست اور بجا ہے تو مصباحی صاحب اور ان جیسے لوگوں کو توبہ ورجوع میں ہچکچانے کی ضرورت نہیں تھی، کیا توبہ ورجوع کرنا ہمارے علماء سے ثابت نہیں؟

قرآن فرماتا ہے **محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم** محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (الفتح ۲۸ آیت ۲۹)

قرآن کہہ رہا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ والے کافروں پر سخت

اور مسلمانوں کے لئے نرم ہیں لیکن عرفان مذہب ومسلک میں مصباحی صاحب نے غیروں کے لئے اپنوں پہ جوروجبر کی نئی تاریخ رقم کرڈالی ہے۔

مصباحی صاحب کا غضب

آج کل کے جولوگ **قلت علم ومطالعہ اور ناقص تجربہ ومشاہدہ** کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جب تک اپنے بیان وخطاب کے ذریعہ کسی فرقۂ **باطلہ کے اساطین کو بار بار خبیث مردود کافر، مرتد نہ کہا جائے** اس وقت تک ردفرق باطلہ کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا ہے (عرفان مذہب ومسلک ص ۱۱)

کتابچہ مذکور کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں

''بلاثبوت جس پر الزام صلح کلیت عائد کیا ہے اس سے فوراً غیر مشروط معافی مانگے اگر وہ شخص ایسا کچھ نہیں کرتا تو **اس کا مذہب ومسلک، صرف جہالت وحماقت** سے نہیں بلکہ ''**شرارت**'' اور ''**نفسانیت**'' سے کس قدر آلودہ ہے؟''

صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ قاعدہ اور ضابطہ یہی ہے کہ صاحب معاملہ سے براہ راست تحقیق کر کے اس سے متعلق کوئی رائے قائم کی جانی چاہئے، اس کے برخلاف اگر کسی کا عمل ہے تو وہ اپنے اس طرز عمل سے **خود اپنی شخصیت کو مجروح کر رہا ہے** اور اپنے **وقار واعتماد کو خاک میں ملا رہا ہے** بلکہ **کتاب وسنت کے حکم وارشاد کو اپنے عمل کے ذریعہ صراحۃً مسترد کر رہا ہے۔**

صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ،

''حیرت ہے کہ بعض ذمہ دار سمجھے جانے والے افراد بھی کسی سنی فرد یا تنظیم یا ادارہ کے تعلق سے کوئی شرعی بہتان سن کر اس پر یقین کر بیٹھتے ہیں اور کسی تحقیق کی ضرورت بھی نہیں محسوس کرتے''

صفحہ ۲۴ پر ہے

''فلاں صاحب نے اس فتویٰ کے پڑھنے کے بعد مجھ سے ایک ملاقات وگفتگو کے دوران کہا کہ

''**مسلک اعلیٰ حضرت'' کا خون ہو گیا**۔اس فتویٰ کو فتاویٰ حامدیہ سے نکال دینا چاہئے''

یہ جاہلانہ واحمقانہ تبصرہ وخیال سن کر راقم سطور (یسین اختر مصباحی) اس راوی کے سامنے برجستہ کہا کہ، ''**جس فرضی مسلک کا خون**'' اعلیٰ حضرت کے حکم سے حجۃ الاسلام صدرالشریعہ، ودیگر خلفائے اعلیٰ حضرت نے کیا ہے اس کا خون ہونا ہی چاہئے۔

کبھی کبھی ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ **بے جا تشدد بلکہ تحمق** کے حامل **کچھ انتہا پسند افراد نے اپنی جہالت وحماقت اور اپنی تنگ نظری وکج فکری** سے اپنے دل ودماغ میں **کوئی ایسا مسلک پال رکھا ہے** کہ اکابر واسلاف اہل سنت کی ہدایات وارشاد کو بھی وہ لائق اعتنا اور قابل عمل نہیں سمجھتے اور **ان جاہلوں اور انتہا پسندوں کا مزعومہ مسلک** ان کی نظر میں اتنا صحیح اور کھرا ہے کہ اعلیٰ حضرت وصدر الشریعہ وحجۃ الاسلام ومفتی اعظم ومحدث اعظم اور صدر الافاضل وغیرہم علیھم الرحمۃ والرضوان بھی گویا ان کے معیار پر پورے نہیں اترتے **اور خود ساختہ تصلب** کو وہ ان اکابر واسلاف اہل سنت کے دینی تصلب سے بھی بالاتر سمجھتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہ فکر وعمل **نہ تصلب مطلوب ہے نہ تعصب محمود** بلکہ واضح وصریح الفاظ میں **تحمق محض** اور **جہالت فاحشہ ہے جو نہایت معیوب اور شدید مذموم ہے**۔

کیا **ایسے ہی جاہلوں بے عقلوں اور بدنصیبوں کی انتہاء پسندی وکج روی** کی خبر رسول اکرم نبی معظم مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ارشاد گرامی میں اہل

ایمان کونہیں دی ہے؟

هلك المتنطعون (صحیح مسلم) ہلاک ہوئے غلو وتشدد والے

صفحہ ۳۵ پر ہے ''حیرت ہوتی کہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی وہ عظیم المرتبت اور جلیل القدر شخصیت جس کا ''رد وہابیہ'' میں اولین اور نمایاں ترین کردار ہے اس کے ذکر وبیان سے ان کی زبانیں خاموش اور ان کے قلم خشک کیوں ہو گئے جو دن رات ''رد وہابیہ'' کا جھنڈا اٹھائے پھرتے ہیں۔

صفحہ ۳۶ پر ہے ''حیرت بالائے حیرت ہے کہ امام اہل سنت فقیہ اسلام حضرت مولانا الشاہ مفتی محمد احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے جس فقہ حنفی کی زندگی بھر تائید وحمایت فرمائی اور اس کے امام امام الائمہ ابوحنیفہ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری دم تک گن گایا ایسے امام اعظم ابوحنیفہ کی حیات وخدمات پر ہونے والی خالص علمی وفقہی سیمنار وکانفرنس پر بھی کچھ پیشانیاں شکن آلود ہیں،

مسلک کی دن رات دہائی دینے والے بعض جھنڈا بردار اور ان کے حاشیہ بردار، بدگمانی اور طعن وتشنیع سے اہل سنت کے مذہبی ماحول کو جس طرح پراگندہ کرنے پر آمادہ ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، علامہ فضل حق خیرآبادی سے امام اعظم ابوحنیفہ تک اور دیگر اکابر واسلاف اہل سنت پر ہونے والے سیمنار وکانفرنس تک جن افراد کے دلوں میں تنگی اور دماغوں میں بدگمانی کے جراثیم کلبلا رہے ہیں انہیں اپنے دل ودماغ کی خبر جلد تر لینی چاہیے اور مائل بہ اصلاح ہوکر ان کا صحیح علاج کر لینا چاہیے یہ ایک مخلصانہ مشورہ ہے جس پر عمل کرنا ہی ہوگا۔ ورنہ خدا نہ کرے آئندہ کوئی ناخوش گوار صورت پیدا ہو۔ جس کے بعد انہیں کف افسوس ملنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔

ذہن نشین رہے کہ منفی ذہن وفکر سے انسان کو خسارہ کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اور مثبت ذہن وفکر انسان کی کامیابی کے دروازے کھول دیتا ہے، منفی ردعمل جن کی حیثیت وقتی اور عارضی ہوتی ہے اس کی نااہلی وبے عملی کو مثبت فکر وعمل کا سیلاب خس وخاشاک کی طرح بہا لے جاتا ہے۔ (عرفان مذہب ومسلک)

مختصر سے کتابچے میں مصباحی صاحب نے اپنی صلح کلیت اور دماغی دیوالیہ پن کا جو ثبوت پیش کیا ہے وہ اظہر من الشّمس ہے۔

مصباحی صاحب دنیا کی لالچ میں اس حد تک گر چکے ہیں کہ زبان، تہذیب سب کچھ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا، عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ عقل بھی ماؤف ہوگئی، مصباحی صاحب کو کسی دماغ کے ڈاکٹر کی ضرورت ہے، مصباحی صاحب کے جلے کٹے جملے ان لوگوں کے لئے ہیں جو بیچارے اپنے مذہب ومسلک پر کاربند ہیں، ان کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ بدمذہبوں سے میل جول کو ناجائز سمجھتے ہیں،

مصباحی صاحب کو بدمذہبوں کی صحبت نے اتنا بگاڑ دیا ہے کہ گناہ کرکے انہیں حیا بھی نہیں محسوس ہوتی،

مصباحی صاحب جیسے کمزوردل انسان نے تصلب برتنے والوں کو دھمکی بھی دے ڈالی ،حد ہوگئی مصباحی صاحب اپنے مدرسے کے ایک مدرس (قاری سرفراز) کی ایک نوٹس پر بھاگے بھاگے پھر رہے تھے وہ تحریراً دھمکی دے رہے ہیں۔

ہمیں وہ دن بھی یاد ہیں جب جناب کرفیو کی خبر سن کر مسجد پل گاما چوک لکھنؤ سے بدحواسی کے عالم میں فرار ہوئے تھے، آج بھی وقت ہے غیروں کا دیا ہوا فلیٹ اور روپیہ قبر میں کام نہیں آئے گا، توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے ورنہ بڑے بڑے پڑھے لکھے واصل جہنم ہو چکے کتابچیوں کے مصنف کی کیا گنتی؟

مصباحی صاحب نے تصلب برتنے والوں کو ماں بہن کی گالیاں نہیں دی ہیں باقی سب کچھ کہا اور حد تو جب ہوگئی کہ طالبانی انداز میں ناخوش گوار صورت پیدا ہونے کی دھمکی بھی دے دی، متصلب علماء اور عوام کو اپنے اپنے حلقے کے پولیس اسٹیشن میں نامزد رپورٹ درج کرانی چاہیے۔

اب یقین سا ہوتا جا رہا ہے کہ مولانا یسین اختر مصباحی، خوشتر نورانی اور ان جیسے بعض افراد سنیت اور بزرگوں کا نام لیکر کسی باہری طاقت کے لئے کام کر رہے ہیں، ہر دور میں **ضمیر فروش وطن فروش اور ملت فروش** رہے ہیں۔

مصباحی صاحب آپ اپنی پوری طاقت استعمال کر لیجئے لیکن حق کو نہ مٹا پائیں گے، فتنے ہر دور میں اٹھتے رہے ہیں لیکن وہ دیر پا نہیں ہوتے، آپ ستم ڈھائیں اہل ایمان کو صابر و شاکر پائیں گے، ہمارے سامنے امام اعظم ابوحنیفہ کی وہ مبارک اور زریں تاریخ ہے کہ عہدۂ قضا پیش کیا گیا آپ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی لیکن گورمنٹ کا عہدہ قبول نہیں کیا، امام احمد بن حنبل نے کوڑے کھائے مگر اپنا فتویٰ نہیں بدلا، امام حسین نے اہل خانہ کے ساتھ سر کٹا دیا لیکن یزیدی طاغوت کے سامنے سر نہیں جھکایا، ہمارے سامنے یہ روشن تاریخ ہے پھر بھی آپ دھمکی دے رہے ہیں، ڈریئے اللہ کی پکڑ سے کہ کہیں آپ کا بھی حشر بزرگوں اور مخلص لوگوں کی گستاخی کے سبب ان لوگوں کی طرح نہ ہو جن پر اللہ کا قہر و غضب نازل ہوا۔

آپ جن کو دھمکیاں دے رہے ہیں، اور دنیا کی کامیابی کی لالچ دے رہے ہیں صرف اس لئے نہ کہ وہ لوگ آپ کی طرح بدمذہبوں کی صحبت کے قائل نہیں ہیں، تصلب کو تشدد و تحمق اور جہالت جیسے خبیث الفاظ سے یاد کر رہے ہیں اگر موقع ملے تو کبھی حافظ ملت کی وہ کتاب آپ پڑھیے جسے انہوں نے مسلم لیگ کی حمایت کرنے والے سینکڑوں نہیں بلکہ

ہزاروں علماء فقہاء مشائخ اورعوام کے خلاف لکھا تھا آپ کی معلومات میں الارشادتو ہوگی ہی پڑھیے اور ہمت ہے تو لکھیے کہ استاذ العلماء حافظ ملت کی کتاب الارشاد بے جا تشدد تحمق ،اور جہالت پر مبنی ہے اور جس مسلک و مذہب کی انہوں نے دہائی دی ہے اس کا بار بار خون ہونا چاہئے ۔کہاں ہیں مصباحی برادران سوال کریں ان سر پھرے مصباحیوں سے جو اپنے محسن و مربی حضور حافظ ملت کے مسلک کو آج دولت دنیا کی خاطر بدلنے پر اڑے ہوئے ہیں ،مصباحی صاحب قرآن سے آپ کیوں نہیں سورہ کافرون سورۂ ابی لہب سورۂ قلم نکال دیتے ؟ قرآن نے بار بار کافروں کو کافر ،مرتدوں کو مرتد ،زانیوں کو زانی ،مشرکوں اور منافقوں کو مشرک اور منافق کہا ہے ،اسے کیا کہیے گا ؟ آپ کی رواداری اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حکومت کویت کی طرح آپ وکالت کریں کہ قرآن میں ان جیسی باتوں کی اب ضرورت نہیں رہی ،

اخبار کا مطالعہ اور آزادروش لوگوں کی صحبت سے مذہب ومسلک کا عرفان نہیں حاصل ہوگا اس کے لئے بزرگوں کی زندگی کا مطالعہ اور اس پر عمل درکار ہے ،ہمت ہے تو آنکھیں ملایئے قرآن کہہ رہا ہے ،

ولا تشتروا بـاٰيٰتـي ثـمناًقليلاًو اياى فاتقون ،ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق وانتم تعلمون ،،اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو اور مجھ ہی سے ڈرو اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ دانستہ حق نہ چھپاؤ ۔(البقرہ ۴۱/۴۲)

يـاايهاالنبى جاهدالكفار والمنافقين واغلظ عليهم ،اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ (التحریم آیت ۹)

فـاصدع بما تؤمر واعرض عن المشركين تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم دیا ہے اور مشرکوں سے منھ پھیر لو (النحل آیت ۹۴)

الذین یتخذون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندھم العزة فان العزة للہ جمیعا وہ جومسلمانوں کوچھوڑ کرکافروں کودوست بناتے ہیں کیاان کے پاس عزت ڈھونڈھتے ہیں تو عزت ساری اللہ کے لئے ہے (النساء آیت ۳۹)

فلا تقعد بعدالذکریٰ مع القوم الظالمین ۔تو یاد آنے پرظالموں کے پاس نہ بیٹھو (الانعام آیت ٦٨)

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین ۔بے شک وہ جواللہ اوراس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں (المجادلہ آیت ۲۰)

قارئین ذراانصاف کریں آیات مذکورہ میں کیااللہ نے مسلمانوں کواس بات کاحکم نہ دیاکہ کافروں ،مرتدوں ،مشرکوں،منافقوں سے اتحادنہ کریں،ان سے دوررہیں ،اس لئے کہ جوخدااوررسول کادشمن اورباغی ہے وہ کسی طرح ہماراخیرخواہ نہیں ہوسکتا،

کیااللہ نے صاف صاف نہ فرمایاکہ تم مؤمنوں کوچھوڑکرکافروں کودوست بناتے ہو عزت کی خاطرحالانکہ ساری عزت اللہ ہی کے لئے ہے یعنی خدااوررسول کے دشمنوں کے لئے کوئی عزت نہیں۔

قرآن نے متعددجگہوں پراسلام کے دشمنوں سے دوررہنے ان کی قربت نہ اختیار کرنے کاحکم دیاپھربھی کوئی ان سے اتحادومحبت کابرتاؤکرےاورمنع کرنے والوں کومتشدد اور جاہل،غالی کہے تو اسے بدمذہبیت اور صلح کلیت نہ کہا جائے تو کیا خالص ایمان کہا جائے !رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ولید بن مغیرہ کےحق میں قرآن نے کتنی سخت بات کہی ’’عتل بعد ذالک زنیم ‘‘درشت خواوراس پرطرہ یہ کہ وہ حرامی ہے۔(القلم آیت ۱۳)

سنسمہ علی الخرطوم عنقریب ہم اس کی سورکی سی تھوتھنی کوداغ دیں گے(القلم

آیت۱۶)

تمام مولویان صلح کلیت مل بیٹھ کر بتائیں کہ یہ سخت سے سخت تر کلمات اور شدید ترین باتیں کس کے لئے کہی گئیں اگر یہ یا ان جیسی باتیں اللہ ورسول کے دشمنوں کو کوئی سنی عالم کہتا ہے تو کسی پلپلے مصباحی کا کلیجہ کیوں پھٹتا ہے؟

اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کے نام سے دھوکہ دینے کی ناپاک سازش

مصنف کتابچہ اپنی روش کے مطابق مسلسل اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی بھی طرح سنی عوام اور تساہل پسند علماء کو مغالطہ میں ڈالیں اور اہل سنت کے تشخص کو ختم کر دیں، اس کے لئے بسیار کوشش کے بعد پوری زندگی میں انہیں تین چار ایسے واقعات ملے جن کے ذریعہ وہ اس سعی لاحاصل میں حیران وسرگرداں ہیں کہ بدمذہبوں سے اختلاط کی کوئی صورت نکل آئے، اس کے لئے ایک واقعہ وہ عموماً پیش کرتے ہیں حضور مفتی اعظم سے متعلق کہ آپ کے حکم سے حضرت برہان ملت مولانا برہان الحق جبلپوری اور علامہ ارشد القادری مسلم پرسنل لاء بورڈ کے پہلے اجلاس منعقدہ ۱۹۷۲ء ممبئی میں شریک ہوئے، اس کانفرنس میں کثیر تعداد میں دیوبندی اور دیگر بدمذہب علماء شریک تھے اور یہ بورڈ ابتداء سے لیکر آج تک وہابیت اور دیوبندیت کا ترجمان ہے، مصباحی صاحب اس واقعہ سے یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ تمام فرقوں کے ساتھ اتحاد اگر ناجائز ہوتا تو مفتی اعظم جیسی شخصیت کیسے ان علماء کو مشترکہ جلسے میں شرکت کی اجازت دیتی؟ بہت سارے کم فہم مولوی آنکھ بند کر کے مصباحی صاحب کے سُر میں سُر ملاتے ہیں اور اس طرح خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور

لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، اس واقعہ کو بیان کرتے وقت مصباحی صاحب یہ بیان نہیں کرتے کہ اپنی تقریر میں حضرت برہان ملت اور علامہ ارشد القادری صاحب نے کیا کہا تھا اور کس انداز میں انہوں نے شرکت کی تھی، اس پروگرام کے لئے بورڈ کے ذمہ داران نے برہان ملت، علامہ ارشد القادری اور دیگر لوگوں کو مدعو کیا تھا لیکن ان حضرات نے مخلوط پروگرام میں شرکت سے منع کر دیا تھا، جب یہ خبر حضور مفتی اعظم کو ملی تو آپ نے برہان ملت وغیرہ کو شرکت کی اجازت دی، مفتی اعظم کی اجازت سے یہ حضرات شریک ہوئے، **اس مسئلہ کا بنیادی پہلو یہ ہے کہ مفتی اعظم اپنے زمانے میں گروہ علماء کے سردار، حاکم اور امیر المؤمنین کے منصب پر فائز تھے اور اولوالامر کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ سخت سے سخت دشمن سے بات چیت کے لئے اپنے نمائندے کو بھیج سکتا ہے لیکن یہ اختیار حاکم اعلیٰ اور اولوالامر ہی کو حاصل ہوتا ہے، اسی لئے باوجود عزت و مرتبہ اور علم کے برہان ملت اور علامہ ارشد القادری جیسے لوگوں نے بد مذہبوں کی مجلس میں از خود شرکت نہیں کیا، بلکہ جب اولوالامر نے حکم دیا تب شریک ہوئے ،شرکت کی شان یہ ہے کہ اہل کانفرنس کے مہمان نہ بنے ان کا کھانا نہیں کھایا اور پانی نہ پیا، ان کی تقریر نہ سنی اپنی بات کہی، احکام شرع بیان کیا اور ان کے روکنے کے باوجود اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئے، نیز بقول علامہ ارشد القادری آپ نے مائک پر کہا کہ "اہل دیوبند سے جو ہمارا کل اختلاف تھا وہ آج بھی ہے اور جب تک یہ توبہ و رجوع نہیں کر لیتے ہمارا اختلاف باقی رہے گا"**

اب جواب دیں مولانا یسین اختر مصباحی، مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا مبارک

حسین مصباحی، مولانا ادریس بستوی، عبید اللہ خاں اعظمی اور ان سب کے پسندیدہ صحافی خوشتر نورانی کیا آپ لوگ بھی اسی طرح وہابیوں دیوبندیوں سے ملتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ آپ لوگ تو بد مذہبوں کے غلامان باوفا کی طرح ان کے ساتھ ہوتے ہیں، پھر کس منہ سے برہان ملت اور علامہ ارشد القادری صاحبان کا نام لیتے ہیں، ایک بات عرض کردوں کہ حکومت ہندوستان، حکومت امریکہ یا اور حکومتوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے نمائندوں کے ذریعہ یا براہ راست دہشت گردوں سے باتیں کریں اور ان کو دہشت گردی کی راہ اختیار کرنے سے منع کریں لیکن کسی عام آدمی کو خواہ وہ حکومت ہی کا کوئی عہدہ دار کیوں نہ ہو از خود اسے اجازت نہیں کہ وہ حکومت مخالف یا ملک مخالف لوگوں سے راہ ورسم بنائے، اور اگر ایسا نہیں ہے تو یہ حضرات ذرا طالبان سے اپنا رشتہ قائم کر کے دکھائیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ وسعت فکری کیا ہے اور بغاوت کیا ہے؟

مصباحی صاحب کا زبردست فریب

حضور پرنور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مولوی عبدالباری صاحب کی دعوت پر اس جلسے میں بھیجا تھا جس کے دعوت نامے میں مولانا عبدالباری صاحب وغیرہ علمائے فرنگی محل کے ساتھ مجتہدین روافض کے بھی نام تھے، اور یہ وقت ہے جب مانٹی گو وزیر ہندوستان آیا تھا اور سلیف گورمینٹ کا ہندوستان میں ایک شور مچا ہوا تھا، مولانا عبدالباری صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ اس وقت اگر ہماری آواز کوئی وزن نہ رکھے گی تو **دیوبندی تمام مسلمانوں کے نمائندے بن کر اہلسنت کو مضرت پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔**

میرے ہمراہ حضرات مولانا ظہور حسین رامپوری صدر دارالعلوم اور جناب

مولانا مولوی رحم الٰہی صاحب اور صدرالشریعہ مولانا امجد علی صاحب خلفائے اعلیٰ حضرت بھی تھے اور ہمیں اس جلسے میں جانا پڑا تھا، جس میں روافض ووہابیہ وغیرہ بھی شریک تھے **تو کیا تحفظ حقوق** کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمیں اجازت شرکت دینا عیاذاً باللہ تعالیٰ گمراہی وفسق کہا جا سکتا ہے اور کیا ہم شریک ہونے والے کسی گمراہی وفسق کے مرتکب ہوئے تھے؟ حاشا (فتاویٰ حامدیہ صفحہ ۴۳۱/۴۳۲)

قارئین فتاویٰ حامدیہ کی اس پوری عبارت کو بار بار پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ کیا اس سے اس بات کی اجازت ملتی ہے کہ عبید اللہ خاں اعظمی، مولوی ادریس بستوی یا مولانا یسین اختر مصباحی یا صوفی احسان اللہ ابوسعید جیسے لوگ بے حجاب بدمذہبوں کے ساتھ اشتراک عمل کریں!

غور کریں! اُس عہد کے نہایت ذی ہوش، قابل اعتماد، باوقار، علم وعمل کے جامع، مسائل اعتقادیہ کے ماہرین کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی (جو اہل سنت کے امام ومقتداء امیر المؤمنین اور اولوالامر تھے) نے اس جلسے میں مولانا عبدالباری صاحب کی دعوت پر بھیجا تھا، مولانا عبدالباری صاحب کا دعوت نامہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ خود سنی تھے اور دیوبندیوں کے عقائد اور فریب کاریوں سے واقف تھے، اسی لئے انہوں نے لکھا کہ اگر اس وقت ہماری بات وزن نہ رکھے گی تو دیوبندی تمام مسلمانوں کے نمائندے بن کر اہلسنت کو مضرت پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے، گویا کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ دیوبندی تمام مسلمانوں کا نمائندہ بن جائیں، ان حقوق کے تحفظ کے لئے اعلیٰ حضرت کی اجازت سے مذکورہ علماء شریک ہوئے اب بتائیں مصباحی صاحب کہ کیا آپ لوگ بھی اسی طرح بدمذہبوں سے ملتے ہیں، نہیں ہرگز نہیں بلکہ آپ لوگوں کا انداز تو خیر خواہانہ اور یارانہ ہوتا ہے۔

دراصل حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سے ایک عقیدت مند حاجی عثمان عبداللہ کھتری قادری رضوی حامدی نے محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قادری کی معرفت یہ استفسار کیا تھا کہ یہاں خبر ملی ہے کہ حضور والا مسلم لیگ کے رد کے بارے میں سکوت فرماتے ہیں، رد کرنے والوں سے ناراض ہیں اور ضرورت شرعیہ متحقق مان کر لوگوں کو مسلم لیگ میں شرکت کی اجازت دیتے ہیں، اس سے یہاں بے چینی ہے لہذا جواب عطا کریں تاکہ اس طرح کی خبر اڑانے والوں کا منھ بند کیا جاسکے،

سائل نے جن باتوں کو حجۃ الاسلام کی طرف منسوب کیا تھا اس سے حجۃ الاسلام کو سخت صدمہ پہنچا آپ نے آیات واحادیث سے بدگمانی پھیلانے والوں کو تنبیہ فرمائی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا، یہ پورا سوال وجواب تقریباً پندرہ صفحات پر مشتمل ہے اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، جواب اور اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے حجۃ الاسلام نے فرمایا ''یہ سارے کرتوت اہلسنت میں پھوٹ ڈالنے اور امام اہلسنت حضور پرنور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے قلب انور کو ان کے مزار اطہر میں اذیت پہنچانے والے ہیں وہ یقیناً اللہ کے سچے محبوب عاشق رسول سچے نائب غوث الوریٰ تھے، اور بحمدہ تعالیٰ انہوں نے مجھے اپنا جانشین کیا اور **میں نے مولانا عبدالباری لکھنوی کے ساتھ انہیں کی روش برتی جبکہ وہ لکھنؤ کے ریلوے اسٹیشن پر میرے استقبال کے لئے آئے تھے اور ان کے ہمراہ لکھنؤ کے بڑے بڑے جاگیر دار اور رؤساء وعلماء سیکڑوں کی تعداد میں تھے میری گاڑی کے آنے پر میرے سیکنڈ کلاس ڈبے کے پاس بسرعت آئے اور جب میں اترا انہوں نے سلام کیا میں نے جواب نہ دیا انہوں نے مصافحہ**

کے لئے ہاتھ بڑھایا میں نے ہاتھ مصافحہ کو نہ دیا، میں ویٹنگ روم کی طرف بڑھا وہ میرے پیچھے پیچھے آئے اور دیر تک میری شرکت کے لئے اصرار کرتے رہے میں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک میرے اور آپ کے درمیان مذہبی صفائی نہ ہو جائے میں آپ سے نہیں مل سکتا نہ آپ کے جلسے میں شرکت کروں نہ آپ سے میل جول رکھوں اور بحمدہٖ تعالیٰ میری اس روش سے انہیں متاثر ہونا پڑا اور انہوں نے صدر الافاضل مولانا مولوی نعیم الدین صاحب کے بالمشافہ توبہ نامہ تحریر فرمایا اس کے بعد میں ان سے ملا۔

عزیزی مولوی حشمت علی صاحب اس کے شاہد ہیں، عزیزم پھر مجھ پر یہ افتراء کہ میں بدمذہبوں کے ساتھ میل جول اتحاد وارتباط روا رکھتا ہوں کہاں تک قابل یقین ہوسکتا ہے؟ میں ہرگز ہرگز مسلم لیگ میں شریک نہیں ہوا تھا واللہ علیٰ ما اقول وکیل۔

بلاشبہ بحالت موجودہ لیگ قابل اصلاح ہے، اس میں بہت سی شرعی خامیاں ہیں، میں نے ہرگز آج تک کسی سے اس کی شرکت کو نہ کہا وکفیٰ باللہ شہیدا۔ (فتاویٰ حامدیہ صفحہ ۴۲۹ر۴۳۰)

میری گزارش ہے عرفان مذہب ومسلک پڑھنے والے تمام علماء طلبہ اور عوام سے کہ آپ براہ راست فتاویٰ حامدیہ میں اس پورے واقعہ کو پڑھیں تا کہ آپ کو پتہ چلے کہ مصباحی صاحب نے ایک طویل اور مفصل جواب سے چند سطریں اپنے مقصد کے لئے اخذ کرلیا اور یہ باور کرانے کی پوری کوشش کی کہ حجۃ الاسلام جیسے لوگ شیعوں اور دیوبندیوں کے ساتھ شرکت کو جائز سمجھتے تھے، صفحہ ۴۳۱ر۴۳۲ کو پڑھنے سے پہلے ۴۲۹ر۴۳۰ کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے تا کہ یہ پتہ چلے کہ مصباحی صاحب نے کتنی صفائی کے ساتھ فریب دینے کی سعی فرمائی ہے، حالانکہ اس طرح کی چیزیں

خیانت اور بددیانتی کہی جاتی ہیں، یہ سراسر تحریف اور انحراف ہے اور یہ یہود ونصاریٰ کی خصلت قبیحہ ہے جو کسی مومن کی شان نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویحرفون الکلم عن مواضعہ اور یہود باتوں کو اس کی جگہ سے پھیر دیتے ہیں یعنی کہیں کی بات کہیں فٹ کرتے ہیں۔ حجۃ الاسلام صاف صاف فرمارہے ہیں کہ میں ہرگز ہرگز مسلم لیگ میں شریک نہیں ہوا تھا نہ آج تک کسی کو شرکت کے لئے کہا، بدمذہبوں سے میل جول کا الزام مجھ پر افتراء ہے،

مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت تھی کوئی مذہبی جماعت نہ تھی، وہاں عقائد پر گفتگو نہیں ہوتی تھی بلکہ قیام پاکستان کی ایک سیاسی تحریک تھی اس میں بھی حجۃ الاسلام نہ شریک ہوئے، نہ بدمذہبوں سے میل جول کو جائز کہا نہ کسی کو اس قسم کی جماعت میں شامل ہونے کو کہا اتنی صراحت اور وضاحت کے بعد بھی مصباحی صاحب حجۃ الاسلام کے جواب سے نتیجہ اخذ کررہے ہیں کہ بدمذہبوں سے اشتراک عمل جائز ہے اللہ کی پناہ!

خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے

اسی طرح کا ہیر پھیر کرنے والوں کو قرآن نے بے نقاب کیا تھا اور ان مسلمانوں کو متنبہ کیا تھا کہ یہود لائق اعتبار نہیں ہو سکتے، جو لوگ اس خیال میں تھے کہ یہود ایمان لائیں گے،

اَفَتَطمَعون ان یؤمنو الکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون ۔تو اے مسلمانوں کیا تمہیں یہ طمع ہے کہ یہ یہود تمہارا یقین لائیں گے، اور ان میں کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے (البقرہ آیت ۷۵)

کیا یہ آیت کریمہ عقل کے ان اندھوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہے

جو بدمذہب، گستاخ رسول وصحابہ، کواپنی خاہمخواہ میں بلاتے ہیں اوراپنے اندھے عقیدت مندوں کو بیوقوف بناتے ہیں کہ ہم ان کوقریب کرکے سچا مسلمان بنائیں گے، سچ یہ ہے کہ وہ تو ادھرآئیں گے نہیں ہاں تم ضرور راستہ بھٹک جاؤ گے، تبلیغ کا وہ راستہ اختیار کرو جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور جس پر ہمارے علماء نے عمل کرکے دکھایاہے، لباس تصوف میں غیر مقلدیت کی تبلیغ کہیں سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کی نئی ترکیب تو نہیں؟

یا اهل الکتب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون ۔اے کتابیوں حق میں باطل کیوں ملاتے ہواور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے، (آل عمران آیت ۷۱)

بات کہاں سے کہاں چلی گئی مصباحی صاحب بدمذہبوں سے اشتراک عمل کا جواز تلاش کرنے نکلے تھے لیکن افسوس کہ انہیں ناکامیاں ہی ہاتھ لگیں،

حجۃ الاسلام نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے سلام کا جواب نہ دیا ان سے مصافحہ نہ کیا ان کی دعوت کو اس وقت تک قبول نہ کیا جب تک کہ ان کے عقائد اور نظریات کا صحیح علم نہ ہو گیا اور اتنا ہی نہیں بلکہ جب تک مولانا عبدالباری صاحب نے توبہ اور رجوع نامہ نہ لکھ دیا، حالانکہ مولانا عبدالباری صاحب سنی تھے بس اتنی کمی تھی کہ محتاط نہیں تھے سب کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے لیکن عوام کو دیوبندیوں سے بچانا چاہتے تھے اسی لئے اعلیٰ حضرت نے حجۃ الاسلام وغیرہ کو بھیجا، اب بتایئے کیا اب بھی آپ اصرار کریں گے کہ آپ جیسے غیر محتاط لوگوں کو بدمذہبوں کے ساتھ اختلاط کی اجازت ہونی چاہیئے؟ پھر تو ہم یہی کہیں گے جو قرآن نے فرمایا ان الذین کفروا سواء علیهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون ختم الله علیٰ قلوبهم

وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم ۔ بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب۔ (البقرہ آیت ۶/۷/ر)

اپنی ہی جماعت میں فساد برپا کرنا اور خود ہی مصلح بن جانا کیا کمال ہے واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم ہی تو اصل مصلح ہیں (البقرہ ۱۱)

جھوٹ شاہوں کے سہی پھر بھی پکڑ جاتے ہیں
سچ کسی کا ہو بہر حال اثر رکھتے ہیں

حیرت ہے مصباحی صاحب اور ان کے ہم خیال لوگوں پر کہ ہمارے علماء فقہاء کے ہزار ہا ہزار فتاوے اور ان کے پاکیزہ کردار کے مقابلہ میں دو چار استثنائی واقعات کو حجت بنا رہے ہیں، فتوں اور اقوال کے مقابلہ میں واقعات کو کتنی اہمیت ہوتی ہے یہ اہل علم سے مخفی نہیں، اگر اس طرح واقعات کو دلیل بنانا صحیح ہو تو پھر مصباحی صاحب کو چاہئے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی تحریک چلائیں اس لئے کہ حدیث سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ثابت ہے، (نزہۃ القاری ج دوم حدیث ۶۱۴)

لیکن ہر عقلمند یہ جانتا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے یہ واقعہ کسی عذر کے سبب پیش آیا یا بیان جواز کے لئے ہے نہ کہ عام اجازت ہے۔

اشرفیہ کو کون بدنام کر رہا ہے؟

ادھر چند سالوں سے بعض لوگوں کی طرف سے بار بار یہ آواز اٹھائی جا رہی ہے کہ کچھ

لوگ اشرفیہ کو بدنام کررہے ہیں،اشرفیہ کی خدمات کے اعتراف کے بجائے اشرفیہ کو صلح کلیت کا اڈہ بتارہے ہیں،اشرفیہ اور فرزندان اشرفیہ نے یہ کیا یہ کیا اور نہ جانے کیا کیا کیا؟
اشرفیہ نے اعلیٰ حضرت کو پہنچوایا،اشرفیہ نے سنیت کا ڈنکا بجایا،اشرفیہ نے علماء پیدا کئے،اشرفیہ نے پوری دنیا میں اسلام وسنیت کو پہو نچایا وغیرہ وغیرہ۔
اس قسم کی باتیں عام طور پر حضرت علامہ یسین اختر صاحب کے ذریعہ منظر عام پر آتی ہیں۔
لیکن کہیں بھی وہ یہ نہیں بتاتے کہ وہ کون لوگ ہیں جو اشرفیہ کو بدنام کررہے ہیں اگر بدنام کرنے والوں کا نام و پتہ انہیں معلوم ہے۔تو براہ راست انہیں اپنے فارمولے کے مطابق ان سے رابطہ کرنا چاہئے۔اور دریافت کرنا چاہئے کہ وہ ایسا کیوں کررہے ہیں؟اگر ان کا اعتراض بجا ہوتو اس کی صفائی اور وضاحت اہل اشرفیہ کو پیش کرنی چاہئے اور اگر اعتراضات بیجا ہوں تو انہیں افراد کے نام کے ساتھ ان کے اعتراضات اور اپنے جوابات شائع کردینا چاہئے تاکہ عام لوگ مطلع ہوجائیں کہ بدنام کرنے والوں کا طرزعمل درست نہیں ہے اور لوگ ان کے بہکاوے میں نہ آسکیں،لیکن یہ کام نہیں ہوتا بس مسلسل نئے نئے ڈھنگ سے اس بات کی تشہیر اور پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ اشرفیہ کو بدنام کیا جارہا ہے،جبکہ حقیقت اور سچائی یہ ہے کہ اشرفیہ کو کسی اور نے بدنام نہیں کیا اور نہ کررہا ہے بلکہ اشرفیہ کو بدنام خود اشرفیہ کے موجودہ ذمہ دار کررہے ہیں،اشرفیہ اس سے پہلے کبھی ان حالات کا شکار نہیں ہوا،جس صورت حال سے آج دوچار ہے،وجہ یہ ہے کہ آج اشرفیہ کے ارباب حل وعقد اشرفیہ کی کامیابی عالیشان بلڈنگوں اور ظاہری چمک دمک میں تلاش کر رہے ہیں،اور ظاہری کامیابی کے حصول کے لئے ہر صحیح اور غلط کے کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کررہے ہیں،ایک غلطی کے صادر ہونے پر اگر کوئی اعتراض کرتا ہے تو اس کو صحیح کرنے کے بجائے دوچار اور نئی غلطیاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھیں

کہاں تک لوگ گرفت کرتے ہیں، حالانکہ اشرفیہ یا کسی ادارے کی کامیابی وترقی کا دارومدار عالیشان عمارتوں اور نت نئی سہولتوں پر نہیں، کامیابی وترقی جب ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں ،بانی جامعہ اشرفیہ حضور حافظ ملت کا مقصد صرف عالم، فاضل، محقق، مصنف اور ناقد بنانا نہیں تھا بلکہ وہ ان سب کے ساتھ دین کے سپاہی اور مسلک ومذہب کے وفادار پیدا کرنا چاہتے تھے، اسی لئے جب تک اشرفیہ سے مسلک کے وفادار سپاہی پیدا ہوتے رہے دنیا اس کی عزت کرتی رہی، اور جب سے اہل اشرفیہ نے ابنائے جامعہ اشرفیہ کو حافظ ملت کے منصوبوں اور مقاصد سے الگ کرنے کی پالیسی اختیار کی ہے تب سے یہ چیزیں سننے میں آ رہی ہیں، اگر لوگ سچائی جاننا چاہتے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ اشرفیہ کو بدنام کرنے میں سب۔سے بڑا رول مولانا یسین اختر مصباحی کی آزادخیالی، مفتی نظام الدین مصباحی صاحب کے اسلاف مخالف فتوے، جس کو اب تک لوگ حرام جانتے تھے مفتی اشرفیہ نے اسے جائز فرمادیا جسے گناہ سمجھتے تھے اسے کارثواب ہونے کی سند عطا فرمادی، شیخ الجامعہ مولانا محمد احمد مصباحی کی انا واحساس برتری اور اپنے ہی پیرومرشد سرکار مفتی اعظم کی توہین اور باوجود شوروہنگامے کے مسلسل خموشی اور سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کی کمزور قیادت نے اشرفیہ کو بدنام ہونے کا موقع فراہم کیا، اگر آج یہ حضرات حافظ ملت کے مشن پر لوٹ آئیں تو میرا خیال ہے کہ آج بھی وہی عزت ملے گی ورنہ اگر یہ سوچئے کہ دیوبندیوں، وہابیوں کی دعوت بھی اڑائیں اور سنیوں کو بیوقوف بنائیں تو پھر شیعوں کی طرح تبرا پڑھنے سے حق کی آواز نہ دبے گی۔

عزت وذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے

حضرت مولانا یسین اختر صاحب کے پاس سوائے غلط پروپیگنڈہ کے اور کوئی

کام نہیں ہے، کچھ سالوں سے چند حضرات اشرفیہ کے لئے جتنا پروپیگنڈہ کررہے ہیں اس میں کچھ فیصد ہی حقیقت ہے باقی اہل قلم کی جولانیت ہے، اشرفیہ کی شہرت ومقبولیت حضور حافظ ملت ، بحرالعلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی، قاضی محمد شفیع مبارکپوری، قاری محمد یحیٰ مبارک پوری، علامہ عبداللہ خاں عزیزی، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری وغیرہم کے دور میں تھی وہ کیوں تھی جبکہ نہ اتنے پروپیگنڈہ اور ہنگامہ کرنے والے تھے نہ اتنے بازاری رسالے چھپتے تھے پھر بھی لوگوں میں ابنائے اشرفیہ کی قدر وقیمت تھی، لیکن آج نہیں ہے لاکھ آپ چیختے رہیں چلاتے رہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہونچنے والا ہے، جب تک قیادت پوری طرح مضبوط اور مذہب ومسلک کے تئیں ذمہ داری کا ثبوت نہیں دیتی۔

آخر کیا وجہ ہے کہ آج اشرفیہ کے بعض اساتذہ اور بعض طلبہ اتنے بے لگام ہوگئے ہیں کہ ان کے نزدیک مذہب ومسلک، ہمارے بزرگوں کے فتاویٰ اور معمولات کوئی وقعت ہی نہیں رکھتے؟

حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مذہب ومسلک کے سچے وفادار اور مخلص داعی تھے، اعلیٰ حضرت کے مسلک کے خلاف کبھی کوئی بات انہوں نے برداشت نہیں کیا خواہ مخالفت کرنے والے کسی حیثیت اور کہیں کے رہنے والے ہوں، آپ کے جامعہ اشرفیہ کی تعمیر وترقی کی بنیاد بھی یہی چیز رہی ورنہ تو مدرسے بہت سے تھے، دیوبند قائم ہو چکا تھا ندوہ عروج پر تھا لیکن حافظ ملت نے جامعہ اشرفیہ کا منصوبہ اسی لئے بنایا کہ ایسے علماء اور مبلغین پیدا ہوں جو اہلسنت کے لئے قربانی دے سکیں، اسی لئے جب تک اس مزاج اور منصب کے لوگ پیدا ہوتے رہے لوگ خود ہی ان کی عزت کرتے رہے نہ ان کو اپنے پروپیگنڈہ کی ضرورت محسوس ہوئی نہ اپنے نام کے آگے مصباحی کے لاحقہ کی، وہ دین کے معاملے میں

مخلص تھے، اللہ اور اس کے رسول کے دین کے وفادار تھے اس لئے اللہ نے ان کی عزت وعظمت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی اور آج جب لوگ حافظ ملت کے مقصد ومسلک اور نظریہ کے خلاف عمل کرر ہے ہیں، خدا اور سول کے دشمنوں سے یارانہ نبھار ہے ہیں تو اللہ نے عزت کے بجائے ذلت کا طوق گلے میں ڈال دیا اور یہ ذلت پرچہ، پمفلیٹ اور کتابچہ تقسیم کرنے سے ختم نہیں ہونے والی جب تک اپنے علانیہ گناہوں اور مسلک مخالف حرکتوں سے توبہ ورجوع نہیں کر لیتے۔

اللہ تعالیٰ ہی عزت دیتا ہے اور وہی ذلیل کرتا ہے جو اس کے لائق ہوتے ہیں، کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج اشرفیہ کی چہار دیواری کے اندر مسلک کا خون ہو رہا ہے اشرفیہ کا نام ندوہ، دیوبند اور جامعۃ الفلاح جیسے بدمذہبوں کے اداروں کے ساتھ اخباروں میں چھپ رہا ہے، مجلس شوریٰ کے رکن کہلانے والے لوگ بلا ضرورت شرعی وہابیوں، دیوبندیوں اور رافضیوں کے جلسوں میں علانیہ شرکت کرر ہے ہیں، اشرفیہ کے قابل قدر خطباء شیعوں کی مجلس پڑھ رہے ہیں، پھر بھی یہ شکوہ کیا جارہا ہے کہ دوسرے لوگ اشرفیہ کو بدنام کرر ہے ہیں۔

غیروں کیساتھ مل کر خوشیاں منا رہے ہیں
یوں اپنے آشیاں کو خود ہی جلا رہے ہیں

علامہ یسین اختر مصباحی نے قصائد اشرفیہ میں آسمان وزمین کے قلابے خوب ملائے ہیں، ہندوپاک کی پیمائش کرتے وقت وہ یہ بھول گئے کہ ہندوستان ہی کا ایک علاقہ کیرلہ ہے جہاں مرکز الثقافۃ السنیہ اور جامعہ سعدیہ ہے پھر جناب نے تو شاید ان دونوں مدرسوں کو ان کے نظام کو، طلبہ کی کثرت اور بانی ادارہ شیخ ابوبکر احمد کی داخلی اور خارجی حیثیت کو نزدیک سے دیکھا ہے پھر بھی یہ تعلّی کہ ہندوپاک میں سب سے

بڑا اورک فلاں ادارہ کا ہے۔آگے بڑھیے علامہ فیض احمد اویسی ،مفتی تقدس علی خاں بریلوی ،مفتی غلام رسول رضوی،مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری،مولانا غلام رسول سعیدی، پروفیسر مسعود احمد،مفتی عبدالقیوم ہزاروی،مولانا منشا تابش قصوری، علامہ صدیق ہزاروی مولانا عبدالحکیم شرف قادری،مولانا صدیق ہزاروی،مفتی غلام محمد خاں قادری،مفتی شبیر پورنوی،مولانا شاہ محمد حسین گردیزی مولانا ممتاز سدیدی،اور نہ معلوم کتنے اور ہیں جن کا نام آپ نے بھی سنا ہوگا ان کی تصنیفات بھی پڑھی ہوں گی ان کے تراجم اور شروحات بھی نظر سے گزرے ہوں گی،فرمایئے ان میں تو کوئی مصباحی نہیں ہے اگر حق اور انصاف کا کوئی گوشہ موجود ہے تو ماننا پڑے گا کہ یہ وہ نام ہیں جن میں نہ معلوم کتنے مصباحی کتنے سراج الفقہاء کتنے خیرالاذکیاء اور کتنے رئیس القلم طواف کرر ہے ہوں گے۔

جب سے چند لوگوں نے اشرفیہ کے تعارف کا ٹھیکا لیا ہے تب سے اشرفیہ کا نام کم بدنامی زیادہ ہو رہی ہے،میری مخلصانہ گزارش ہے کہ بزرگوں کے کیے دھرے پر پانی پھیرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جو کچھ آپ لوگ مسلک کے نام پر کرر ہے ہیں اگر اخلاص کیساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی جزا دیگا ورنہ تو دنیا میں جو آسائش وسہولتیں فراہم ہیں وہ اسی خدمت کا نتیجہ ہیں کہ ائیر کنڈیشن فلیٹ خوبصورت آفسیں ،زندگی کی تمام تر سہولتیں بعضوں کو انڈیا میں گورمنٹی ملازمت ساتھ ہی لندن وامریکہ کی پرتعیش زندگی یہ سب کچھ مذہب ومسلک ہی کے نام پر قوم نے دیا ہے،کون ہے جو اپنے باپ دادا کے نام پر مزے لوٹ رہا ہے، یہ سب صدقہ ہے بزرگوں کے نام کا،اعلیٰ حضرت کے نام کے نعرے کا ورنہ ہندوستان میں بہت سارے،صحافی،ادیب،قلم کار،محدث،اور فقیہ دیوبند وندوہ کی کوکھ سے جنم لے رہے تھے لیکن ہماری قوم نے ہماری جماعت نے سنیت کے نام پر مسلک اعلیٰ

حضرت کے نام پرآپ کو بڑے بڑے بڑے القاب بھی دئے اور بڑے بڑے نذرونیاز اور چندے بھی، اس لئے کسی مولوی صاحب کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ ہم نے یہ کیا ہے اگر کیا تو جتنا کیا ہے اس سے زیادہ جماعت نے آپ کو دیا ہے۔

اشرفیہ کل بھی جماعت کے لئے اہمیت کا حامل تھا آج بھی ہے ہم ان تمام اساتذہ اور طلبہ کی کل بھی عزت کرتے تھے آج بھی عزت کرتے ہیں جو مذہب ومسلک کے وفادار اور پابند ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اشرفیہ صرف اور صرف خالص اہلسنت کا ادارہ ہے، جو مصباحی علماء حافظ ملت اور حافظ ملت کے اساتذہ اور مشائخ کو اپنا آئیڈل مانتے ہیں اور اپنے عمل وکردار کے ذریعہ اس فکر کو پروان چڑھاتے ہیں پوری قوم اور ہر سنی صحیح العقیدہ مسلمان ان کی قدر کرتا ہے۔اور صرف انہیں کی نہیں بلکہ اہلسنت کے کسی بھی ادارہ کی خواہ وہ ہندوستان یا پاکستان کا ہو، بنگلہ دیش کا ہو یا اور کہیں کا، چاہے وہ جامعہ نعیمیہ کا فارغ ہو یا فیض الرسول کا یا الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی کا، دارالعلوم علیمیہ کا، جامعہ شمس العلوم گھوسی کا، جامعہ خیریہ سہسرام کا، جامعہ عربیہ ناگپور کا یا جامعہ امجدیہ کا یا تدریس الاسلام بسڈیلہ کا یا مرکز الثقافۃ السنیہ کا یا جامعہ سعدیہ کا ہم سنیت کو کسی مدرسے کی مرہون منت نہیں سمجھتے اور نہ کسی خاص مدرسے میں قید کر کے رکھنا چاہتے ہیں اور نہ اس کے قائل ہیں کہ کون صاحب نہیں ہوتے تو سنیت نہ بچتی اور کون سا مدرسہ یا کون سی تحریک نہ ہوتی تو سنیت ختم ہو جاتی، یہ دین اللہ کا ہے آپ ہوں نہ ہوں ہم ہوں نہ ہوں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا، یہ دین قیامت تک باقی رہے گا اس کا محافظ اور چلانے والا اللہ ہے کوئی مخصوص مولوی، خانقاہ یا دوافروش پیر نہیں۔

آج کے فارغین کو ضرورت ہے کہ آنکھیں کھول کر دیکھیں، اپنے بزرگوں کے عمل اور کردار کی روشنی میں اپنی زبان اور قلم کو حرکت دیں، آج کے بگڑے ماحول میں

طلبہ اور جدید فارغین کو حضور حافظ ملت کی مبارک تصنیف الارشاد بار بار پڑھنے کی ضرورت ہے، حافظ ملت کے فتوؤں کو پڑھنے کی ضرورت ہے، حافظ ملت اور دیگر بزرگوں کے فتوے اگر ڈیٹ اکسپائر نہیں ہوئے ہیں تو ان پر عمل سے گریز کیوں؟

یہ کتنا بڑا ظلم ہے حافظ ملت کے ساتھ کہ انہیں کے مدرسے کے بعض مدرسین ان کے مسلک اور فتوؤں کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ بتایئے وہابیوں دیوبندیوں اور شیعوں کے جلسوں میں شرکت کرنے کی کیا کبھی انہوں نے اجازت دی؟ نہیں ہرگز نہیں تو پھر جو مصباحی اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں وہ حافظ ملت کی مخالفت کر رہے ہیں یا نہیں؟

اشرفیہ کی بدنامی کے اسباب

دہشت گردی مخالف کانفرنس

بتاریخ ۱۶/۱۵ ر مئی ۲۰۰۸ء بمقام جامعہ شرعیہ فیض العلوم سرائے میر

زیر صدارت ۔ جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید ارشد مدنی دیوبند

کانفرنس میں دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعہ اشرفیہ مبارکپور، جامعہ سلفیہ بنارس، جامعۃ الفلاح بلریا گنج، ایمانیہ کالج بنارس، جامعہ حیدریہ مدینۃ العلوم خیرآباد کے علماء کرام خصوصی طور پر شرکت فرما رہے ہیں۔

(۱۴ ر مئی ۲۰۰۸ء روزنامہ راشٹریہ سہارا لکھنؤ کے صفحہ اول پر یہ اشتہار شائع ہوا)

نوٹ ۔ اب اندازہ لگایئے کہ موجودہ ذمہ داران اشرفیہ قوم کو کیا پیغام دے رہے ہیں آخر تمام دیوبندی، وہابی اداروں کے بیچ اشرفیہ ہی کیوں؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

بتاریخ ۱۵راکتوبر ۲۰۱۱ء علامہ فضل حق خیرآبادی نیشنل کانفرنس بمقام کونشن سینٹر میڈیکل کالج چوک لکھنؤ

زیراہتمام۔ فضل حق اکیڈمی، مینائی ایجوکیشنل سوسائٹی لکھنؤ، صدر جلسہ دگ وجے سنگھ، مہمان خصوصی۔ سلمان خورشید، خطبۂ استقبالیہ۔ جناب جگدیش چندرا، نظامت۔ ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن

مہمانان اعزازی۔ سری پرکاش جیسوال، چودھری اجیت سنگھ، بنی پرساد ورما، راج ببر، سچن پائلٹ، قاضی رشید مسعود، ڈاکٹر شفیق الرحمٰن برق، سید شاہنواز حسین اور پرویز ہاشمی ان کے علاوہ فلم ڈائرکٹر مہیش بھٹ، پروفیسر اختر الواسع، مولانا خالد رشید ندوی، ظفر یاب جیلانی، موہن پرکاش، پرمود تیواری، سنتوش بھارتی، عبیداللہ خاں اعظمی، مولانا ادریس بستوی، مولانا یسین اختر مصباحی، مولانا اسید الحق اور خوشتر نورانی (راشٹریہ سہارا اردو لکھنؤ ۱۳راکتوبر ۲۰۱۱ء)

نوٹ:۔ اندازہ لگائیے! یہ کانفرنس علامہ فضل حق خیرآبادی کے نام سے ہورہی تھی وہابی شیعہ کو تو جانے دیجئے اس میں جتنے نام ہیں ان میں سے اکثر غیر مسلم کانگریسی نیتا ہیں اور فلم ایکٹرو ڈائرکٹر، معلوم نہیں منتظمین نے ہیروئینوں اور بار گرلس کو کیوں چھوڑ دیا۔

علامہ فضل حق خیرآبادی کی روح کتنی خوش ہوئی ہوگی یہ تو مصباحی صاحب اور خوشتر نورانی جیسے صحافی ہی بتائیں گے؟

مؤرخہ ۲۰راپریل ۲۰۰۸ء سہارا لکھنؤ

کانپور میں مسلمانوں پر دہشت گردی کے الزامات کا سچ کے عنوان سے کانفرنس جس میں تمام دیوبندیوں اور شیعوں کے ساتھ مولانا یسین اختر کی شرکت، خبر نگار نے شرکا کے بیانات لکھے لیکن نام نہاد سواد اعظم اہلسنت کے ٹھیکہ دار مولانا یسین اختر مصباحی کے لئے

اخبار لکھتا ہے

پروگرام میں مجتبیٰ فاروق، یاسین اختر مصباحی، محمد شعیب ایڈوکیٹ نے بھی اظہار خیال کیا، غور کیجئے کس طرح مصباحی صاحب سواد اعظم کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔

آگے بڑھئے اور دل تھام کر اشرفیہ کے نائب ناظم مولانا ادریس بستوی کا بیان پڑھئے ، سلطانپور مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ممبر مولانا ادریس بستوی نے مسلکی اختلاف کو غلط بتاتے ہوئے کہا کہ دوسرے مسلک کی مسجد کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا غلط نہیں ہے بلکہ لوگوں کو پڑھنا چاہئے ،وہ چوبیس ستمبر مقامی دینی مدرسہ جامعہ عربیہ خیرآباد سلطانپور میں دستار بندی کے موقع پر خطاب کر رہے تھے (راشٹریہ سہارا اردو ۲۴ر ستمبر ۲۰۰۶ء)

نوٹ: اگست ۲۰۰۸ء میں مولانا بستوی نے صفائی پیش کی جب انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ پیغام رضا ممبئی ان کے اخباری بیان کو شائع کرنے جا رہا ہے، راشٹریہ سہارا میں ان کا بیان چھپنے کے دو سال بعد تردید شائع ہوئی، دو سال تک نہ مولانا کو کوئی فرق پڑا نہ اہل اشرفیہ کو۔

مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ کب تک لگتا رہے گا

مولانا ادریس بستوی نائب ناظم جامعہ اشرفیہ کے مخلص اور ہم مزاج وہم خیال دوست مولانا اقبال احمد خاں مدرس دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ نے راقم سے بیان کیا مکتبۃ الحجاز ہرن پارک چوک لکھنؤ میں۔ تیلی باغ لکھنؤ میں ایک جلسہ تھا جس میں مولانا اقبال صاحب، مفتی شمس الدین صاحب بہرائچی اور مولانا ادریس بستوی شریک تھے، مفتی شمس الدین صاحب جب اسٹیج پر جانے لگے تو نعرۂ تکبیر و رسالت اور مسلک اعلیٰ حضرت لگنے لگا، قیام گاہ پر مولانا ادریس بستوی نے مولانا اقبال صاحب سے کہا کہ آخر کب تک مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگتا رہے گا وہ وقت کب آئے گا جب مسلک حافظ ملت کا نعرہ لگے گا؟

اس وقعہ کو بیان کرتے ہوئے مولانا اقبال قادری صاحب نے کہا کہ مولانا ادریس بستوی کا نظریہ کتنا غلط ہے۔ بتاؤ حافظ ملت کو یہ لوگ اعلیٰ حضرت کے مقابلہ میں لا رہے ہیں؟ پھر مولانا اقبال صاحب نے کہا کہ میں نے مولوی ادریس سے کہا کہ تمہارا خیال خیال ہی رہے گا کبھی پورا نہیں ہوگا،۔ واللہ اعلم بالصواب

مولانا یسین اختر مصباحی نے ایک مرتبہ اشرفیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ندوۃ العلماء اور دیوبند والے ہیلی کاپٹر سے چلنے لگیں گے تب کہیں اشرفیہ والے سوچیں گے گاڑی رکھنے کے بارے میں،

مولانا عبید اللہ اعظمی نے اسلامیہ کالج لکھنؤ اور نیا گاؤں امین آباد لکھنؤ کے جلسوں میں (یہ دونوں خالص وہابیوں کے جلسے ہوتے ہیں) اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں مولانا احمد رضا بریلوی مرحوم کی زبان میں کہوں تو یوں کہوں۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے

اس تقریر کی ریکارڈنگ پل گاما مسجد چوک لکھنؤ میں الحاج قاری محمد صابر علی رضوی نے مولانا یسین اختر مصباحی کو سنوائی تھی پہلی بار سن کر مولانا چونک پڑے تھے، چشمہ اتارا اور کہا کہ دوبارہ سنایئے، دوبارہ سننے کے بعد کافی دیر سوچتے رہے، پھر کہا کہ میں مولانا ادریس بستوی سے بات کروں گا۔

مولانا عبید اللہ نے دہلی کی ایک شیعی کانفرنس میں شیعہ رہنما خمینی کو نائب پیغمبر کہا یہ خبر سہارا کے صفحۂ اول پر شائع ہوئی۔

متعدد دفعہ مولانا اعظمی نے فتووں اور جبہ و دستار کو اپنی جوتی کی ٹھوکروں سے روندنے کا اعلان اپنی تقریر میں کیا،

سنہ ۲۰۰۰ء دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی کے جلسۂ دستار بندی میں یہ جملے دہرائے

،اس سال جلسہ میں سربراہ اعلیٰ مولانا عبدالحفیظ صاحب اور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین صاحب امجدی علیہ الرحمہ بھی خصوصی طور پر مدعو تھے۔

تاج الشریعہ کی توہین

سات آٹھ سال پہلے کی بات ہے میرے کرم فرما برادر مکرم مولانا ابوساریہ عبداللہ علیمی فاضل بغداد نے المشکاۃ نامی بغداد شریف سے ایک نہایت اعلیٰ معیاری مجلّہ شائع کرایا تھا،اس عربی مجلّہ میں مختلف عرب ملکوں کی علمی شخصیات کے اسمائے مبارکہ ھیئۃ الادار یہ اور مجلس الاستشاری میں تحریر تھے،ہندوستان و پاکستان سے حضور تاج الشریعہ،حضور محدث کبیر،حضور امین الملت،علامہ عبدالحکیم شرف قادری،مولانا عبدالستار ہمدانی کے نام شامل تھے،راقم السطور اور مولانا ابوساریہ دونوں کنزالایمان کے دفتر گئے مصباحی صاحب سے ملنے اور یہ سوچ کر کہ المشکاۃ بھی پیش کر دیں گے، میں نے مولانا ابوساریہ صاحب کا تعارف کرایا اور مجلّہ پیش کیا،مصباحی صاحب نے ادھرادھر سے الٹ پلٹ کر دیکھا،علماء کے نام پڑھے تھوڑی دیر کی خموشی کے بعد مصباحی صاحب گویا ہوئے فرمایا مولانا انیس صاحب! سوکھی ٹہنیوں کے بجائے ہری ٹہنیوں کو استعمال کرنے کی کوشش کیجئے، پھر خود ہی وضاحت فرمائی کہ یہ رسالہ مصور ہے علامہ تو شاید خموش رہ جائیں مگر ازہری میاں تو پہلی فرصت میں اس سے برأت کا اظہار کر دیں گے، پھر مصباحی صاحب نے ہم دونوں کو دارالقلم آنے کی دعوت دی ،دوسرے دن ہم دونوں دارالقلم پہنچے،حضرت نے اپنی شان کے مطابق ضیافت فرمائی، دارالقلم کی عمارت گھوم گھوم کر دکھائی، ہم نہیں سمجھے کہ حضرت اتنے مہربان کیوں ہورہے ہیں ،اخیر میں ایک کتاب نکالی جوان کی تصنیف تھی ''المدیح النبوی'' فرمایا کہ اسے رکھ لیجئے کسی عرب عالم سے اس پر کچھ لکھوا کر وہاں سے شائع

کرادیں تو بڑا اچھا ہوگا۔ یہ وقت تھا جب حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی صاحب جامعہ اشرفیہ سے الگ ہو گئے تھے، فرزندان اشرفیہ تین چار بزرگ مصباحیوں کی قیادت میں علامہ ازہری میاں اور علامہ ضیاء المصطفی صاحبان کو نیچا دکھانے کے لئے سرگرم تھے ،مولانا محمد احمد مصباحی کی وفادار ٹیم اور متملقین کی ایک نہایت فعال جماعت اس جہاد عظیم میں شریک تھی اس امید کے ساتھ کہ ان دونوں بزرگوں کو پسپا کرنے کے لئے روح القدس فرشتوں کی جماعت لیکر نزول کریں گے اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب مولانا مسعود احمد برکاتی استاذ جامعہ اشرفیہ مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ آئے ہوئے تھے، باتوں باتوں میں کہہ گئے کہ کچھ بھی کہئے یہ دونوں بالکل الگ تھلگ پڑ گئے ہیں، کوئی عزت نہیں رہ گئی ہے، میں بول پڑا کون دونوں؟ تو فرمایا علامہ اور ازہری میاں، میں نے کہا کیا کوئی دوسرا محدث کبیر بن گیا، پھر میں نے کہا کہ ان کی عزت آج بھی اسی قدر ہے جتنی پہلے تھی ان کے مقام و مرتبے کا کوئی دوسرا نہیں ہے۔

خیر جب مصباحی صاحب کے یہاں سے رخصت ہوئے تو مولانا ابوساریہ نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ سوکھی اور ہری ٹہنی کا کیا مطلب ہے؟

میں نے کہا کہ سوکھی ٹہنیاں حضور تاج الشریعہ اور علامہ صاحب ہیں اور ہری ٹہنیاں مصباحی صاحب اور موجودہ اہل اشرفیہ ہیں۔

مولانا نے کہا کہ اس کتاب کو کیا کرنا ہے میں نے کہا کہ کسی پرانے بکسے میں رکھ کر بند کر دیجئے، تو کہنے لگے کہ پھر تم ان کے پاس مجھے لے ہی کیوں گئے تھے جب یہ لوگ بریلی کے مخالف ہیں تو میں نے کہا تا کہ ان کو پتہ چل جائے کہ ان کے کتربیوت سے بریلی کی عظمت پہ کوئی فرق نہیں پڑنے والا ہے اور انہیں یہ احساس دلانے کے لئے کہ بغاوت کا فرض نبھانے والے مصباحی صاحبان سے حضور ازہری میاں اور محدث کبیر کا رتبہ بہت بلند

ہے۔صبر کا پیمانہ اگر لبریز نہیں ہوا ہو تو اس باب میں ایک اور مصباحی صاحب کی پڑھ لیجئے

جگہ اور مقام کی ضرورت اور تقاضے کے مطابق مذہبی اور مسلکی اصطلاحات کے استعمال اور محدود و مخصوص نعرہ بلند کرنے پر اپنے ہی نوجوانوں کی بلا وجہ سرزنش نہیں کرتے بلکہ صورت حال کی نزاکت کے پیش نظر پہلے ان کی ذہن سازی کرتے اپنے اسلاف کے افکار و نظریات اور معمولات سے روشناس کراتے پھر مطلب کی بات کرتے تاکہ اپنائیت کا احساس زندہ ہونے کے بعد نوجوانوں کا دل و دماغ ہماری تاکید و تلقین کو قبول کر سکے،

آج غلط لباس پہننے اور غلط جگہوں پر جانے سے ہمارے والدین اور علمائے کرام کو اعتراض نہیں ہوتا لیکن **نعرۂ تکبیر کی جگہ تالیوں سے داد و تحسین والی مجلس** اور صلح کلیوں کی محفل میں جانے پر ہم فوراً ہی آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔

چھٹا سوال: کسی بھی عالم گیر فرد کے خلاف ایکشن لیتے وقت ہمارے علمائے کرام مسئلہ کی صحیح صورت حال اور پہلے اور بعد کے نتائج پر غور و خوض کیے بغیر کوئی فیصلہ کیوں لیتے ہیں؟ اور لینا ہی ہے تو پھر پوری جماعت کا یکساں موقف ایک ساتھ منظر عام پر کیوں نہیں لایا جاتا؟

ساتواں سوال: ایک تازہ ترین سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری کے خلاف ردّ عمل کا مظاہرہ کرنا تھا تو ان کے حوالے سے الزامات اور جماعت اہل سنت کے خدشات کو عوام الناس اور نوجوانان اہلسنت کے سامنے مرتب انداز میں نہیں لایا جا سکتا تھا؟

اس طرح کے مزید سوالات ہیں جو ہمیں قلم اٹھانے پر مجبور کرتے ہیں ہمیں اپنی کم عمری اور ناتجربہ کاری کا خوب علم ہے لیکن **ایسی باتوں کو اب دیر تک بے مقصد مصلحت پسندی کی دبیز چادر میں تہہ کر کے رکھنا مشکل ہو رہا ہے**۔ کیوں کہ ہم نوجوان ہیں اور نوجوانان اہلسنت کے درمیان رہتے ہیں **بہتوں کے انتہائی قریب ہیں سب کی**

سنتے ہیں لیکن ان سنی کر دیتے ہیں مگر کب تک؟ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔
(مولانا ظفر الدین برکاتی اداریہ کنز الایمان مئی ۲۰۱۲ء)

مولانا عبد المبین نعمانی کی خوش گمانی

حضرت پروفیسر (مسعود احمد کراچی) صاحب کو الجامعۃ الاشرفیہ اور المجمع الاسلامی مبارکپور سے خاص شغف تھا الجامعۃ الاشرفیہ کی خدمات اور اس کے فارغین کو خوب سراہتے تھے جب بھی ملاقات ہوئی مبارک پور جانے اور جامعہ دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا، لیکن ویزا کی رکاوٹ نے اس کا موقع نہ دیا۔

ڈیڑھ سطر بعد لکھتے ہیں۔

حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی شخصیت سے بطور خاص متاثر تھے **آپ سے علمی استفادہ بھی فرماتے** (نعمانی صاحب ماہنامہ کنز الایمان جولائی ۲۰۰۸ء)

حنفیت پر حملہ

ایک اقتباس جام نور کی اور برداشت کر لیجئے

"افسوس کہ ایک حنفی نماز تو چھوڑ سکتا ہے مگر کسی شافعی یا حنبلی کی اقتدا نہیں کر سکتا !تعجب ہے کہ تم اپنے اصول کا دوسرے کو پابند بناتے ہو جب کہ ان کے پاس بھی قرآن وسنت سے مستنبط اصول موجود ہیں، جن کو تم بھی برحق کہتے ہو بتاؤ کیا تم تضاد بیانی کے شکار نہیں ہو؟ زبان سے برحق مانتے ہو دل سے باطل قرار دیتے ہو، قولاً حق گردانتے ہو اور فعلاً اس کا بطلان کرتے ہو کیا یہ نفاق خفی نہیں ہے؟

فقہی اصولوں کے اختلاف کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ایک شافعی، حنفی کی اقتدا میں اور ایک حنفی شافعی کی اقتداء میں نماز نہیں ادا کرتا خواہ امام اپنے زمانے کا متقی صالح اور ولی اللہ ہی کیوں نہ ہو۔ بتاؤ کہ اگر ایک حنفی یا شافعی کو غوث اعظم کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا موقع میسر آجائے گا تو کیا کرے گا؟ اسکو اپنی سعادت جانے گا یا یہ کہے گا کہ آپ کی غوثیت قبول مگر میں حنفی یا شافعی ہوں اور آپ مذہبا حنبلی ہیں، اس لئے آپ کی اقتدا میں میری نماز نہ ہوگی؟ اس طرح کا سوال ہی کیوں پیدا ہو کہ چاروں فقہی مذاہب میں سے کسی کے پیروکار کی نماز دوسرے کی اقتدا میں ہوگی یا نہیں؟ یہ باطن کا فساد ہے۔ ورنہ چاروں مذہب اہل حق کے ہیں اور ان کی بنیاد بھی قرآن وسنت ہے۔

(جام نور اپریل ۱۳؁ ۲۰۱۳ء بحوالہ الاحسان ۴ رصفحہ ۲۳ مارچ ۲۰۱۳؁ء)

مذکورہ اقتباسات کو پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا اب بھی کسی اور پر اشرفیہ کو بدنام کرنے کا الزام عائد ہوگا؟

اسی قسم کے لوگوں نے صرف اشرفیہ ہی کو نہیں پورے سواداعظم کو منتشر اور بدنام کر رکھا ہے۔

جام نور جو اول روز سے فتنہ وفساد علمائے ذوی الاحترام کی تنقیص، علماء اور مدارس کی تحقیر، آزاد خیالی، مسلک بیزاری، بدمذہبوں سے اختلاط، جماعت کے اندر انتشار کے فرائض انجام دے رہا ہے اس خاردار پودے کی کاشت کاری وآبیاری بھی اشرفیہ کے بعض متعصب اور ملت فروش ذمہ دار کر رہے ہیں۔

اب جرأت اتنی بڑھ چکی ہے کہ برملا غیر مقلدیت کو پروان چڑھانے کی تحریک بھی شروع کردی ہے،

گمرہی کے نت نئے راستے تلاش کرنا اپنے علماء کو بے آبرو کرنے کا خطرناک منصوبہ فقہائے امت کے محکم فتووں کا استہزاء ان تمام حنفی اولیاء اللہ اور صوفیاء کی تضحیک اور ان پر

نفاق کا الزام یہ سب کرشمہ سازی ہے، روشن خیالی اور بد مذہبوں کے گھال میل کا۔

الاحسان کی منقولہ عبارت میں محرر کا نام نہیں درج ہے، کیا میں یہ جان سکتا ہوں کہ جو لوگ اپنے معمولی درجے کے علم والے صوفی صاحب کی تقلید میں بڑے بڑے علماء فقہاء اور صوفیاء کے اقوال وافعال کے خلاف کھڑے ہو کر تکبیر سنتے ہیں، اپنے حضرت جی کی پیروی میں قرأت خلف الامام کرتے ہیں۔

حضرت جی کی رعایت میں تمام بدمذہبوں سے ان کی بدمذہبی کے باوجود رواداری برتتے ہیں کیوں؟

اس لئے کہ ان کے یہاں ملازم ہیں افسوس کہ چار اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید تو آپ کو برداشت نہیں ہے لیکن ایک معمولی درجے کے آدھے کھلے آدھے چھپے پیر صاحب کی تقلید اتنی ضروری ہے کہ اگر وہ کہہ دیں کہ آج رات مجھے آسمان پر بلایا گیا تو ان کے تقریباً تمام عقیدت مندوں کا ایمان لانا اس پر ضروری ہو جائے گا اس اندھی تقلید کے لئے کون سی نص ہاتھ لگ گئی ہے صحیح کہا تھا ڈاکٹر اقبال نے

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

کوئی شبہ نہیں کہ بہت سے صوفیاء اور خانقاہوں نے دعوت وتبلیغ کا اہم فریضہ ادا کیا اور انکی دعوت وارشاد سے بے شمار لوگوں کو منزل مقصود کا پتہ ملا لیکن یہ بھی ایک حقیقت اور سچائی ہے کہ لباس صوفیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ملبوس ہیں جو اپنی عزت وشہرت کے لئے نئے نئے طریقے اختیار کرتے ہیں خواہ اس سے دین وملت کا کتنا ہی خسارہ ہو ان کا اپنا معاملہ حل ہونا چاہئے کچھ یہی معاملہ مجلّہ الاحسان کے ذمہ داروں کا ہے بادی النظر میں ایسا لگتا ہے کہ یہ غیر مقلدین کی کوئی سازش ہے پہلے یہاں سے ابن تیمیہ جیسے کٹر بدمذہب

گمراہ مخالف اہل تصوف کا دفاع کیا گیا اور اسے عملاً صوفی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ صوفیاء کے ماننے والوں کے دل سے اس کی نفرت کم ہو جائے اب یہ تحریک پیر صاحب ابومیاں نے چلائی ہے کہ کسی مذہب معین کی پیروی کو لازم جاننا نفاق ہے، غالباً بانگ درا کے کالم میں مندرج خیالات ابومیاں ہی کے ہیں، ممکن ہے یہ جملے بعینہٖ ان کے نہ ہوں لیکن تحریک غیر مقلدیت ان ہی کی ہے اس کا پتہ اس رپورٹ سے چلتا ہے جو جام نور اپریل ۲۰۱۳ء کے شمارے میں چھپی ہے۔

غیر مقلدیت کو فروغ دینے کی کوشش کو مستحکم کرنے کے لئے ایک انہونی بات کہی ہے تاکہ لوگ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سن کر ابومیاں کی فکر کو تسلیم کر لیں، دھوکہ دینے کی نئی نویلی سازش رچنے والے نے سرکار غوث اعظم کا نام لے کر خود ان کا مذاق اڑایا اس لئے کہ خود غوث اعظم تو حنبلی تھے اگر ابومیاں کی طرح ہوتے تو کہا جاتا کہ کبھی حنبلی کبھی مالکی کبھی شافعی اور کبھی حنفی تھے لیکن وہ ایسا نہیں تھے۔

ابومیاں کے معتقدین سے التماس ہے کہ ابومیاں کی پیروی سے زیادہ ضروری مذہب معین کی پیروی ہے، اس پورے بکھیڑے کا ماحصل یہ ہے کہ ابومیاں مصر کی سیر کو گئے تھے وہاں سے واپسی پر انہیں عصر کی نماز کا مسئلہ درپیش آیا، اس لئے کہ وہ بوقت عصر جہاز میں ہوتے اس لئے انہوں نے اس مسئلہ کو کھڑا کیا اور ایک نئی بحث چھیڑ دی اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں ایک تو طبیعت کی آزادی یا مصر میں غیر مقلد لوگوں کی صحبت بد کا اثر،

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس ذات مقدس کو نماز کا اتنا خیال ہے اس نے بلا سوچے سمجھے جہاز کا ٹکٹ کیوں بنوایا؟

شخص معین کی تقلید کا مسئلہ تو یہاں آ کر حل ہوتا، سوچ سمجھ کر اگر ٹکٹ بنوایا ہوتا تو ایر پورٹ پر اس پیچ وخم میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں پڑتی،

آپ اپنے کام کاج کا وقت اور سفری شیڈول بدلیئے، مزاج بدلئے، شریعت نہ بدلئے۔

آپ جیسے داعی کو قطعاًیہ روا نہ تھا کہ نماز کا وقت پتہ لگائے بنا سفر کے لئے نکل پڑے، اسی وقت اسی جہاز سے سفر کرنا فرض تو تھا نہیں، اور نہ یہ کسی امام غیر معین ہی کی تقلید تھی، نہ کسی پیر کامل کی، یہ تو محض آپ اور آپ کے عقیدت مندوں کی لاپرواہی تھی،۔

"اگر ایک حنفی یا شافعی کو غوث اعظم کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا موقع میسر آئے تو کیا کرے گا؟

اس سوال کو پڑھ کر حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانے کا ایک واقعہ یاد آ گیا، حضرت عمر بن عبد العزیز کی مجلس میں ایک شخص اکثر بیٹھا کرتا تھا لیکن مجلسی گفتگو میں کوئی حصہ نہیں لیتا تھا، ایک دن آپ نے فرمایا تم کیوں نہیں کچھ بولتے؟ تو اس نے کہا کہ کل پوچھوں گا، کل مجلس میں اس نے اجازت طلب کی آپ نے اجازت مرحمت فرمادی، تو اس نے کہا کہ روزہ افطار کا وقت غروب آفتاب ہے لیکن اگر کسی دن سورج غروب نہ ہوا تو؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا نہ بولنا ہی بہتر تھا، بتایئے حضرت آپ کا سوال بالکل اسی طرح ہے یا نہیں؟

آدمی کو اگر تھوڑی عزت ملے تو اس پر صابر وشاکر ہونا چاہئے بلا وجہ سبب نزاع بننا عقلمندی نہیں، اور ہمت کر کے اپنی حقیقت سب پر ظاہر کر دینی چاہئے، آدھا ادھر آدھا ادھر دین داری نہیں تقیہ ہے، اعمال خواہ جیسے ہوں عقائد کی درستگی کے بغیر ان کی کوئی قدر نہیں، آپ کا معاملہ تو عجیب وغریب ہے کہ خدا اور رسول کے محبوبین بھی آپ کے محبوب ہیں اور اللہ ورسول کے گستاخوں سے بھی آپ کا قلبی لگاؤ ہے معلوم نہیں یہ کون سا تصوف ہے؟

دیکھنا یہ ہے کہ احناف پر اتنے شدید حملے کے بعد بھی جامعہ اشرفیہ کے علماء اور مفتی صاحبان کی آنکھ کھلتی ہے یا ابومیاں کی عقیدت میں اپنے امام کے مذہب کو قربان کر دیتے ہیں۔

مصباحی صاحب! یہ مسئلہ اعلیٰ حضرت اور بریلی سے صرف متعلق نہیں ہے، یہ تمام حنفیوں کا مسئلہ ہے اگر رواداری اتنی آگے بڑھ چکی ہے اور آپ لوگوں کی تحقیق کی قتل گاہ

میں اگر اماموں کے امام کے مذہب کی بھی خیریت نہیں ہے تو سنیوں کو غور کرنا پڑے گا کہ آپ اور آپ کے ہمنوا کس ڈگر پہ چل رہے ہیں یہ ایسا وقت ہے کہ تمام سنی حنفیوں کو اور بالخصوص اشرفیہ کے مفتی صاحبان کو اپنا موقف کھلے دل سے ظاہر کرنا چاہیۓ۔

صدر العلماء کی خموش مزاجی

ماہنامہ جام نور اگست ۲۰۰۶ء میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی کا ایک انٹرویو چھپا تھا جس میں مولانا ظفر ادیبی کا یہ اعتراض کہ علامہ فضل حق خیر آبادی نے مولوی اسمعیل دہلوی کی تکفیر کی تھی پھر اعلیٰ حضرت نے کف لسان کیوں فرمایا، ڈاکٹر شرر اور مولانا عبدالجبار صاحبان اس سوال کا جواب پوچھنے جامعہ اشرفیہ کے نہایت ذی علم عبقری صدر العلماء خیر الاذکیاء علامہ محمد احمد مصباحی صاحب کی خدمت میں پہونچے کہ یہ جان سکیں کہ جب اسمعیل دہلوی کو علامہ فضل حق خیر آبادی نے کافر کہا تو کیا سبب ہے کہ اعلیٰ حضرت نے تکفیر سے کف لسان کیا؟ یہ سوال اہلسنت کے لئے اہمیت کا حامل اور سنی دیوبندی اختلاف کی بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے مگر مصباحی صاحب کی اسے سادہ لوحی کہیۓ یا پھر وہ عقائد کے جھگڑوں میں پھنسنا نہیں چاہتے تھے، انہوں نے جواب دیا وہ حیرتناک تھا، نہ معلوم کتنے نوعمر مصباحی اپنے افکار ونظریات میں مشکوک ہو گئے ہوں گے۔ حضرت کا جواب تھا ''کہ وجہ سکوت کے بارے میں اعلیٰ حضرت کی کوئی تحریر میری نظر سے نہیں گزری''

مصباحی صاحب قبلہ کے اس جواب سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنے لوگوں کے عقائد متزلزل ہو گئے ہوں گے؟

یہ مسئلہ وضوو غسل کا نہیں تھا نہ ہی نکاح طلاق سے متعلق کہ اتنا مختصر جواب دیکر خموشی اختیار فرمالی جائے۔

اگر جواب نہیں معلوم تھا تو آپ کو اپنے بڑوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے تھا، دیگر اساتذہ سے تبادلہ خیال کرنا چاہئے تھا علامہ ازہری میاں اور محدث کبیر سے آپ اتفاق نہیں رکھتے، لیکن جس وقت یہ مسئلہ اٹھا تھا اہل اشرفیہ حب علی میں نہ سہی بغض معاویہ ہی میں بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان صاحب سے قربت اختیار کررہے تھے ان ہی سے رابطہ کرنا چاہئے تھا، ایسا نہیں ہوا کیوں؟ اس اعتقادی مسئلہ پر اتنی سرد مہری کا ثبوت کیوں دیا گیا؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کی اس بے توجہی کے سبب ڈاکٹر شرر مصباحی ، مولانا عبید اللہ خاں اعظمی ، مولانا ادریس بستوی، خوشتر نورانی مولانا یسین اختر مصباحی اور چُتّے مُنّے مصباحیوں پہ اس کا کتنا غلط اثر پڑا ہوگا؟

اتنی معمولی سی بات اتنے بڑے بڑے علم و تحقیق والوں کو نہیں معلوم تھی کہ اسمعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہو چکی تھی، کسی کلمہ گو کی تکفیر کے مسئلہ میں شہرت کا ذبہ کا بھی اعتبار ہے اس لئے اعلیٰ حضرت نے نامزد طور پر کف لسان کیا لیکن دہلوی کی عبارتوں کو کفریہ ہی بتایا، اعلیٰ حضرت نے جن پانچ لوگوں کی نام بنام تکفیر کی مکمل تحقیق کے بعد اس لئے کہ وہ اعلیٰ حضرت کے ہمعصر تھے یا پھر ان کی وہ حالت نہ تھی جو دہلوی کی تھی،

لیکن اگر کوئی دہلوی کی علامہ خیر آبادی کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے تکفیر کرتا ہے تو اس سے منع بھی نہیں کیا، دہلوی اعلیٰ حضرت سے پہلے واصل جہنم ہو چکا تھا اس لئے اس بات کا پتہ لگانا مشکل تھا کہ وہ اپنی کفریات سے تائب ہوا یا نہیں، ایسی صورت میں شک کا فائدہ اس کو پہنچا۔

مفتی اشرفیہ کی تحقیقات سے ملت میں
اختلاف ہی اختلاف ہوا

موجودہ مفتی اشرفیہ مولانا نظام الدین صاحب مصباحی اور مولانا مفتی بدر عالم مصباحی نے ٹی وی مووی دکھانے کو جائز فرمایا

یہ تحقیق امیر دعوت اسلامی مولانا الیاس قادری کی محبت میں ہوئی کہ ٹی وی جائز ہے ورنہ اسی مسئلہ کولیکر بیچارے کچھوچھہ کے سید، سید سے ڈفالی اور رافضی تبرائی بنائے گئے تھے، مجھے نہیں سمجھ میں آتا کہ جولوگ اب تک ٹی وی کے ناجائز و گناہ کا فتویٰ صادر فرماتے تھے وہ آج کیوں جائز اور ثواب وسنت کا فتویٰ دے رہے ہیں؟

کیا اس لئے کہ علامہ مدنی میاں نے اپنے فتویٰ کی تصدیق کرانے کے لئے کوئی دعوت نہیں کی تھی، نذرانہ نہیں پیش کیا تھا یا کسی اجنبی طاقت کا خوف دل میں بیٹھا ہوا تھا؟

یا پھر علامہ مدنی میاں کے چینل پر وہ سب کچھ آپ کو نہیں دکھ رہا تھا جو آج مولانا الیاس قادری کے چینل پر آپ ملاحظہ کر رہے ہیں؟

کوئی نئی وحی تو نہیں آئی؟ پھر حرام حلال کیسے ہوا؟ گناہ ثواب کیسے بنا؟

ٹی وی کے مسئلہ میں جب اختلاف ہوا تھا، بیچارے مولانا الیاس قادری نے اس وقت انگلی کٹا کر اپنا نام بھی شہیدوں میں لکھوانے کا کام کیا تھا، ان کا کتابچہ ''ٹی وی ویڈیو کی تباہ کاریاں'' امیر صاحب نے اپنی عادت کے مطابق اس کتابچہ کو بھی اپنے خوابوں سے محروم نہ رکھا تھا، جیسے انہیں خبر ملی کہ کچھوچھہ اور بریلی میں اختلاف ہو گیا ہے اور بریلی کا پلڑا بھاری ہے، بس کیا تھا قادری صاحب نے دنادن کئی خواب ٹی وی کے خلاف دیکھ لئے، انہوں نے اکیلے سارے خواب نہیں دیکھے بلکہ کئی لوگوں نے الگ الگ دیکھا تا کہ ان

خوابوں کو شرعی شہادت کا درجہ حاصل ہو جائے،

چند ہی سال گزرے کہ سارے خواب الٹے نظر آنے لگے، ہوا یہ کہ جیسے یہ خبر ملی کہ اشرفیہ بریلی کی ٹانگ کھینچنے کے لئے تیار ہے، بس کیا تھا فوراً ہی امیر صاحب موصوف اور ان کے حامیوں نے ٹی وی کی اسکرین پر جنت کی بشارت خواب میں دیکھنا شروع کر دیا، اس سب کے بیچ ایک پہلو بڑا افسوسناک ہے وہ یہ کہ دعوت اسلامی کے خیر خواہوں نے جتنے خواب دیکھے وہ سب امیر کے حق میں یا کبھی اجتماع پاک میں شرکت کرنے والوں کے حق میں یا کبھی ٹی وی کی مذمت میں یا پھر کبھی اس کے رحمت ہونے کے بارے میں لیکن اب تک انہوں نے ایک بھی خواب ان مفتیوں کے بارے میں نہیں دیکھا یا دیکھا تو کسی مصلحت کے تحت بیان نہیں کیا جنہوں نے حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیر ان کی محبت میں شریعت کا قتل عام کیا، کم از کم مفتی عبدالحلیم صاحب ناگپوری ، مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا عبدالمبین نعمانی، مفتی نظام الدین مصباحی کے حق میں تو ایک ایک خواب دیکھنا ہی چاہئے تھا۔

ماضی میں نہ سہی اب دیکھ لیں۔

نوٹ: شارح بخاری ٹی وی کے حامی نہیں تھے، امیر موصوف کے حامی تھے، لیکن اس وقت امیر موصوف اور ان کی تحریک کا معاملہ کچھ اور تھا، موجودہ صورت حال اگر ان کے زمانے میں پیش آیا ہوتا تو حمایت کے بجائے اس کے بائیکاٹ کا اعلان کرتے، اس لیے کہ وہ زندگی بھر مسلک اعلی حضرت کی جنگ لڑتے رہے۔

تحریک دعوت اسلامی کا خفیہ کارنامہ

تحریک دعوت اسلامی نے کافی پہلے خفیہ طور پر اس بات کی پوری کوشش کی تھی کہ علمائے

اہلسنت ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد کے خلاف فتویٰ صادر کریں، اس کے لئے کراچی میں بار بار حضرت علامہ شاہ تراب الحق کو کھرچنے کی کوشش کی گئی لیکن انہوں نے اس مسئلہ میں کوئی دلچسپی نہیں دکھائی تو مثبت فکر وعمل کے مبلغوں نے ہندوستان کا سفر کیا پروفیسر مسعود احمد کے خلاف علامہ ازہری میاں، مفتی شریف الحق امجدی، علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی، مفتی جلال الدین احمد امجدی سے رابطہ کیا، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ان مفتیان کرام پر اور فضل ہوا پروفیسر موصوف پر ورنہ میٹھے میٹھے پیارے مبلغوں نے پروفیسر صاحب کے کفر کا فیصلہ تو کر ہی لیا تھا،

پروفیسر صاحب کے خلاف دعوت اسلامی نے جس شخص کو فتویٰ حاصل کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی ان کا نام مولانا اسلم رضا عطاری ہے کراچی کے رہنے والے ہیں کچھ دن بغداد شریف پھر سریا میں رہے آج کل دبئی میں ہیں۔

بات ہو رہی تھی سراج الفقہاء کی تحقیقات نادرہ کی سراج الفقہاء کو لوگوں نے اس وقت سے پہچاننا شروع کر دیا جب آپ نے اپنے پیر ومرشد سرکار مفتی اعظم کے فتویٰ کے خلاف مائک پر نماز کے جواز کا فتویٰ دیا اس وقت بھی بڑا ہنگامہ رہا، لوگوں نے جان لیا کہ کوئی مفتی صاحب ہیں اشرفیہ میں جنہوں نے یہ تحقیق فرمائی ہے،

اس وقت اشرفیہ کے صدر مفتی علامہ محمد شریف الحق امجدی نے اپنی اور ادارہ کی برأت کا اعلان کر کے غبارۂ تحقیق کی ہوا نکال دی تھی، اب تو وہ نہیں رہے، کون برأت ظاہر کرے، عوام سے زیادہ مفتیوں کو آسانی چاہئے ادھر جلد ہی ایک تازہ ترین تحقیق آئی ہے کہ چلتی ٹرین میں فرض نمازیں ہو جائیں گی لوٹانے کی ضرورت نہیں،

انتظار کیجئے مفتی اشرفیہ یا ان کے نائبین کب یہ تحقیق فرماتے ہیں کہ دوڑتے ہوئے کھاتے ہوئے پانی پیتے فٹ بال کھیلتے بالنگ کرتے ہوئے بھی نماز ہو جائے گی، وہ دن دور

نہیں جب کہ کوئی حرام وناجائز نہیں بچے گا سب حلال اور جائز اور ثواب ہی ثواب ہوں گے۔

ظاہر ہے اللہ دین میں آسانیاں چاہتا ہے اور عوام کو بھی آسانیاں مطلوب ہیں باتیں بہت ہیں اگر لکھی جائیں تو یہ سلسلہ دراز ہو جائے گا اور پڑھنے والوں کو دشواری گزرے گی اس لئے بس ایک اقتباس روزنامہ راشٹریہ سہارا کے سابق گروپ ایڈیٹر مسٹر عزیز برنی کے اداریہ کا وہ حصہ جو جامعہ اشرفیہ کے نہایت وفادار اور سربراہ جامعہ کے اقرب القریب، مولانا یسین اختر اور مولانا ادریس بستوی کے ہم خیال وہم مزاج خطیب الہند مولانا عبیداللہ خاں اعظمی کے تعلق سے ہے قارئین اسے ضرور پڑھیں۔

''زی ٹیلی ویژن پر دکھائے جانے والے ایک سیریل کا نام ہے'' قرول باغ 24/48''اس سیریل کا مرکزی کردار ایک 28 سالہ کنواری لڑکی ہے، جس کی شادی نہیں ہو پارہی تھی۔ حتیٰ کہ شادیاں کرانے والی خاتون بھی یہ اقرار کرتی ہے کہ اس لڑکی کے لئے رشتہ تلاش کرنے میں اسے ناکامی ہوئی اور اگر یہ موجودہ رشتہ بھی نہیں ملتا تو وہ کنواری ہی رہ جاتی۔ لڑکی اگر بہت خوبصورت نہیں تو بدصورت تو قطعاً نہیں ہے۔ گورا رنگ اچھے ناک نقش ہیں قد بھی ٹھیک ٹھاک ہے، تعلیم یافتہ ہے، متوسط گھرانے کی ہے، کسی طرح کی کوئی کمی نہیں، نہ لولی لنگڑی ہے اور نہ گونگی بہری،۔۔۔ پھر بھی مناسب رشتہ نہیں ملا اور اب جس لڑکے سے رشتہ طے ہوتا ہے اس میں تمام طرح کی خرابیاں موجود ہیں۔ لڑکا آوارہ، بدچلن، اوباش طبیعت کا وہ شراب پیتا ہے، لڑکیاں چھیڑنے کے جرم میں حوالات کی سیر کر چکا ہے۔ لڑکی کے بھائی کو بگاڑنے کی غرض سے اسے بھی شراب پلاتا ہے۔ دو خاندانوں کے درمیان نفرت کی وجہ بنتا ہے، مگر یہ تمام خرابیاں بھی اس لڑکی کو قبول ہیں، اس لئے کہ وہ اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کی شادی میں رکاوٹ بننا نہیں چاہتی اور تاعمر بن بیاہی رہ جانے کا داغ بھی دامن پر لینا نہیں چاہتی، لہذا نہ صرف وہ اس رشتہ کو قبول کر لیتی ہے بلکہ اس کی

مخالفت میں اٹھنے والی ہر آواز کو دباتی بھی ہے۔

کیا سیاسی اعتبار سے مولانا عبید اللہ خاں اعظمی صاحب بھی ایسی ہی کسی ذہنی کشمکش کا شکار ہو گئے تھے۔ اگر نہیں تو مجھے معاف فرمائیں مولانا اعظمی صاحب میں کچھ کہنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ آپ کی اور اپنی قوم کے سامنے کچھ تلخ حقائق پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے آپ کی وجوہات کچھ مختلف ہوں، مگر سیاست میں مسلمانوں کے پاس متبادل ہیں ہی کہاں؟ قومی سطح کی ایک پارٹی کانگریس اور چند ریاستوں میں کچھ علاقائی پارٹیاں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی میں وہ جا نہیں سکتے اور جو پارٹیاں بھارتیہ جنتا پارٹی کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتی ہیں، ان کی طرف رخ کرنا بھی جوکھم بھرا لگتا ہے۔ یہ سیاسی سچائی سبھی پر عیاں ہے لہذا کانگریس یا باقی بچی دو چار سیکولر کہلانے والی پارٹیاں مسلم سیاستدانوں کو اپنے ساتھ جوڑتی ہیں تو ان پر احسان کرتی ہیں، ان کا احسان نہیں مانتیں، مجھے یاد ہے پروفیسر سیف الدین سوز صاحب کا وہ جملہ جو انہوں نے 1999 میں اپنے ایک ووٹ کے ذریعہ بھارتیہ جنتا پارٹی کی مرکزی سرکار کو گرانے کا تاریخ ساز کارنامہ انجام دینے کے بعد کہا تھا "عزیز بھائی یہ اصولوں کی بات کتابوں میں بند رہنے دیجئے، جب آپ پر گزرے گی تو جانیں گے کہ کوئی آپ کی قربانی کو پوچھتا ہی نہیں، میں مرکزی وزیر تھا، میرے ایک ووٹ سے فرقہ پرست سرکار گری، آج کئی مہینے گزر گئے، کس نے زحمت گوارا کی کہ جانے کس حال میں ہوں؟ یہ ان کا تجربہ بول رہا تھا۔

نوٹ: یہ اقتباس اس اداریہ کا حصہ ہے جسے عزیز برنی نے اعظمی صاحب کے سماج وادی پارٹی میں شمولیت کے موقع پر لکھا تھا، اداریہ میں تاثر پیش کیا گیا تھا کہ اعظمی صاحب اپنے ذاتی مفاد کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں اور کسی حد تک بھی جا سکتے ہیں۔

حضرت علامہ یسین اختر مصباحی صاحب سے گزارش ہے کہ اگر واقعی انصاف اور

دیانتداری ہے تو کبھی آپ خطیب الہند اعظمی صاحب، مولانا ادریس بستوی صاحب خوشتر نورانی صاحب مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب مفتی بدر عالم صاحب مولانا عبدالحق صاحب جیسے آزاد خیال اور فتنوں کی تخم ریزی کرنے والے، بزرگ علماء کی شان میں کھلم کھلا بدتمیزی کا مظاہرہ کرنے والے، اخلاق وکردار کے گھناونے لوگوں کے بارے میں بھی کوئی عرفان لکھئے،

گناہوں پہ جرأت، گنہگاروں کی حمایت، بدمذہبوں سے میل جول نہ یہ مذہب ومسلک کا عرفان ہے نہ کار ثواب،

آپ نے جن چند جزوی اور اضطراری واقعات کو مذہب ومسلک اور سواد اعظم کا طریقہ سمجھا ہے تو پھر سارے ہی بزرگ آپ کے بقول تحمق پسند متشدد غالی اور قلت علم ومطالعہ کے شکار تھے۔

چھپا رکھا تھا جس کو مدتوں سے دل میں اے انور
ہزار افسوس وہ شرح وبیاں تک بات جا پہونچی

مولانا یسین اختر صاحب کا شکوہ

"چھ سات سال پہلے کی بات ہے کہ نامعلوم اسباب کے تحت حضرت مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی وحضرت مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی وحضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی وحضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی پورنوی، اور راقم سطور یسین اختر مصباحی کے نام فہرست شرکاء ومدعوین سے بیک جنبش قلم اجتماعی طور پر خارج کردئے گئے۔
مجھے اپنے بارے میں اس اعتراف واظہار واعلان میں کوئی تکلف نہیں کہ فقہ وافتاء میں درک وکمال تو دور کی بات ہے، اوسط بلکہ ادنیٰ درجہ کا بھی علم اور صلاحیت میرے پاس نہیں

ہے۔اس لئے جو ہوا بہتر ہوا۔البتہ دیگر حضرات کا کیا جرم وقصور تھا؟ کیا وہ شرکاء ومدعوین سیمنار کی فہرست کے آخر میں بھی جگہ پانے کے اہل نہیں؟

یہ معمّا ہے نہ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

(عرفان مذہب ومسلک ص ۳۴)

اس کتابچہ عرفان مذہب ومسلک کے مصنف کا اگر یہ کہوں کہ قوت حافظہ نہایت درجہ کمزور ہو گیا ہے اور ان کی زبان وقلم کا کوئی اعتبار نہیں رہ گیا ہے تو ان کے جیسے بہت سارے مصباحی چراغ پا ہوں گے اور کتابچہ نویس بزرگ کی شان میں توہین تصور کریں گے۔ جہاں تک میرا ذہن کام کر رہا ہے سچ پوچھئے تو درحقیقت جناب مصنف کو مرکز اہلسنت بریلی شریف سے اس قدر عداوت اور حسد پیدا ہوگئی ہے کہ بریلی شریف کی جب کوئی بات آتی ہے تو حضرت اپنا بیان کیا قاعدہ اور قانون خود ہی بھول جاتے ہیں اگر نسیان کا اس قدر غلبہ ہے تو کچھ لکھنے کے بعد بالاستیعاب کسی طالب علم سے پڑھوالینا چاہئے ورنہ ہر صفحہ دوسرے کی ضد بن جائے گا۔

اوپر ذکر کردہ اقتباس کا حاصل یہ ہے کہ بریلی شریف شرعی کونسل کی جانب سے منعقد ہونے والے فقہی سیمنار میں مذکورہ لوگوں کو کیوں نہیں مدعو کیا جاتا ہے؟

اس سوال کا معترض کے ہی انداز میں جواب پڑھنے کے لئے تیار ہو جائیں۔۔۔لیکن اس سے پہلے یہ پیش نظر رہے کہ علامہ یسین اختر مصباحی ندوی نے اس اعتراض سے پہلے آٹھ سطر میں شرعی کونسل بریلی شریف کا تعارف اس طور پر پیش کیا ہے کہ یہ شرعی کونسل حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں صاحب کی سرپرستی میں فقہی سیمنار کراتی ہے، جس میں حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی صاحب قادری اور دیگر علماء شرکت فرماتے ہیں ،مصباحی صاحب نے اپنے دعائیہ جملوں کے ساتھ آٹھ سطر میں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی

شریف کا تعارف کرایا ہے، اور متصلاً آٹھ ہی سطر میں مذکورہ لوگوں کے مدعو نہ کئے جانے کا شکوہ بھی فرماڈالا ہے، بریلی شریف شرعی کونسل کے تعارف سے پہلے سترہ سطروں میں مجلس شرعی مبارک پور کے قیام اور فقہی سیمنار کے تقدم اور شرف کو تحریر فرمایا ہے اور اس کی تشریح میں زور قلم صرف فرمایا ہے۔

سطور بالا کو ذہن میں رکھیں اور اگر مولانا کا کتابچہ سامنے ہو تو صفحہ ۳۳ اور ۳۴ کو ایک بار بغور پڑھ لیں حضرت کا اعتراض اور شکوہ مرکز اہلسنت بریلی شریف اور فقیہ اسلام مقتدائے انام جانشین حضور مفتی اعظم علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب قبلہ سے ہے۔

یہ بات شاید ہی کسی سے مخفی ہو کہ موجودہ ارباب اشرفیہ کو آج کل حضور ازہری میاں صاحب سے کس قدر عداوت اور خلش ہے، اشرفیہ کے بعض ذمہ دار اور بعض بغیر کسی ذمہ داری کے ذمہ دار کوئی بھی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے جس سے کہ حضور ازہری میاں اور متصلب علماء کی توہین وتنقیص ہوتی ہو، خود حضرت مصنف کو ان حضرات سے شدید قلبی انقباض ہے، سردست مصباحی صاحب کا وہ فارمولہ جسے انہوں نے اپنے کتابچہ کے صفحہ ۱۸؍ اور ۱۹؍ پر تحریر فرمایا ہے ملاحظہ کریں ''حیرت ہے کہ بعض ذمہ دار سمجھے جانے والے افراد بھی کسی سنی فرد یا تنظیم یا ادارہ کے تعلق سے کوئی شرعی بہتان سن کر اس پر یقین کر بیٹھتے ہیں اور کسی تحقیق کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے، نہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ بیان کرنے والا شخص کون اور کیسا ہے؟ نہ ہی اس پر نگاہ رکھتے ہیں کہ جس سے متعلق یہ بات کہی جارہی ہے وہ کون اور کس معیار کا ہے؟ نہ اس پر غور کرتے ہیں کہ اس کے مزاج ومعیار سے کتنی فروتر یہ بات ہے جس کا صدور اس سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ نہ اس مسئلہ کی طرف توجہ ہی دیتے ہیں کہ کسی سنی کی طرف تحقیق، وثبوت کے بغیر نسبت کفر وضلال کرنا بلکہ نسبت گناہ کبیرہ بھی سخت گناہ اور ناجائز وحرام ہے۔

جب کہ آج کل کہیں سے بھی کوئی رابطہ کر کے کسی معاملے اور واقعہ کی تحقیق وتفتیش نہایت آسان کام ہے، تقریباً ہر شخص کے پاس موبائل موجود ہے۔اس سے منٹوں منٹ میں گفتگو کی جا سکتی ہے قاعدہ اور ضابطہ یہی ہے کہ صاحب معاملہ سے براہ راست تحقیق کر کے اس سے متعلق کوئی رائے قائم کی جانی چاہئے ،اس کے برخلاف اگر کسی کا عمل ہے تو وہ اپنے اس طرز عمل سے خود اپنی شخصیت ووقار کو مجروح کر رہا ہے اور اپنے وقار واعتماد کو خاک میں ملا رہا ہے۔ بلکہ کتاب وسنت کے حکم وارشاد کو اپنے عمل کے ذریعہ صراحۃً مسترد کر رہا ہے'' (عرفان مذہب ومسلک صفحہ ۱۹/۱۸)

مذکورہ سطور میں جن حضرات کو مصباحی صاحب نے نشانہ بنایا ہے کوشش کر کے ان کے خلاف آیتیں اور حدیثیں بھی ڈھونڈ نکالی ہیں تا کہ عام قاری جلد سے جلد ان کے دھوکے اور فریب میں آجائیں۔

جو علماء اور طلبہ اشرفیہ اور مولانا یسین اختر صاحب کے حالات سے واقف ہیں وہ سمجھ گئے ہوں گے کہ مذکورہ سطور میں مصباحی صاحب نے کن کن لوگوں پر نشانہ سادھا ہے، جب سے مصباحی صاحب علی الاعلان دیوبندیوں کے ساتھ جلسے جلوسوں اور میٹنگوں میں شرکت کرنے لگے ہیں تب سے ان کے دل میں اپنے علماء اور فقہاء کی محبت کی جگہ عداوت اور نفرت بھر گئی ہے ہاں ان علماء اور فقہاء کی حد درجہ وہ عزت کرتے ہیں جو عقائد واعمال میں پلپلے اور مذبذب ہیں اور من چاہا فتویٰ صادر کرتے ہیں، مصباحی صاحب نے بریلی شریف ،اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم کے حوالے سے کئی کتابچے کئی مضامین ،ادارئے اور کتابیں لکھ چکے ہیں، لیکن ادھر چند سالوں سے خصوصاً جب سے حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری اشرفیہ مبارکپور سے الگ ہوئے ہیں تب سے مصباحی صاحب بریلی کا نام تو لیتے ہیں لیکن دل کا حال اللہ ہی جانتا ہے کہ کس جبر واکراہ

کے عالم میں ان کی زبان وقلم پر بریلی اور بریلی والوں کا نام آتا ہے بلکہ روافض کی طرح کوئی موقع تبرا سے خالی نہیں جانے دیتے، محدث کبیر مدظلہ العالی اپنے والد گرامی حضور صدر الشریعہ کی طرح ہمیشہ بریلی شریف کے وفادار اور مسلک اعلیٰ حضرت کے علمبردار رہے، اس لئے حضور تاج الشریعہ آپ کی قدر ومنزلت فرماتے ہیں اور اہل بریلی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلکہ پوری دنیا میں جہاں جہاں وفاداران مسلک اعلیٰ حضرت ہیں وہ حضور تاج الشریعہ کے بعد آپ کی عزت کرتے ہیں اور آپ کو اعتماد کی نظر سے دیکھتے ہیں آپ کی یہ قدر ومنزلت من جانب اللہ ہے اور خدمت دین متین کا ثمرہ نہ کہ کسی قسم کی کوئی پالیسی۔ مصباحی صاحب جیسے لوگوں کو یہ بات بہت ہی ناگوار گزرتی ہے کہ اشرفیہ سے الگ ہونے کے بعد بھی محدث کبیر کی اہمیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی اس کا سبب سبھی جانتے ہیں کہ محدث کبیر کی عظمت کا سبب اشرفیہ کا پرنسپل ہونا نہیں تھا، بلکہ مذہب ومسلک کا سچا خادم ہونا اور مسلک رضا کا ترجمان ہونا ہے، اس سے پہلے اہل اشرفیہ چونکہ اپنے مخدومین اور اساتذہ علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی صاحب، قاضی محمد شفیع صاحب، قاری محمد یحیٰ صاحب، مولانا عبداللہ خاں عزیزی صاحب علیہم الرحمہ کو اشرفیہ چھوڑنے پر سزا دے چکے تھے، ان کے پاس جتنی ترکیبیں تھیں مذکورہ اساتذہ اور علماء کو نیچا دکھانے کے لئے وہ کر چکے تھے اس میں کسی حد تک وہ کامیاب بھی ہوئے، وہی حربے محدث کبیر کے ساتھ بھی استعمال کرنا چاہتے تھے لیکن اس میں انہیں سخت ہزیمت اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا، اب ان کے سامنے محدث کبیر کو نیچا دکھانے کا ایک راستہ بچا تھا وہ یہ کہ تاج الشریعہ اور ان کے درمیان کسی طرح دوری پیدا ہو جائے اور یہ نہیں ہو سکا، بوکھلاہٹ میں انہوں نے اپنے وجود کا سب سے بڑا اور بدترین فیصلہ کر ڈالا کہ دوست کا دوست دوست اور دشمن کا دشمن دوست، لہذا اب ہر وہ بات کہنی ہے جس میں بریلی کی عظمت گھٹے، اس پس منظر کو سامنے رکھیں

اور پھر علامہ یسین اختر مصباحی صاحب کا غیر ذمہ دارانہ اعتراض اور ضابطہ پڑھیں۔

جانکار خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولانا کے تیر کے نشانے پر کون لوگ ہیں لیکن وہ یہ بھول گئے کہ فکر ونظر کی جس جھوپڑ پٹی میں بیٹھ کر وہ نشانہ لگا رہے ہیں وہ ہمارے ہدف سے باہر نہیں ہے۔

انداز تحریر بتا رہا ہے کہ مصباحی صاحب کو یہ تو معلوم ہے کہ وہ کون سے لوگ ہیں جو ذمہ دار تو نہیں ہیں لیکن لوگوں کی نظر میں ذمہ دار سمجھتے جاتے ہیں جنہوں نے کفر وضلال یا کبیرہ کی نسبت بغیر ثبوت کے کسی مسلمان کی طرف کی ہے اس کی وضاحت کرنے میں کون سی چیز مانع تھی اور اگر نام لینے سے ڈرتے ہیں تو پھر اس طرح کی فضول باتوں کو لکھنے سے فائدہ کیا ہے؟

آپ کا تیور بتا رہا ہے کہ آپ ان لوگوں سے واقف ہیں تو پھر آپ نے کیوں نہیں ان سے فون پر رابطہ کیا کہ آپ نے فلاں کو کافر فلاں کو ضال فلاں کو مرتکب کبیرہ اور فلاں کو صلح کلی کیوں کہا یا کیوں لکھا؟ ایک فرضی پوسٹر کی بنیاد پر بانی جامعہ اشرفیہ کے چہیتے شاگرد و استاذ زادہ کے خلاف منھ بھر بھر کر گالیاں عرس حافظ ملت کے اسٹیج سے ایک رذیل فطرت خطیب کے ذریعہ دلوائی گئیں، آخر کیوں نہیں صاحب معاملہ سے پہلے رابطہ کیا گیا؟ ایک گیت گانے والے نے جماعت کے مقتدر عالم کے خلاف الزام تراشی کی کہ انہوں نے مولانا عبدالحفیظ صاحب کی سربراہی کی مخالفت کی، اس بے سروپا بیان کو چھاپنے سے پہلے کیوں نہیں تحقیق کی گئی، ضابطہ بیان کرنے والے اس موقع پر کیا کوما میں تھے؟

کیوں حضرت صفحہ ۱۹؍ والا ضابطہ ذہن سے محو ہو گیا شرعی کونسل میں نہ مدعو کئے جانے کا شکوہ چھاپنے سے پہلے کیوں نہیں آپ نے حضور تاج الشریعہ یا مولانا عسجد رضا خاں صاحب سے دریافت کیا کہ ہم جیسے ضروری لوگوں کا نام مدعوبین کی فہرست سے یکلخت

کیوں نکال دیا گیا، حضرت ضابطہ صرف دوسروں کے لئے نہ بیان کریں، زندگی میں کبھی تو کوئی کام ضابطہ والا کر ڈالیں، اب تک تو بزرگوں کے ضابطے توڑتے رہے اب اپنا ہی ضابطہ توڑ ڈالے، خیر جانے دیجئے

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اب ملاحظہ فرمائیں بیشک آپ نے اپنے بارے میں صحیح لکھا ہے کہ آپ کا فقہ سے کوئی واسطہ نہیں لہذا فقہی سیمنار میں آپ کی کوئی ضرورت نہیں، بریلی کے فقہی سیمنار میں انہیں حضرات کو مدعو کیا جاتا ہے جن کا تعلق افتاء اور اس کے اصول سے ہے، رہا سوال مفتی محمد نظام الدین مصباحی صاحب کو نہ مدعو کرنے کا تو چونکہ شرعی کونسل میں تحقیق مسائل کا مطلب بزرگوں سے اختلاف کرنا نہیں بلکہ بزرگوں کے اقوال اور فتاویٰ کی روشنی میں احکام اخذ کرنا ہے چونکہ مفتی نظام الدین مصباحی صاحب کا مسئلہ سب پر واضح ہے کہ ان کی تحقیق مسلسل اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کی تحقیقات اور فتووں کے خلاف چل رہی ہے تو ایسے شخص کو مدعو کر کے سیمنار کو متنازعہ بنانے سے کیا فائدہ؟ رہ گئے خیر الاذکیاء صاحب تو ان کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ کیوں انہیں نہیں مدعو کیا جاتا، میرا ناقص خیال ہے کہ شاید اشرفیہ کی تاریخ میں سب سے زیادہ مشغول پرنسپل خیال کر کے لوگوں نے چھوڑ دیا ہو، اس لئے کہ شدہ شدہ یہ خبر ملتی رہتی آہے کہ حضرت مستقل مشغول رہتے ہیں ظاہر ہے کہ اتنے کام کے آدمی کو زحمت دینا بھی اچھا نہیں ہے، رہ گیا خواجہ مظفر حسین صاحب اور مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کا مسئلہ تو ان سے مصباحی صاحب کو کب اتنی ہمدردی ہوگئی، اور اگر ان کی آپ کے نزدیک اتنی اہمیت ہے تو بریلی کے فقہی سیمنار ہی کی کیا بات ہے، سیمنار تو دو تین یا چار روز کا ہوتا ہے وہ بھی سال میں ایک بار اس سے بہتر میں رائے آپ کو دے رہا ہوں کہ آپ چونکہ اس وقت اشرفیہ کے خاص الخاص ہیں، میری جانکاری کے مطابق مجلس

شوریٰ کے ممبر بھی ہیں تو کیوں نہیں ایسا کرتے کہ امام علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی اور علامہ مفتی مطیع الرحمٰن رضوی جیسے قابل مختلف علوم وفنون میں یکتا و بے مثال شخصیتوں کو جامعہ اشرفیہ میں تدریس کے لئے مدعو کرتے، ظاہر ہے اس معیار کا اشرفیہ میں کوئی استاذ بھی نہیں ہے، بہتر تو یہ ہوتا کہ جامعہ اشرفیہ اہلسنت کا اس وقت سب سے بڑا ادارہ ہے لہذا یہاں ہر فن کے نہایت قابل اساتذہ ہی کو ہونا چاہئے اس لئے ان دونوں حضرات کے ساتھ ساتھ علامہ مختار الحسن قادری فاضل بغداد، ڈاکٹر انوار احمد بغدادی، مولانا اسید الحق بدایونی فاضل جامعہ ازہر جیسے قابل ازہریوں کو بھی مدعو کیا جاتا، عربی یونیورسٹی میں عربی کے جانکار اچھے لکھنے بولنے اور سمجھنے والوں کو ہونا چاہئے، اور پھر مولانا اسید الحق تو آپ سب لوگوں کی پسند بھی ہیں، یہ مشورہ تو قابل غور بھی نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ ان میں سے کوئی بھی نہ تو مصباحی ہے اور نہ متعلق قرابت دار، اور جامعہ اشرفیہ کے لئے یہ تین شرطیں بڑی اہم ہیں، کہ مصباحی ہو ساتھ ہی چاپلوس بھی ہو اور قرابت رکھتا ہو،

ہاں حضرت! یہ تو آپ نے ذکر ہی نہیں کیا کہ آپ کے مجلس شرعی مبارکپور جس کے فضائل کا بیان کرنا آپ کے نزدیک تلاوت سے کم درجہ نہیں رکھتا، حالانکہ عام علماء کے نزدیک مجلس شرعی کا کام حرام کو حلال اور ناجائز کو کار ثواب بتانے سے زیادہ نہیں رہ گیا ہے، اس مجلس شرعی والوں نے اپنے سابق شیخ الحدیث پرنسپل اور مربی ومحسن محدث کبیر کو دعوت دینا کیوں بند کردیا، مفتی اختر حسین قادری، مفتی ابوالحسن کو کس جرم کی بناء پر مدعو نہیں کیا جاتا، مارے شرم کے آپ جواب نہیں دے پائیں گے۔

اشرفیہ کے نظام کی بنیادی گڑبڑی

اشرفیہ کے ضابطہ کے مطابق کوئی غیر مصباحی اشرفیہ میں مدرسی کا حقدار نہیں، عجیب

وغریب قانون ہے، کہ کسی بھی سنی ادارہ کا فارغ التحصیل اشرفیہ کا مدرس نہیں بن سکتا، خواہ وہ جامعہ بغداد یا شام یا سوڈان یا اور کہیں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے آجائے، جب تک کہ متملق مصباحیت کی ڈگری نہیں حاصل کر لے وہ قابل قبول نہیں لیکن ہائے رے ستم ظریفی کہ ندوہ کا پڑھا ہوا آئے تو وہ لائق مانا جائے گا، علیمی نالائق، جامعی نالائق، براونی نالائق، شمسی، نعیمی، منظری، ازہری، بغدادی کوئی لائق نہیں لیکن اگر ندوی ہے تو وہ لائق ہی لائق ہے، **مولانا یسین اختر ندوی، مولانا افتخار ندوی، مولانا مقبول ندوی، اور موجودہ وقت میں مولانا نفیس ندوی یہ چار چار ندوی اشرفیہ کے استاذ ہوئے**، فیض الرسول، علیمیہ، رونا ہی ، شمس العلوم، تدریس الاسلام کے فارغین کو مدرس بنانے میں وقار مجروح ہو رہا تھا لیکن بدمذہبوں کے یہاں جا کر پوری جماعت کی عزت گروی رکھ دی۔ اگر اشرفیہ کی طرح باقی سنیوں نے بھی فیصلہ کر لیا کہ ہم بھی کسی مصباحی کو اپنے یہاں مدرس یا امام نہیں بنائیں گے تو بتائیے کہ یہ مصباحی کیا کریں گے کیا سب ساڑیاں بنیں گے؟ یا قیمے کی لذیذ پوریاں اور پکوڑیاں چھانیں گے؟

عام مدارس اور خانقاہوں کا احسان ہے فارغین اشرفیہ پر کہ وہ آپ کے فارغین کو روزی روٹی مہیا کراتے ہیں لیکن یہی حال رہا تو لوگ مجبور ہوں گے کہ جس طرح اہل اشرفیہ غیر مصباحی کو نہیں رکھتے وہ بھی کسی مصباحی کو نہ رکھیں اگر اشرفیہ کے فارمولے پر عمل کرتے ہوئے ہر ادارے نے ندویوں کو مدرس بنانا شروع کر دیا تو بتائیے کہ سنیت کا کیا ہوگا؟

یہ کہیں ندوہ کا اثر تو نہیں کہ اشرفیہ اپنے بزرگوں کے کردار و عمل سے دور ہوتا جا رہا ہے، خدایا رحم فرما، گول مول باتیں، وہابیوں دیوبندیوں اور دیگر بدمذہبوں کے لئے نرمی کا جذبہ نہ تو سواد اعظم کا طریقہ ہے نہ علمائے اہل سنت کا، بلکہ یہ تو خالص ندوی ذہنیت کی کارفرمائی ہو سکتی ہے۔ **افسوس ہے آپ سنی اداروں، سنی خانقاہوں، سنی صحیح العقیدہ علماء فقہاء**

کے ساتھ علاقائیت کی بنیاد پر، مشرب کی بنیاد پر، قربت وعدم قربت کی بنیاد پر تعصب برتتے ہیں لیکن فرقوں اور مختلف العقائد گروہوں کے بارے میں سیکولر بن جاتے ہیں، آخر کیوں؟

جامعہ اشرفیہ کا فارغ التحصیل سنیت کے بجائے علاقائی اور مصباحی وغیر مصباحی کے تعصب اور تفاخر کا شکار ہو جاتا ہے یہ کیسی تعلیم ہے، کبھی بھی نہ حضور حافظ ملت کا یہ مقصد رہا نہ ہمارے اور بزرگوں کا، ماہنامہ غوث العالم کچھوچھہ شریف کے مدیر فضیل اشرفی نے اپنے یہاں کا ایک واقعہ بتایا کہ ان کے علاقہ کے کسی مولانا کا بیٹا اشرفیہ سے فارغ ہو کر آیا تو وہ اپنے ابا ہی کو کچھ نہیں گردانتا تھا، خود اس نے مولانا فضیل اشرفی صاحب سے کہا کہ اشرفیہ کی تربیت اور تعلیم کا کیا کہنا میرا بیٹا مجھ ہی پر تفاخر ظاہر کرتا ہے،

مشائخ کچھوچھہ کی تذلیل کس نے کی؟

ابھی کچھ ہی سالوں پہلے کی بات ہے بعض علماء اور قلمکاروں نے بزرگان کچھوچھہ مقدسہ کی عظمت کو خاک میں ملانے کی بھرپور کوششیں کیں، یہ وہی بزرگان کچھوچھہ ہیں جن کی نسبت تارک السلطنت، اشرف زمانہ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اس خاندان عالیشان کی نہایت روشن تاریخ رہی ہے، تقریباً چھ سو سالوں سے یہ خانوادہ علم ومعرفت کے فیضان سے دنیائے انسانیت کو سیراب کرتا چلا آرہا ہے، اس خانوادہ میں بڑے بڑے اہل علم ومعرفت جنم لئے اور اپنے علمی اور روحانی فیوض وبرکات سے تاریک دلوں کو جگمگاتے رہے، اسی خانوادۂ ذیشان سے مخدوم المشائخ حضرت سید اشرفی میاں، حضرت علامہ سید احمد اشرف میاں، حضور محدث اعظم جیسی ناقابل تسخیر شخصیتیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں مسلک ومذہب کے لئے ان کی بے پناہ قربانیاں ان کا ایثار، مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لئے ان کا قائدانہ کردار کیا کسی سے مخفی

ہے؟ یہ وہ مخدومین ہیں جن کی ہمارے اسلاف اور حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قدمبوسی فرماتے، اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم، حافظ ملت، سید العلماء، صدر الشریعہ، ملک العلماء، علامہ ظفر الدین بہاری، علامہ سید سلیمان اشرف بہاری، جیسے بزرگوں نے جن کو سید لکھا سید کہا لیکن کیا خوب تحقیق فرمائی محققین نے کہ جن کو بزرگوں نے سید کہا انہیں ڈفالی اور تیلی کی اولاد کہا گیا، بریلی، مرکز، اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کا نام لیکر جن لوگوں نے بزرگوں کی توہین کی، سادات کے آبرو کو نیلام کیا، اس وقت بھی کتابچے چھپتے تھے اور خفیہ طور پر تقسیم ہوتے تھے۔ یہ کون لوگ تھے؟ حالانکہ جس اشرفیہ کی آج بات ہورہی ہے اس کے اصل بانی تو حضور اشرفی میاں اور ان کے مریدین ہی تھے، کیا پھر وہی تاریخ دہرانے کی کوشش کی جارہی ہے، اس وقت بریلی کا سہارا لیکر کچھوچھہ کے بزرگوں کی عظمت کو نیلام کیا گیا آج مارہرہ مطہرہ کو سامنے رکھ کر بریلی کی عظمت کو پامال کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اب ایسے فتنہ پرور مولویوں، صحافیوں، قلمکاروں اور چندوں کی دولت پہ عیش وطرب کی محفلیں سجانے والوں کو عوام معاف نہیں کرے گی۔ بعض لوگوں کی یہ فطرت بن چکی ہے کہ اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے وہ خانقاہوں اور بزرگوں کو لڑانے اور ان میں نفرت کی بیج بونے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، کل تک جو لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں پر بڑے بڑے فتوؤں کی ضربیں لگاتے پھرتے تھے، آج ایسی مصلحت نے انہیں جکڑ رکھا ہے کہ بڑے بڑے حرام اور ناجائز اور حد تو یہ کہ اسلام کے غدار، خدا اور رسول کے دشمنوں تک میں انہیں خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی جیسی کوئی بات نہیں نظر آرہی ہے، کب تک آپ اپنے اسلاف پر کیچڑ اچھالتے رہیں گے، جو دوسروں کی عزت سے کھلواڑ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس جگہ ذلیل وخوار فرماتا ہے جہاں وہ عزت کا

طلبگار رہوتا ہے۔

آدمی کو آدمی نہ باعزت بناتا ہے نہ ذلیل کرتا ہے، جب اللہ چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جب وہ چاہتا ہے ذلیل کردیتا ہے دیکھ لیجئے آنکھیں کھول کر کتنے فتنے اٹھے، کتنے گروہ پیدا کئے گئے، کتنے حربے استعمال کئے گئے، کئی مدرسے تعلیم کے نام پر بغاوت پر آمادہ ہوئے، کتنے مفتی تحقیق کے نام پر انتشار کا طوفان برپا کئے، کتنے شعلہ بیان بدتمیزی وبدکلامی کی حدوں کو پار کئے لیکن نتیجہ کیا نکلا۔

سب ان سے جلنے والوں کے غل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

حسد اور نفرت کا کوئی علاج نہیں ہے، عداوت کی نظر سے دیکھنے والوں کو خامیاں ہی نظر آئیں گی یہ ان کی نظروں کا قصور ہے۔

اک طرف اعدائے دیں اک طرف ہیں حاسدین
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

مسلک بیزاری کا انجام اچھا نہیں ہوگا

اہل علم مولوی خلیل احمد بجنوری، مولانا ظفر ادیبی، مولانا انتخاب قدیری سے خوب اچھی طرح واقف ہیں یہ کون لوگ تھے، ان کا علمی رتبہ کتنا بلند تھا، لیکن ان کا حشر کیا ہوا، وہ سبھی جانتے ہیں، ان کا قصور کیا تھا یہی نا کہ وہ مسلک و مذہب سے بیزار تھے، اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم اور تاج الاسلام والمسلمین مقتدائے قوم علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری کے فیصلوں اور فتووں سے بغاوت کئے، انجام کیا ہوا؟

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ابھی تک کے حالات یہی ثابت کرتے آئے ہیں کہ جو بھی مرکز سے ٹکرایا ہے پاش پاش ہوا ہے، وجہ یہ ہے کہ مرکز کی مخالفت کرنے والوں نے دین کی بنیاد پر اختلاف نہیں کیا بلکہ حسد اور جلن کی بنیاد پر اختلاف کیا اور یہ چاہا کہ ہم بریلی کو نیچا کردیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے محبوب رکھتا ہے اس کی محبت اور عظمت کو مخلوق کے دلوں میں ڈال دیتا ہے آپ نے خود محسوس کیا ہوگا کہ کس طرح سارے کے سارے حربے ناکام ہوئے،

مدرسوں کی طرف نسبت اہل بدعت کی تقلید ہے

یہ بات سبھی پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہمارے اسلاف اور بزرگوں نے اپنی نسبت اپنے وطن کی طرف یا اپنے مشائخ کی طرف کیا ہے، مدرسوں اور اداروں کی طرف اپنے کو منسوب کرنا یہ بدمذہب گروہوں کا طریقہ ہے۔ اس لیے کہ ان کے یہاں بزرگان دین کی طرف نسبت کرنا شرک وبدعت ہے، لہذا انہوں نے یہ طریقہ نکالا کہ شخصیات کی طرف نسبت نہ کرکے اپنی نسبت اپنے مدرسوں کی طرف کریں اسی سبب وہ اپنے کو قاسمی، مظاہری، سنابلی، ندوی وغیرہ وغیرہ کہلاتے ہیں جبکہ ہمارے علماء اور مشائخ نے اپنے نام کے ساتھ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، اشرفی، برکاتی اور رضوی کا التزام کیا، نہ اعلیٰ حضرت نے نہ آپ کے معاصرین نے اور نہ پہلوں نے اپنی نسبت مدرسوں کی طرف کی، مدرسوں کی طرف نسبت کرنے میں کوئی فخر کی بات نہیں ہاں شرف یہ ہے کہ ہماری نسبت ہمارے مشائخ کی طرف ہو، اسی لئے خود بانی جامعہ اشرفیہ حضور حافظ ملت نے اپنے کو نعیمی یا منظری نہیں لکھا نہ آپ کے قابل ذکر تلامذہ مثلاً حافظ عبدالرؤف بلیاوی، مفتی عبدالمنان اعظمی، مفتی بدرالدین احمد رضوی، علامہ ارشد القادری، قاضی محمد شفیع مبارکپوری، علامہ سید اظہار میاں، علامہ سید حامد میاں، علامہ صوفی نظام الدین وغیرھم

نے اپنے کو مصباحی لکھا۔ رہ گئی بات جامعہ ازہر کی طرف نسبت کرنے کی تو ہمارے ان نوعمر مدرسوں کو اپنا موازنہ اس ادارہ سے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ جامعہ ازہر دنیا کی سب سے قدیم عربی اسلامی یونیورسٹی ہے، نہ کل دنیا میں اس ادارے کی کوئی مثال تھی اور نہ آج ہے۔ لہذا ازہری پر لاحقۂ مصباحی کو قیاس کرنا غلط ہے۔

آج جابجا یہ سننے میں آتا ہے کہ مصباحی ایک نیا فرقہ بنتا جا رہا ہے آخر ایسا کیوں کہا جا رہا ہے؟ کچھ تو ہے۔

آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرہ سے سنیت محدود ہوتی نظر آرہی ہے، اب کیا جواب دیں گے مصباحیت کے التزام کے لیے۔

آپ مصباحی کہہ کر کیا دوسرے مدرسے والوں سے اپنے کو الگ نہیں ثابت کرتے؟ بلکہ بہت ساری جگہوں پہ جب چند مصباحی جمع ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے کو اہل سنت کا ایک فرد سمجھنے کے بجائے جماعت سے الگ اپنی شناخت ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے مدارس کے فارغین کے ساتھ تعصب برتتے ہیں۔

اس لیے میری رائے یہ ہے کہ وسعت نظری صرف اعلیٰ حضرت اور بریلی ہی کے بارے میں کیوں؟ یہ وسعت نظری مصباحیت اور تنظیم ابنائے اشرفیہ کے سلسلے میں کیوں نہیں؟ ایک طرف جماعت میں انتشار پھیلا کر چند فارغین کی تنظیم سازی کا کیا مطلب؟ بہتر تو یہ تھا کہ تنظیم افراد اہلسنت کا قیام ہوتا لیکن یہ کیوں آپ کریں گے؟

مبارکپور بریلی سے دور کیوں ہوا؟

مبارکپور آج سے چند سالوں پہلے تک بریلی کا دوسرا رخ سمجھا جاتا تھا، مبارکپور کے علماء اساتذہ، طلبہ کی زبان پر اعلیٰ حضرت مفتی اعظم اور بریلی کا ہمیشہ تذکرہ ہوتا تھا، مبارکپور کے مفتیان کرام کا ہر فتویٰ مسلک رضا کا ترجمان سمجھا جاتا تھا، ایسا لگتا تھا کہ ایک

سکے کے دو رخ ہیں، بریلی کی ہر آواز پر مبارکپور لبیک کہتا تھا، کبھی اختلاف کی نوبت بھی آئی تو بزرگوں نے اسے فوراً سلجھالیا، مثال کے طور پر شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب نے جب ٹی وی ویڈیو کے جواز کی تحقیق پیش کی تھی، اس وقت ابتداء میں شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے جواز کی تصدیق فرمادی تھی، لیکن مرکز اہلسنت کی جانب سے عدم جواز کے حکم کے بعد شارح بخاری نے فوراً رجوع فرمالیا تھا، اسی طرح مائک کے اوپر اقتداء کے درست ہونے کی تحقیق جب محقق مسائل جدیدہ مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب نے پیش کی تھی اس وقت بھی شارح بخاری نے صدر دارالافتاء اشرفیہ اور اشرفیہ کے ایک ذمہ دار کی حیثیت سے ادارہ کو اس تحقیق سے الگ کرلیا تھا، اور یہ بیان جاری فرمادیا تھا کہ یہ مولانا نظام الدین کی ذاتی رائے ہے اس سے ادارہ کا کوئی لینا دینا نہیں، لیکن جب سے اشرفیہ کے اہم مناصب سے بزرگوں کی رخصتی ہوئی، بڑوں کی موت نے چھوٹوں کو بڑا بنادیا، پھر کیا تھا، بے لگامی کا دور شروع ہوا، جس کے منہ میں جو آیا وہی بک دیا، جس کو جو سوجھا وہی لکھ ڈالا، نہ یہ فکر کہ اس کے فوائد کیا ہوں گے اور نہ یہ خبر کہ نقصانات کیا ہوں گے؟

اہل اشرفیہ نے جب سے بریلی کو تالا اور اپنے کو کنجی سمجھنے کی غلطی کی اسی دن سے مبارکپور بریلی سے دور ہوتا گیا، معلوم نہیں اس دوری کے نتیجہ میں اس جماعت کا کیا ہوگا، خدا خیر کرے،

وہ دن دور نہیں جب مرعوب قسم کے مفتی فرائض وواجبات میں تخفیف کا حکم صادر کریں گے۔

حالات جس طرح بدل رہے ہیں، لوگوں میں جس طرح دین وسنت سے بیزاری پیدا ہورہی ہے انگریزی تعلیم اور تہذیب جس طرح ہمارے معاشرے کو تباہ کرنے پر لگے ہوئے ہیں، عوام اور

نئی نسل کی جانب سے جس طرح دین میں جرأت پیدا ہو رہی ہے، کئی ملکوں میں تساہل پسند اور مرعوب ذہن علماء نے جمعہ کا خطبہ انگریزی میں پڑھنے کی اجازت دے دی ہے، حال ہی میں عراق کے سلیمانیہ شہر کی ایک مسجد میں انگریزی میں خطبہ پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے، کل کیا بعید ہے کہ مطالبہ ہوگا کہ ہم قرآن بھی صرف اپنی مادری زبان میں پڑھیں گے، تحیات ودرود اپنی زبان میں پڑھیں گے، نمازیں اپنی سہولت کے اعتبار سے جب موقع ملے گا تب پڑھیں گے وغیرہ وغیرہ،

اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے اس قوم پر کہ ابھی بھی ایسے علماء موجود ہیں جو بلا خوف لومۃ لائم احکام خدا و رسول پر ثابت قدم اور ڈٹے ہوئے ہیں، تمام آوارہ فکر وخیال کے ناقدین اور ڈرپوک وبزدل مفتیوں کے درمیان ایسے لوگ موجود ہیں جو حق کا پیغام سنا رہے ہیں، جسے لوگ شدت کہتے ہیں یہ قوم کے حق میں اللہ کی رحمت ہے، اگر وہ اتنے سخت نہیں ہوتے تو اب تک لوگ سنن ومستحبات تو معاف کرا ہی چکے ہوتے، یہ ان جانباز مجاہد صفت علماء، فقہاء کا عزم وحوصلہ ہے کہ ابھی تک دین کا ایک ایک رکن فرض، واجب، سنت ومستحب کا ذکر ہو رہا ہے، ورنہ ان میں سے کچھ کا کام تو لوگ ختم ہی کر چکے ہوتے۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

بعض جاہل، گنوار، جاہ پرست، اپنی بڑائی کے خواہاں، شہرت پسند مولوی اور تذبذب کے شکار صوفی اسے تشدد اور ہٹ دھرمی کہتے ہیں، اپنی صلح کلیت اور بدمذہبوں سے گھال میل خدا ورسول کے دشمنوں سے رفاقت کو اعتدال کا نام دیتے ہیں، مذہب حنفی پر عمل پیرا مسلمانوں کو نفاق کا طعنہ دیتے ہیں درحقیقت بدعقیدوں، بدمذہبوں کی صحبت نے ان کے مزاج کو بدبودار بنا دیا ہے جس کے باعث عام مسلمانوں اور ائمہ مجتہدین کے سچے پیروکاروں کو ان کے ملازم طعن تشنیع کرتے ہیں عام مسلمانوں کو منافق کہنے والا اپنے گروہ کے ساتھ نفاق کے

دلدل میں خود پھنسا ہوا ہے،

تساہل پسند اپنی طبیعت کو شریعت کے تابع بنانے کے بجائے شریعت کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں، قرآن وحدیث کو ائمہ مجتہدین نے اپنے علم اور خدا کی عطا کردہ معرفت کے نور سے اچھی طرح سمجھا، مسائل کا استنباط فرمایا، ان سب کے سردار امام اعظم ابوحنیفہ جن کے درجے کو نہ کوئی امام ومجتہد پہنچا نہ فقیہ بلکہ بڑے بڑے صوفیاء نے اپنا دامن ان کے سامنے پھیلایا اور امام نے اپنے کرم کی بھیک سے انہیں غنی کر دیا، افسوس ہے کہ آج کے شہرت پسند بابا اس امام عالیشان کے اجتہاد پر عمل کرنے والوں پر تنقید کر رہے ہیں ایسے باباؤں اور صوفیوں سے اللہ اور اس کے رسول بیزار ہیں۔

انہیں مرکز عقیدت ہی رہنے دیجئے

مارہرہ شریف اہل سنت وجماعت کی مرکزی خانقاہ ہے، یہ خانقاہ صحیح النسب سادات کرام کی ہے، بڑے بڑے اہل اللہ صاحب کشف وکرامت، ظاہری اور باطنی علوم کے سرچشمہ شخصیتیں اس خاندان میں پیدا ہوئیں، جن کی دعوت وتبلیغ اور ارشاد وہدایت سے نہ معلوم کتنے گمگشتگان راہ کو منزل کا پتہ ملا، اس خانقاہ کی برکتیں تقریباً تین سو سال سے عالم اسلام کو فیضیاب کر رہی ہیں، یہی وہ مبارک خانقاہ ہے جہاں سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں، مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں کو باطنی فیض پہنچا، قادری نسبت کا پٹہ جو غلامان رضویہ کی گردن میں پڑا ہوا ہے وہ اسی دربار کا صدقہ ہے، اس خانقاہ کا ہمیشہ سے یہ مزاج رہا کہ کبھی بھی یہاں کے بزرگوں نے مداہنت نہیں برتی، دین وسنیت کے معاملے میں پیری مریدی کو آڑے نہیں آنے دیا، ہمیشہ یہی کہا کہ ہمارا مذہب ومسلک علوم ظاہری میں وہی ہے جو مسلک رضا ہے

اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کی تحقیقات اور ان بزرگوں کے فتووں کو ہمیشہ احترام کی نظر سے دیکھا اور اسے قابل عمل یقین کیا اور اپنے مریدوں کو اسی کی پیروی کا حکم دیا، اس خانقاہ کے سجادگان اور شہزادگان نے وہ کارہائے نمایاں انجام دئے جس کی مثال بڑی مشکل سے ملے گی، موجودہ بزرگوں نے اہلسنت کے فروغ کے لئے دولت کو دولت نہیں سمجھا پیسے کو پانی کی طرح بہایا تا کہ دین کی تبلیغ واشاعت کی راہ میں پیسے کی کمی کا احساس نہ ہو، ان بزرگوں کی سادہ لوحی کہیے اور مذہب ومسلک کے تعلق سے نہایت درجہ حساسیت کہ انہوں نے وہ کام کیا جو شاید ہی اب تک کسی خانقاہ نے کیا ہو، ہر خانقاہ میں نذرانہ پیش کیا جاتا ہے لیکن یہ وہ دربار ہے کہ یہاں آنے والے علما اور اہل مدارس کو شایان شان نذرانہ عطا کیا جاتا ہے، یہ بہت ہی اچھا موقع تھا کہ اس موقع سے اہلسنت کی خدمت کی جاتی لیکن بعض اہل مدرسہ نے مارہرہ شریف کو دودھ دینے والی گائے سمجھ لیا ہے،

کہ یہاں سے تعلق رکھنے کا مطلب چندہ وخیرات بٹورنا، ورنہ کیا وجہ ہے کہ آج سے سترہ اٹھارہ سال پہلے جو لوگ شاید باید ہی مارہرہ کا رخ کرتے تھے آج ان کی توجہ یکبارگی مارہرہ شریف کی طرف ہوگئی ہے، جن لوگوں نے اپنی پوری زندگی میں گن چن کر بزرگان مارہرہ مقدسہ کا نام لیا ہوگا آج انہیں ہر پل مارہرہ کی یاد تڑپا رہی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ

کہیں پہ نگاہیں کہیں پہ نشانہ

حصول نذرانہ وچندہ کے لئے بزرگوں کی بارگاہ میں جانا اور ان کی مدح کرنا نامرادی اور کم نصیبی کی دلیل ہے، **سادات کرام جن کی رگوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خون دوڑ رہا ہے خواہ وہ کسی خانقاہ سے تعلق رکھتے ہوں، اہل ثروت ہوں یا نادار بہر حال ان کا رتبہ بلند اور وہ لائق عزت وتکریم ہیں، یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج بعض دنیا پرست مولویوں نے سادات کو بھی**

امیر وغریب میں تقسیم کردیا ہے،غریب بیچارے آل رسول کی کیا گنتی وہ ہزار بار کہے کہ میں آل نبی ہوں کوئی التفات کے ساتھ اس کے سلام کا جواب دینے کو تیار نہیں لیکن اگر یہ پتہ چل جائے کہ یہ صاحب ثروت اور چندہ دہندہ سید صاحب ہیں تو ان کے مرتبے کا کیا پوچھنا؟

اہل ایمان کی شان نہیں کہ وہ روپیوں کے پیچھے بھاگیں بلکہ بزرگوں ،خانقاہوں اور سادات کرام کی عزت وتکریم بہرحال ہم پر ضروری ہے،

مارہرہ ہمارے دل کی دھڑکن ہے، مارہرہ اہلسنت کی تمناؤں کا مرکز ہے۔ یہ شاہ برکت اللہ، اچھے میاں، ستھرے میاں، سید آل رسول احمدی, سیدی ابوالحسین نوری میاں، سید العلماء، احسن العلماء، کی نگری ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے طفیل نبی کی اولادوں ان کے غلاموں اوران کے دین وشریعت کے سچے داعیوں مبلغوں سے محبت اوران کی تکریم کی توفیق عطا فرمائے، آمین،

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

اجمیر مقدس ہو کہ خواجگان دہلی کی چوکھٹ، کلیر ہو کہ بہار شریف، کچھوچھہ مقدسہ ہو کہ کالپی شریف، بلگرام ہو کہ مارہرہ مطہرہ ودیگر خانقاہیں ودرگاہیں ہر جگہ سے ہمیں عقیدت ہونی چاہئے، ہر خانوادہ کا احترام ہونا چاہئے، یہ کیا کہ جہاں روپیہ ملے وہاں بھاگ کر جائیں اور جہاں روپیہ نہ ملے ظاہری چمک دمک اور خاطر خواہ ضیافت نہ ہو ادھر جھانکنے کی بھی فرصت نہ ہو، یہ دینداروں کا شیوہ نہیں، خانقاہوں اور بزرگوں کی بارگاہوں کو کاروباری منڈی نہ بنائیے، انہیں مرکز عقیدت ہی رہنے دیجئے،

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کس مسلمان وہ بھی کس حنفی کو بغاوت اور عناد

ہوسکتا ہے؟ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا وہ سچا پیروکار ہی نہیں جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کدورت رکھے۔

ہاں مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ضرور دوری بنائے رکھنی چاہیئے ، جو امام اعظم اور دیگر بزرگوں کا نام لیکر مذہب ومسلک کو نقصان پہونچا رہے ہیں اور روزی روٹی کی خاطر بزرگوں کا نام استعمال کررہے ہیں۔

۲۴ / مارچ ۲۰۱۳ء بارہ دری قیصر باغ لکھنؤ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیمنار وکانفرنس سے متعلق علامہ یسین اختر مصباحی ندوی غلط بیانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ''ایسے امام اعظم ابوحنیفہ کی حیات وخدمات پر ہونے والے خالص علمی وفقہی سیمنار وکانفرنس پر بھی کچھ پیشانیاں شکن آلود ہیں'' (عرفان مذہب ومسلک صفحہ ۳۶)

جس سیمنار اور کانفرنس کا تذکرہ سطور بالا میں ہوا ہے، اس سیمنار میں ایسے تمام لوگ بطور مہمان شریک تھے جو سنی دیوبندی اور شیعہ کی تفریق کے قائل نہیں بالخصوص مولانا ابوالعرفان فرنگی محلی جن کا ۵ / ستمبر ۲۰۰۶ء کو یوپی پریس کلب لکھنؤ میں باتفاق علمائے اہل سنت علانیہ بائیکاٹ کیا جا چکا ہے، مولانا مبارک حسین مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور، علامہ سید نورانی میاں کچھوچھوی، الحاج قاری محمد صابر علی رضوی چیئرمین امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ، مفتی عبدالمنان کلیمی مرادآباد، راقم السطور مولانا انیس عالم سیوانی، مولانا سراج الحق نوری، مولانا شیر محمد مصباحی اساتذۂ دارالعلوم وارثیہ کے علاوہ شہر لکھنؤ کے بیشتر ائمہ اور علماء کی موجودگی میں بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا، ہندی، انگریزی اور اردو کے تقریباً ۱۷ / اخباروں نے اہمیت کے ساتھ اس خبر کو شائع کیا تھا، مولانا ابوالعرفان فرنگی محلی کے بائکاٹ کا سبب یہ تھا کہ وہ علی الاعلان شیعوں اور وہابیوں کی میٹنگوں اور جلسوں میں شرکت کرتے ہیں نیز مفتی عبدالمنان کلیمی نے مرادآباد میں ایک سنی کی نماز

جنازہ وہابی مولوی کے ذریعہ پڑھانے پرفتویٰ دیا تھا، کہ جن لوگوں نے جانتے ہوئے یعنی وہابی امام کو مسلمان جان کر اقتداء کی ان سب پر توبہ، تجدید ایمان ونکاح لازم ہے اس پر فرنگی محلی صاحب نے بیان دیا تھا کہ کلیمی کا فتویٰ جاہلانہ ہے، انہیں خود توبہ کر کے کلمہ پڑھنا چاہئے ، ساتھ ہی مذکورہ امام ابوحنیفہ سیمنار و کانفرنس کا معاون خصوصی اور شریک ایک ایسا شخص جو درگاہ شاہ مینا اور مسجد کا متولی ہے، اس مسجد میں امام جمعہ وہابی مولوی خالد رشید ندوی ہے مذکورہ متولی اس کی اقتداء کرتا ہے، اس کے ساتھ علانیہ میل جول رکھتا ہے، ساتھ ہی ایک سوسائٹی مینائی ایجوکیشنل کے نام سے بنایا ہے جس کا صدر مولوی خالد رشید ندوی ہے، ایسے لوگوں کو ساتھ لیکر اگر کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی بڑا مولانا مولوی ہو اگر کوئی سیمنار و کانفرنس کرتا ہے تو کیسے کوئی صحیح العقیدہ مسلمان اس میں شرکت کر سکتا ہے؟ ہاں ملی جلی سرکار چلانے والے رئیس القلم اور مولوی ضرور اس قسم کے پروگرام کے معاون بن سکتے ہیں۔

قارئین ذرا غور کریں! عقائد اہلسنت اور فتاویٰ فقہائے امت کو پس پشت ڈال کر اگر کوئی شخص سیمنار کراتا ہے کسی بھی بزرگ کے نام سے تو نہ شرکت کرنے والے مجرم ہیں یا جو اس طرح کا پروگرام کررہے ہیں وہ گنہگار و فاسق و فاجر و مجرم؟ اگر امام اعظم کا نام لیکر ہر طرح کے لوگوں کے ساتھ مل کر پروگرام کرنا درست اور باعث ثواب ہو تو دیوبندیوں وہابیوں کے سیرت النبی کے جلسوں اور مجالس شیعی میں شرکت کرنا تو نہایت درجہ ضروری اور کار ثواب ٹھہرے گا!

اب قارئین خود فیصلہ کریں کہ اس قسم کی کانفرنس کے سلسلے میں اگر متصلب علماء اور عوام کی پیشانیاں شکن آلود ہوئیں تو کیا برا ہے؟

علامہ فضل حق خیرآبادی کانفرنس

اس کانفرنس کے روح رواں تمام کانگریسی لیڈران تھے یہ کانفرنس کنونشن سینٹر کنگ جارج میڈیکل یونیورسٹی میں ہوئی تھی، اس کا مقصد دینی نہیں تھا اور نہ ہی علامہ فضل حق خیرآبادی کی روح کو خوش کرنا بلکہ اس کانفرنس کے ذریعہ ان کی روح کو تکلیف پہونچانے کا کام کیا گیا، ٹھیک یوپی الیکشن سے قبل ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن اور مولانا مصباحی جیسے لوگوں نے کانگریس کے لئے یوپی میں ماحول سازی کی غرض سے یہ پروگرام کیا تھا، اسی لئے سلمان خورشید، دگ وجے سنگھ اور ریتا بہوگنا جوشی جیسے کانگریس کے سرکردہ لیڈر اس پروگرام میں موجود تھے، لیکن معاملہ الٹا ہوگیا کہاوت کہتے ہیں کہ بیوقوف کے پاس دولت ہو تو عقلمند بھوکے کیوں مرے، کھیر بنائی ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن مولانا یسین اختر مصباحی ندوی، خوشتر نورانی، مولانا اسید الحق ازہری، راشد علی مینائی متولی درگاہ شاہ مینا لکھنؤ اور عین وقت پر اسے کھا گئے وہابی، ہوا کچھ اس طرح کہ مذکورہ پروگرام میں کانگریسی نیتاؤں کے ساتھ ساتھ معزز مہمان کی حیثیت سے جانے پہچانے وہابیوں کو بھی مدعو کیا گیا جس میں خالد رشید ندوی امام عید گاہ لکھنؤ، پروفیسر اختر الواسع، ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ وغیرہ اس پروگرام کا مقصد تھا کانگریس کو بیوقوف بنانا یا پھر کانگریس کے لئے راستہ ہموار کرنا لیکن وہابیوں نے دیکھا کہ علامہ فضل حق خیرآبادی کا نام لیکر بریلوی مولوی کانگریس کو ہائی جیک کرنا چاہتے ہیں اس لئے انہوں نے اسی مجلس میں کانگریس کی ایسی کی تیسی کر ڈالی، اس کارگزاری کے نتیجے میں ملائم سنگھ یادو کے دربار میں مذکورہ وہابیوں کی اہمیت بڑھ گئی، دوسرے دن روزنامہ راشٹریہ سہارا نے صفحۂ اول پر جو خبر شائع کی اس میں کانگریسی نیتا اور ملائم سنگھی وفاداروں کے بیانات چھپے اور کانفرنس کرانے والوں کا نام اتنی بیچارگی کے ساتھ اخبار نے چھاپا کہ جیسے یہ لوگ پروگرام کے روح رواں نہیں بلکہ عام سننے والوں میں

تھے،اب بتایئے کہ ایسے لوگ اہلسنت کو بد مذہبوں کے ساتھ ملکر رسوا کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں اور اگر کوئی سنی اپنے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کی خاطر اس طرح کے جلسوں سے دور رہے تو مصباحی صاحب فرماتے ہیں ''حیرت ہوتی ہے کہ سواد اعظم اہلسنت و جماعت کی وہ عظیم المرتبت اور جلیل القدر شخصیت جس کا ''رد وہابیہ'' میں اولین اور نمایاں ترین کردار ہے اس کے ذکر و بیان سے ان کی زبانیں خاموش اور ان کے قلم خشک کیوں ہو گئے جو دن رات ''ردوہابیہ'' کا جھنڈا اٹھائے پھرتے ہیں؟'' (عرفان مذہب ومسلک صفحہ ۳۵)

علامہ فضل حق خیر آبادی کانفرنس کے حالات اوپر پڑھ چکے کہ کس نوعیت کا وہ پروگرام تھا اس پر مزید ستم مصباحی صاحب کا یہ طعنہ کہ جو لوگ دن رات ردوہابیہ کا جھنڈا اٹھائے پھرتے ہیں ان کے قلم کیوں خشک ہو گئے؟ انداز بتا رہا ہے کہ مصباحی صاحب کو ردوہابیہ سے دلی چڑھ ہے، تب ہی تو وہ اپنے پروگرام میں وہابیوں کو بلاتے بھی ہیں اور اگر کوئی وہابیوں کا رد کرتا ہے تو انہیں برا بھی لگتا ہے آخر کیوں نہ برا لگے دو سال تک جناب نے ندوۃ العلماء سے جو فیض پایا ہے تو حق نمک تو ادا کرنا ہی پڑے گا،

اب تو حالات اتنے بدتر ہو گئے ہیں کہ ایک تو آدمی چوری کرتا ہے پھر اس پر سینہ زوری کرتا ہے، جرم کرتے شرماتے نہیں، جو لوگ جرم و گناہ سے دور بھاگتے ہیں انہیں پر پھبتیاں کستے ہیں۔

دنیا کی لالچ آدمی کی سوچ وفکر پر پہرہ بٹھا دیتی ہے سچ سامنے ہوتا ہے لیکن آدمی تسلیم نہیں کرتا، قرآن نے بالکل ٹھیک فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَایُؤْمِنُوْنَ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ. بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر

کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب (سورہ بقرہ آیت نمبر۶/۷)

نہ معلوم کتنے ایسے لوگ ہیں جو دین کو دنیا کے حصول کے لئے استعمال کرتے ہیں حالانکہ یہ سودا سودمند نہیں ہوتا لیکن وہ سمجھتے نہیں، یا سمجھ کرنا سمجھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اولئک الذین اشتروا الضللة بالھدیٰ فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمرہی خریدی تو ان کا سودا نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے۔ (البقرہ آیت ۱۶)

مصباحی صاحب کی خام خیالی

مولانا یسین اختر مصباحی صاحب اور ان کے جیسے چند اور آزاد روش مولوی صاحبوں کو یہ خوش فہمی ہو گئی ہے کہ اس دور کے سب سے بڑے دانشور، مزاج شناس، علم والے، صاحب تدبر، جہاں دیدہ و تجربہ کار اور وسیع النظر یہی لوگ ہیں۔ ان چند عناصر کے علاوہ جتنے علماء، مشائخ اور اہل علم ہیں وہ سب کم علم و کم فہم ہیں۔

ملاحظہ کیجئے۔ یہ طریقہ نہایت افسوسناک اور باعث شرم ہے کہ حاضرین وسامعین کی صحیح دینی رہنمائی اور جن مقامی مسائل کے پیش نظر انہیں ضروری ہدایت درکار ہے ان سے بے اعتنائی کرتے ہوئے کوئی شخص اپنی رٹی رٹائی تقریریں ہندوستان کے ہر صوبے وشہر وضلع میں سناتا پھرے۔

یہ پیشہ ورانہ وتاجرانہ طریقہ جس نے بھی اپنا رکھا ہواسے جلد از جلد اپنی اصلاح کر لینی چاہئے تاکہ ملت وجماعت اس پیشہ ورانہ خطابت اور تاجرانہ ذہنیت سے جلد از جلد نجات پا سکے۔

امام اعظم ابوحنیفہ کانفرنس ممبئی ولکھنؤ میں غیر پیشہ ور واعظین ومقررین کے اپنے

موضوع پر سنجیدہ و مستند اور باوقار بیان وخطاب کو ہزاروں سامعین نے بے حد پسند کیا

(حوالہ سابق صفحہ ۱۱/۱۲)

مصباحی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کی اکثریت قوت گویائی میں حد درجہ کمزور اور معذور ہے۔ خطابت کی دنیا سے بالکل دور ہیں عوام ان لوگوں کو دعوت نہیں دیتی لہذا اپنا غصہ مقبول و مشہور خطباء پر اتارنے کے لئے یہ راستہ اختیار کیا، جلسوں میں مقرر کی ضرورت ہوتی ہے مقرر خوب جانتا ہے کہ کہاں کیا بولنا چاہئے، اگر اس صلاحیت سے مقرر عاری ہے تو اسے کوئی بلائے گا نہیں، مصباحی صاحب فرماتے ہیں کہ رٹی رٹائی تقریریں پورے ملک اور صوبے میں سناتا پھرے۔

حضرت یہی معاملہ تو آپ کے مضامین اور کتابوں کا بھی ہے، آپ کی پوری زندگی کی ٹوٹل پونجی میرے خیال میں پچیس تیس کتابوں اور کتابچوں میں محیط ہے، اور ان کتابوں کا حال بھی یہ ہے کہ ایک ہی بات کبھی کتاب کی شکل میں کبھی کتابچہ کی شکل میں اور کبھی مضمون کی شکل میں ہوتی ہے۔ اور وہ بھی اگر اقتباسات اور نقل درنقل چیزوں کو آپ کی کتابوں سے نکال دیا جائے تو آپ کی کتابیں کتابچہ کے لائق بھی نہیں رہ جاتی ہیں، پھر بھی آپ رئیس القلم ہیں، جس طرح آپ لوگوں نے اپنی احساس کمتری پر پردہ ڈالنے کے لئے بے میل القاب کا سہارا لیا ہے یہ آپ جیسے تجربہ کار اور صاحب بصیرت لوگوں ہی کا کمال ہوسکتا ہے۔

آپ ذرا غور کیجئے نا کہ اگر بیس پچیس کتابوں اور کتابچوں کے مصنف رئیس القلم ہوں ،علامہ محمد احمد مصباحی سات آٹھ کتابیں لکھ کر صدر العلماء اور خیر الاذکیاء کا پوسٹ پاجائیں، ،علامہ مفتی نظام الدین مصباحی چند مسائل میں اپنے اساتذہ اور بزرگوں سے اختلاف کرکے محقق مسائل جدیدہ اور سراج الفقہاء کی ڈگری حاصل کرلیں، اسے یقیناً آپ لوگوں کی وسعت نظری اور بلند فکری ہی کہا جاسکتا ہے، یہی علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ ہیں جو مفتی اعظم

علیہ الرحمہ کے مجدد کہے جانے، مفتی اعظم کے مفتی اعظم ہونے، اعلیٰ حضرت کو علامہ امام اور فاضل بریلوی کہے جانے پر غیر سنجیدہ تبصرہ کر چکے ہیں، لیکن اپنے نام کے آگے صدر العلماء اور خیر الاذکیاء کا حصار اتنا پسندیدہ ہے کہ کبھی دکھاوے کے لئے بھی نہیں کہا کہ یہ بزرگوں کے القاب ہیں اور وہ بھی زمانہ قریب کے بزرگوں کے لہذا مجھے ان سے نہ یاد کیا جائے۔

مصباحی صاحب نے خطباء کو پیشہ ورانہ اور تاجرانہ فرمایا ہے حالانکہ حضرت کی ذات گرامی اور جناب کے احباب بھی اس تجارت سے مبرا نہیں ہیں فرق یہ ہے کہ کوئی تقریر کے نام پر پیسہ لے رہا ہے اور کوئی مدرسہ اور کوئی سیمنار کے نام پر،

لیکن اس حقیقت کو تو ماننا ہی پڑے گا کہ آج جو سنیت محفوظ ہے انہیں پیران کرام اور خطباء سے جو رٹی رٹائی تقریریں کر کے اور نعتیں پڑھ کر عوام کو سنیت سے جوڑے ہوئے ہیں ورنہ جامعہ اشرفیہ جیسا بڑا ادارہ ہوتے ہوئے اور آپ جیسے تمام اہل علم کے باوجود خود اعظم گڑھ تو بہت بڑا ہے مبارکپور غیر مقلدیت اور دیوبندیت سے محفوظ نہیں ہے۔ پورے اعظم گڑھ شہر میں ۱۹۹۰ء ۱۹۹۲ء تک شاید کوئی ایک بھی مسجد اہل سنت کی نہیں تھی، جبکہ کم از کم جامعہ اشرفیہ کا بجٹ ایک کروڑ کا ہوگا آج بھی صورت حال یہ ہے کہ مبارکپور میں جب بد مذہبیت سر ابھارتی ہے تو حساس دل لوگ کسی رٹی رٹائی تقریر کرنے والے ہی کو بلاتے ہیں آپ جیسے مصنف، رئیس القلم اور مفکر مبارکپور کو بھی نہیں سنبھال پا رہے ہیں، اشرفیہ آج کسی ہمہ جہت شخصیت ہی سے خالی نہیں ہے بلکہ کوئی ایسا مقرر بھی اس کے پاس نہیں جو بد مذہبوں کو لاجواب کر سکے، یہی وجہ ہے کہ مبارکپور کی سرزمین پر بد مذہبیت کو جواب دینے کے لئے وہاں کی عوام کبھی حضرت علامہ مفتی شمشاد احمد، کبھی علامہ عبد المصطفی ردولوی، کبھی مولانا ابو الحقانی جیسے لوگوں کو یاد کرتی ہے، اسے کیا کہیں چراغ تلے اندھیرا،

مصباحی صاحب نے امام اعظم ابوحنیفہ کانفرنس ممبئی و لکھنؤ کی کامیابی کے سلسلے میں اپنی

پیٹھ تھپتھپائی ہے ممبئی کا حال تو مجھے نہیں معلوم، لیکن لکھنؤ کے بارے میں قارئین کی معلومات کے لئے حقیقت حال بیان کردینا ضروری ہے، یہ کانفرنس امام اعظم ابوحنیفہ کے نام پر تھی لیکن اس میں مولانا ابوالعرفان فرنگی محلی اور راشد علی مینائی جیسے صلح کلی شریک تھے، غالبًا اسی وجہ سے کانفرنس کے تین اہم بزرگ حضور امین ملت سید محمد امین میاں مارہروی، حضرت سید اویس مصطفیٰ میاں بلگرامی، حضرت سید گلزار میاں مسولوی نہیں شریک ہوئے، اب ذرا بتایئے کانفرنس کامیاب ہوئی یا ناکام، رہ گئی بات عوام کی تو مصباحی صاحب نے فرمایا کہ ہزاروں لوگوں نے شرکت کی، معلوم نہیں مصباحی صاحب کے نزدیک ہزار کتنے کا ہوتا ہے، بارہ دری میں یہ پروگرام ہوا تھا جس میں بمشکل تمام ہزار لوگ رہے ہوں گے ان میں بھی شہر لکھنؤ کے ایک دو مدرسوں مقید و مجبور طلبہ تھے جنہیں اقتدار کی بنیاد پر لاکر بٹھا دیا گیا تھا، امام اعظم ابو حنیفہ اور علامہ فضل حق خیرآبادی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دیگر اسلاف کا نام لیکر صلح کلیت کو فروغ دینے کی ناپاک کوشش مولانا یسین اختر مصباحی اور ان کے بے بضاعت رفیقوں کو مبارک ہو، حق اور باطل کے مابین نہ کل اتحاد ہوا تھا اور نہ آج ہوسکتا ہے، باطل اپنے چہرے پہ چاہے جس طرح کا میکپ کرکے آئے لیکن علمائے حق کی نگاہوں سے وہ بچ نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ راقم اور بہت سارے علماء اور ائمہ نے علی الاعلان اس پروگرام سے اپنی برأت کا اعلان کیا تھا۔

فضل مزید بر طبع جدید

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

انسان کی فطرت بھی عجیب و غریب ہے کبھی حالات اور اشاروں میں بات سمجھ لیتا ہے

اور کبھی بڑے سے بڑے دلائل اور معجزات وخرق عادات بھی تبدیلی فکر کے لیے ناکافی ہوتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا، جب تک وہ نہ چاہے آدمی کی عقل کام کرتی ہے نہ قوت فکر وعمل کارگر ہوتی ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنی کوشش فرمائی کہ ابوطالب ایمان لائیں لیکن اللہ نے نہ چاہا تو ایمان نصیب نہ ہوا۔ ابوجہل اپنے زمانے کا بڑا قلم کار نہ سہی ابوالحکم تو تھا ہی لیکن اللہ نے توفیق توبہ نہ دی تو نہ اس پر قرآنی آیات کا کوئی اثر ہوا نہ احادیث مصطفیٰ کا نہ معجزات پیغمبر سے اسے کوئی فائدہ پہنچا،

یہی حال کچھ آج کے نام نہاد خود ساختہ رہبروں کا ہے، بدنصیبی ہے اس جماعت کے لئے کہ ہمارے یہاں گونگوں بہروں کو لوگ مفکر سمجھنے لگتے ہیں، دولت اور آسائش دنیا بھی کیا بری بلا ہے کہ جب نہ میسر ہو انسان گلہ وشکوہ کرتا ہے اور جب حاصل ہو جائے تو پھر انسان انسان کے بجائے ابلیس اور فرعون بن جاتا ہے ،کوئی مفلوک الحال، افلاس زدہ، اگر کچھ پا جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو موروثی مالدار اور غنی سمجھنے لگتا ہے، ایک شخص بار بار کہہ رہا تھا کہ اب تک کوئی میری جیب نہیں کاٹ سکا اس کی تعلّی جیب کتروں سے نہ سنی گئی، ان میں سے ایک نے کہا کہ تیری جیب میں ایک پھوٹی کوڑی کے علاوہ کچھ ہے بھی تو نہیں، کئی بار تیری جیب میں ہاتھ ڈالا اور چھوڑ دیا اتنا سننے کے بعد لمبی لمبی چھوڑنے والا خموش ہو گیا، گھوڑیوں کے نعل ٹھوکے جا رہے تھے، میڈکی نے اپنی ٹانگ اٹھا دیے کہ میرے میں بھی ٹھونک دو اب سوچیے! میڈکی کا حال کیا ہوا ہوگا، دنیا میں کوئی ایسا مصلح نہیں ہوا جو سب کو سمجھا سکے، انسان اگر نہ سمجھنا چاہے تو اللہ اسے توفیق بھی نہیں دیتا، شاعر مشرق نے صحیح کہا تھا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

دنیا میں بڑے بڑے پڑھے لکھے پیدا ہوئے، سیکڑوں کتابیں لکھنے والے، نئی نئی اختراعات پیش کرنے والے، اپنے علم وعقل سے دنیا کو مسخر کرنے والے، لیکن وہ سب کے سب ایمان والے نہیں ہو سکے اِلّا یہ کہ جسے اللہ نے ایمان کی دولت عطا فرمائی، گاندھی جی، محمد علی جناح، جواہر لعل نہرو، سر سید احمد خاں، شبلی نعمانی، اشرف علی تھانوی، ابوالاعلیٰ مودودی، ابوالکلام آزاد، وحید الدین خاں، عبدالماجد دریا آبادی، ان سب کی علمی، تصنیفی، سماجی خدمات کس قدر ارفع ہیں وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں لیکن کیا یہ سب مسلمان بھی تھے؟ تو ہر انصاف پسند یہی کہے گا کہ ان کی خدمات، تصنیفات، تعمیرات سب اپنی جگہ لیکن ایمان وعقیدہ الگ چیز ہے، آدمی اگر نہ ماننا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں منوا سکتی، اللہ نے شیطان سے حضرت آدم کے لئے سجدہ کرنے کو کہا لیکن شیطان نے نہیں کیا، اسے یہ تکبر تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے رتبہ ہمارا بڑا ہے، اس کے تکبر نے اسے کفر کے کھنڈر میں پہنچا دیا۔

آج کچھ لوگوں نے مذہب ومسلک کو روزی روٹی کا ذریعہ بنا لیا ہے، تبدیلیٔ حالات کا مطلب اختلاط مذہب ومسلک سمجھ لیا ہے، کل تک جو لوگ مذہب ومسلک کا نام لیکر پیٹ پال رہے تھے اب انہوں نے اپنے کاروبار کو ترقی دینے کا فیصلہ کر لیا ہے، وہ چاہتے ہیں کہ دوکان میں ہر مال بکے۔

آج دین میں نئے نئے حیلے بہانے تلاش کئے جا رہے ہیں، بدعملی اور بدکرداری کی نئی نئی صورتیں ڈھونڈھی جا رہی ہیں، ماحول اتنا پراگندہ ہو گیا ہے کہ حق کا گلا گھونٹنے کے لئے، حق کو دبانے اور بے راہ روی کو پروان چڑھانے کے لیے منظم سازش رچی جا رہی ہے، آج کے

دور میں سچ بولنا جرم قرار دیا جارہا ہے، حقائق کے نام پر باطل کو سجا سنوار کر پیش کیا جارہا ہے۔

اب کوئی حق کا ساتھ نبھائے تو کس طرح

سچ کے خلاف آج صف آرائیاں بھی ہیں

جون ۲۰۱۳ء میں ایک کتابچہ منظم پیمانے پر ملک کے گوشے گوشے میں تقسیم کیا گیا اتر پردیش کے ایک مدرسے کے اساتذہ، ذمہ داران، طلبہ کو اس کام پر مامور کیا گیا تا کہ کوئی سنی مسلمان اس نعمت عظمیٰ کے حصول سے محروم نہ رہ جائے۔

یہ کتابچہ دراصل مولانا یسین اختر مصباحی کی اندرونی کیفیت، داخلی بوکھلاہٹ، دماغی بے اعتدالی کا آئینہ دار ہے۔ اس کتابچہ میں مولانا نے اہل سنت و جماعت کے اکابر علماء ومشائخ کو نام لئے بغیر جتنی گالیاں دے سکتے تھے دینے کی کوشش فرمائی ہے، جو علماء ان کے نشانے پر ہیں ان کا جرم یہ ہے کہ وہ تصلب کی بات کرتے ہیں، تعلیمات اعلیٰ حضرت پر عمل آوری کی تبلیغ کرتے ہیں اور بدمذہب جماعتوں سے دور رہنے کی وکالت کرتے ہیں، یہ باتیں مصنف کتابچہ کے نزدیک اتنے بڑے جرائم کے زمرے میں داخل ہیں کہ انہیں کتابچہ تصنیف کرنا پڑی، کتابچہ کے سطر سطر سے مصنف کی دانش مندی، وسعت نظری، بلند خیالی اور اخلاق علیا کا پتہ چلتا ہے، ممکن ہے اس دور کے دار القلم کے بانیوں اور مخصوص گروہ کے رئیس القلم حضرات کی یہی شان ہوتی ہو مصنف کی بوکھلاہٹ اور اضطرابی کیفیت سے محسوس ہوتا ہے کہ تصلب برتنے والوں سے وہ اس قدر بیزار اور نالاں ہیں کہ ان کا بس چلتا تو ایک ایک کی گردنیں مروادیتے، لیکن وہ بہت کمزور دل کے آدمی ہیں، یہ سب نہیں کر پائیں گے، مصنف کے انداز تحریر سے ڈر سا لگنے لگا ہے کہ نہ معلوم وہ کیا کر ڈالیں، کچھ پتہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کے دماغی توازن کو اعتدال عطا فرمائے، جس طرح کی باتیں آج کل ان کی تحریروں کی زینت بن رہی ہیں ان

کے پھوہڑ پن سے ان کے نیچر کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے، جن لوگوں نے قوالیاں سنی ہوں گی انہوں نے غور کیا ہوگا کہ اصل قوال ضرورت کے اعتبار سے قوالی گاتا ہے، لیکن اس کے پیچھے کچھ لوگ تالیاں بجاتے ہیں وہ قوال سے زیادہ جوش اور حرکت میں رہتے ہیں، کچھ یہی حال مصنف کتابچہ کا ہے کہ وہ کسی سے وفاداریاں ثابت کرنے کے لئے کیا کیا حرکتیں کررہے ہیں اس کا مشاہدہ ان کی قلمی ریاست میں کیا جاسکتا ہے، اور وہ ایسا کیوں نہ کریں اس لئے کہ ہر حال میں ان کا فائدہ ہی فائدہ ہے، نقصان کا خوف اسے ہوتا ہے جس کے پاس کچھ ہوتا ہے، اب اس طرح کی کارستانیوں کے ذریعہ زندگی کی گاڑی کو آگے چلانا چاہتے ہیں، خواہ عاقبت تباہ ہی کیوں نہ ہوجائے۔ اور اب عاقبت کے لئے بچا بھی کیا ہے؟ جو شخص غیروں کی طرفداری میں اپنوں سے اتنا دور چلا گیا کہ شاید لوٹنا بھی چاہے تو دن کے اجالے میں نہ پہنچ سکے، سنتے تھے کہ پڑھے لکھے لوگ پہلے جہنم میں جائیں گے اب یقین ہوگیا۔

اس دنیا میں جینے کے لئے نہ جانے لوگ کیا کیا کرتے ہیں بھوک بھی کیا بری بلا ہے انسان کب کیا کرلے، کچھ کہا نہیں جاسکتا، آنکھ کا اندھاپن بہت بڑا عیب نہیں لیکن دل اگر اندھا ہوجائے، بصیرت سے انسان محروم ہوجائے تو یہ افسوس کی بات ہے، روزی روٹی کے لئے کوئی کرانہ کی دوکان کرتا ہے، کوئی کپڑا بیچتا ہے، کوئی ساڑی بیچتا ہے، کوئی دوا بیچتا ہے، اس دور کے رہبر عشرت دنیا کے لئے اپنا دین وفکر بیچ ڈالتے ہیں، ہمارے جملے اگر کسی کو اچھے نہ لگیں تو ہم صدق دل سے ان سے معذرت کرتے ہیں، کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں ہے بلکہ ان گندے جراثیم کو مارنا چاہتے ہیں جو سواد اعظم کا نام لیکر اہل حق کے قلوب کو میلا کررہے ہیں۔

یہ زمانہ بھی عجیب ہے اور لوگ بھی عجیب انداز کے ہیں، ایک کبڑا تھا، بڑا پریشان رہتا تھا، کسی نے پوچھا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا کبڑا پن صحیح ہوجائے، تو کہا نہیں ہرگز نہیں! تو

پوچھنے والے نے سوال کیا کہ پھر تمہاری پریشان دماغی کا سبب کیا ہے؟ چاہتے کیا ہو؟ تو کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ سارے لوگ ہماری ہی طرح کبڑے ہو جائیں، حالانکہ ایسا ہوگا نہیں، اس لئے کہ یہ کبڑے کی چاہت تھی خدا کی نہیں اور ہوتا وہی ہے جو خدا کی مرضی ہوتی ہے۔

اب ہم اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں جون ۲۰۱۳ء میں ایک کتابچہ جناب مکرم مولانا یسین اختر مصباحی صاحب کا ''عرفان مذہب ومسلک'' اور کبھی شعور عرفان مذہب ومسلک کے نام سے شائع ہوا۔ یہ وضاحت تو جناب مصباحی صاحب ہی فرمائیں گے کہ آخر ایک ہی کتابچہ الگ الگ نام سے شائع کرنے کی وجہ کیا ہے؟

ابھی تین ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ مصباحی صاحب کا قدیم عرفان ناکافی ثابت ہوا اور انہوں نے اپنے عرفان میں ۸۳/صفحات کا مزید اضافہ فرمایا ان صفحات میں مزید انہوں نے دلائل وبراہین پیش کئے جن سے وہ یہ ثابت کرسکیں کہ بدمذہبوں سے میل جول کوئی بہت بڑا جرم نہیں! جدید ایڈیشن کے صفحہ ۱۴/ پر بغیر کسی حوالہ کے مصباحی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

''سواد اعظم اہل سنت وجماعت ہی ہمیشہ حق وہدایت پر اور کثیر التعداد رہے ہیں، لیکن بالفرض کبھی قلیل تعداد ہو جائیں تب بھی اہل حق وہدایت یہی رہیں گے۔

گویا کہ مصباحی صاحب یہ فرمارہے ہیں کہ کمی اور زیادتی تعداد سے صحیح اور غلط کا پیمانہ نہیں بدلتا، اس سے معلوم ہوگیا کہ اگر حرص دنیا میں مبتلا ہو کر بہت سارے مولوی صاحبان غلط باتوں پر عمل کرنے لگیں تو بھی غلط غلط ہی رہے گا۔

صفحہ ۱۶/ پر مصباحی صاحب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا قول نقل فرماتے ہیں ''جن علماء نے میرے علم میں ندوہ قائم کیا، جیسے مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا سید محمد علی کان پوری، (مونگیری) اور مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی مرحوم ومغفور اور اسی طرح اکثر شرکاء ہرگز ہرگز معاذ اللہ کافر نہ تھے نہ انہیں کافر کہا گیا ان سے اس بات پر نزاع تھی کہ بدمذہبوں

کواپنی مجلس کا رکن نہ بناؤ۔ نہ ان سے وعظ کہلاؤ''

اب کیا میں حضرت سے یہ دریافت کرسکتا ہوں کہ موجودہ اختلاف کا سبب کیا ہے؟ کیا کسی ذمہ دار شخص نے آپ کو یا سراج الفقہا صاحب کو یا خیر الاذکیا صاحب کو کافر و مرتد کہا یا لکھا ہے؟ اگر کسی نے کہا یا لکھا ہے تو برائے مہربانی بنا لگی لپٹی کے اس کا نام شائع کریں اور اس کی تحریر یا بیان منظر عام پر لائیں ہاں اس وقت دعوت اسلامی اور اس کی چھوٹی بہن سنی دعوت اسلامی کے سگے رشتہ دار آپ ہوئے ہیں جیسا کہ آپ کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے یہ بھی بادلیل واضح فرمائیں کہ کس عالم دین یا کس مفتی نے ان دونوں تحریکوں کو کافر و مرتد یا خارج اہل سنت کہا ہے؟

خدا کے واسطے عوام کو گمراہ کئے بنا جواب دیجئے کہ موجودہ اختلاف کا اصل مبنی کیا یہ نہیں ہے کہ بعض حضرات بدمذہبوں کے ساتھ میل جول اور ارتباط باہمی میں حد سے متجاوز ہو رہے ہیں؟

صرف اور صرف اختلاف کا اصل سبب یہی ہے کہ بعض فقط نام و نمود اور بعض اپنے ذاتی مفادات کی خاطر اور بعض مرعوب ذہنیت کے سبب بدمذہب گروہوں سے روابط قائم کئے ہوئے ہیں۔

اس غیر اسلامی میل جول سے اختلاف ہے نہ یہ کہ کسی نے کسی کو اسلام وا ہل سنت سے خارج قرار دیا ہے۔

اسی کتابچہ کے صفحہ ۲۲ ر پر مصباحی صاحب تحریر فرماتے ہیں ''یہ مقلدین ائمہ اربعہ واصحاب تصوف جو اہل سنت وجماعت ہیں وہ دنیا کے جس گوشے میں آباد ہیں حکماً ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کے متبعین میں شامل ہوں گے لیکن ظاہر ہے کہ اس اصطلاح کا دائرہ اور حلقہ محدود ہے اس لیے کسی ایسے ملک ومقام کے سنی حضرات سے اس کے استعمال

کا مطالبہ ہی بے جا ہوگا جہاں کے لوگ اس اصطلاح سے واقف ہی نہیں ہیں۔اور واقف ہونے کے بعد بھی اس کا استعمال کوئی فرض وواجب شرعی نہیں ہے"

کیا میں مصباحی صاحب سے دریافت کرسکتا ہوں کہ برصغیر ہندوپاک اور بنگلہ دیش جہاں عام طور پر اہل سنت میں مسلک اعلیٰ حضرت یا دیگر بزرگان دین کے نام کا نعرہ لگتا ہے یا برصغیر کے علاوہ دنیا میں کہیں کسی نے کسی سے مطالبہ کیا کہ آپ فلاں نعرہ لگائیں یا کسی نے یہ کہا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانا فرض وواجب ہے؟

میری معلومات میں اب تک کسی نے اس بات کا مطالبہ نہیں کیا، یہ جناب کا الزام ،افتراء اور اتہام ہے علما اور عوام اہل سنت پر جن سے آپ کو اور آپ جیسوں کو باز آنے کی ضرورت ہے، اپنی طرف سے جھوٹے اتہامات عائد کرنا اور لوگوں کو مغالطے میں ڈالنا بدترین روش ہے۔اور رہ گئی بات مسلک اعلیٰ حضرت کی تو آپ کے نشانے پر صرف مسلک اعلیٰ حضرت ہی کیوں؟ ہمارے ملک میں بہت سارے ایسے نعرے لگتے ہیں جو عرب ملکوں میں نہیں لگتے، پھر آپ کیا جواب دیں گے ان نعروں کا "غوث اعظم زندہ باد" "خواجہ غریب نواز زندہ باد" "حافظ ملت زندہ باد"

آپ فرماتے ہیں کہ "واقف ہونے کے بعد بھی اس کا استعمال کوئی فرض وواجب شرعی نہیں ہے" پھر کیا جواب دیں گے! کیا مصباحی لکھنا فرض ہے، کسی مدرسے کا خطبہ پڑھنا فرض ہے،سواد اعظم اہل سنت وجماعت کی اصطلاح فرض ہے؟ کیا اسلام مسلمان کہنے سے کام نہیں چلتا؟ اعلان کیجئے آج سے کوئی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اشعری، ماتریدی، قادری، چشتی سہروردی نقشبندی اشرفی، رضوی، عزیزی، ازہری، مصباحی وغیرہ وغیرہ نہ کہے بس انسان اور مسلمان کہے۔حضرت! آپ کو بھی خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ کوئی نہ کسی نعرے کے لئے اصرار کررہا ہے نہ کوئی واجب شرعی بتارہا ہے لیکن دل میں جب کدورت ہوتی ہے تو

آدمی کو چاند میں بھی دھندلا پن نظر آتا ہے۔

یہی کدورت آپ کو پریشان کئے ہوئی ہے

۲۴؍مارچ ۲۰۱۳ء کو بارہ دری قیصر باغ لکھنؤ میں امام اعظم ابوحنیفہ کانفرنس میں شاعر اہل سنت محترم الیاس جگدیش پوری نعت پڑھ رہے تھے۔ سبحان اللہ الحمد اللہ کی صداؤں کے ساتھ نعرے بھی لگنے لگے آپ نے الیاس جگدیش پوری صاحب کا کرتا کھینچا تھا اور فرمایا کہ سیمنار میں نعرے نہیں لگتے، یہ تنہا آپ کی فکر تھی لیکن دیوانگان رضا کو کہاں آپ روک پائیں گے، آپ ہی کے رفیق کار اور معین ومددگار مولانا اقبال خاں قادری نے فرمایا کہ سیمنار تو ختم ہو چکا ہے نعت میں نعرے تو لگتے ہی ہیں، آپ دونوں کی ان باتوں کے مابین پڑھنے والے نے کہا کہ کہیے تو پڑھوں ورنہ بیٹھ جاؤں، اخیر کار نعت کا سلسلہ چلا، آپ اندر ہی اندر جلتے رہے اور دیوانوں کی جماعت نعرۂ مستانہ لگاتی رہی کیا یہ سچ نہیں ہے؟

مجھ سے یہ واقعہ اور آپ کی غیر ذمہ دارانہ حرکت خود صاحب معاملہ نے بیان کیا، سیمنار میں نعرہ نہیں لگتا یہ آپ نے بتا دیا لیکن یہ نہیں بتایا کہ سیمنار میں نعت پڑھی جاتی ہے یا نہیں؟ سلام پڑھا جاتا ہے یا نہیں؟

اسی رمضان ۱۴۳۴ھ غالباً ۲۲؍یا ۲۳؍جولائی کی تاریخ رہی ہوگی میں ٹیا محل دلی۔ جی۔این گرافکس کے آفس میں بیٹھا تھا اپنی کتاب ''اسلامی احکام ومسائل'' کا ٹائٹل پیج دیکھ رہا تھا، اسی درمیان مولانا ارشاد عالم نعمانی تشریف لائے پھر ایک بزرگ مصباحی جناب مولانا ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی کی تشریف آوری ہوئی۔ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کو پہچان نہیں سکا، ہماری گفتگو مولانا غلام حسن (نصف مصباحی) اور مولانا ارشاد عالم نعمانی مصباحی سے اس بات پر ہو رہی تھی کہ علامہ یسین اختر مصباحی نے فتاویٰ حامدیہ کی عبارت نقل کرنے میں بدترین خیانت فرمائی ہے، آپ کی طرف سے مولانا نعمانی

حق دفاع ادا کررہے تھے۔ (غالباً آپ کو اس کی اطلاع ان کے ذریعہ مل چکی ہے اسی لئے جدید ایڈیشن میں آپ نے نئے مغالطے کی کوشش فرمائی ہے حالانکہ وہ صفائی پہلی والی غلطی کی تلافی نہیں ہے)

اس درمیان ڈاکٹر صاحب موصوف بول پڑے کہ آخر کیا بات ہے کہ ادھر چند سالوں سے اہل اشرفیہ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کے استعمال سے بچ رہے ہیں؟ مولانا ارشاد عالم نعمانی نے کہا کہ کب سے بچ رہے ہیں تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ دو چار سال سے، پھر نعمانی صاحب گویا ہوئے اور فرمایا کہ کیا یہ نعرہ یا اصطلاح کا استعمال فرض ہے کہ واجب یا سنت یا مستحب؟ اتنا سننے کے بعد مسکراتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ پہلے استعمال کرتے تھے اب کیوں احتراز کررہے ہیں؟ پھر میں بول پڑا کہ جو بات ڈاکٹر صاحب نے کہی ہے یہی بات عوام پوچھتی ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ چند سالوں میں اہل اشرفیہ میں یہ بدلاؤ کیوں آگیا؟ اس موقع پر میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں بزرگ اور ذمہ دار مصباحیوں سے کہ آخر چند سالوں میں نظریات سے لیکر مسائل تک میں موجودہ اہل اشرفیہ اپنے بزرگوں کی سوچ وفکر سے اتنے دور ہو گئے ہیں، آخر کس نے ذیشان مصباحی کو اتنا جرأت مند بنایا، کس کی صحبت نے یہ مزاج دیا کہ فلاں اصطلاح فرض وواجب ہے کہ نہیں؟

عموماً نئے فارغین اشرفیہ اس مزاج سے ہم آہنگ ملیں گے۔ ان کا انداز بدمذہبوں کے لئے نرم اور اہل سنت کے متصلب افراد کے لئے جارحانہ آخر اس تبدیلی کی کیا وجہ ہے؟

آج کے کسی بھی مصباحی سے بات کرکے دیکھ لیں، فوراً وہ کہے گا کہ بریلی نے کیا کیا ہے؟ تاج الشریعہ کے بارے میں ایک نومولود مصباحی صاحب نے فرمایا کہ نہ انہوں نے اشرفیہ جیسا مدرسہ بنایا نہ اشرفیہ والوں کے برابر کتابیں طبع کرائیں وغیرہ وغیرہ

حالانکہ اس بیچارے غریب کو کیا خبر کہ پورا اشرفیہ ہی بریلی کی دین ہے، حضور حافظ ملت ہمیشہ بریلی کے ہو کر رہے۔ حافظ ملت نے اشرفیہ میں تعلیم نہیں حاصل کی بلکہ منظر اسلام میں تعلیم حاصل کی، جامعہ نعیمیہ میں پڑھے اجمیر مقدس میں پڑھے۔

فتاوی رضویہ کی اشاعت

مبارکپور سے فتاویٰ رضویہ کی تیسری تا آٹھویں جلدیں طبع ہوئیں اس کے اصل محرک وکارکن حافظ ملت کے شاگرد خصوصی حافظ عبدالرؤف صاحب اور مفتی عبدالمنان اعظمی صاحب رہے اس سلسلے میں مولانا قمرالحسن بستوی مصباحی "تذکرہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی" کے صفحہ ۲۶ر پر لکھتے ہیں "قیام بریلی شریف کے دوران (حافظ عبدالرؤف صاحب) تدریسی فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پاس افتاء کا کام بھی کرتے، افتاء کی یہی مشق آگے چل کر فتاویٰ رضویہ جیسی علمی، فقہی، فنی تصنیف کی ترتیب وتدوین کا اہم کام سرانجام دلاتی ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ جامع معقولات ومنقولات علامہ بلیاوی کو فتاویٰ رضویہ کی ترتیب کا شوق وذوق سرکار مفتی اعظم کی بارگاہ میں کار افتاء کے سبب پیدا ہوا۔ فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد دوسری جلد اور نویں تا بارہویں جلد بریلی مرادآباد پیلی بھیت شاہجہاں پور سے طبع ہوئیں۔

موجودہ فتاویٰ رضویہ کی تیس جلدیں مع ترجمہ تحقیق، تخریج، تبویب، اور جدید تقاضوں کے مطابق دارالعلوم نظامیہ رضویہ لاہور کے زیر اہتمام رضا فاؤنڈیشن کی (قائم شدہ ۱۹۸۸ء زیر سرپرستی مفتی اعظم پاکستان قدوۃ العلماء علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ متوفی ۲۶ر اگست ۲۰۰۳ء) پندرہ سالہ محنت شاقہ سے شائع ہوئیں۔

ہندوستان میں فتاویٰ رضویہ کو شائع کرنے کا شرف علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب نے حاصل کیا، بہت سارے مدارس اور مکتبات کو آپ نے بلا معاوضہ بھجوائے، اللہ تعالیٰ ان تمام خادمین سنیت اور محبان رضویہ کو دارین میں سرخرو فرمائے آمین۔

رضویات کے تعلق سے جناب محترم سعید نوری صاحب بانی رضا اکیڈمی اور ان کے معاونین لائق مبارکباد ہیں جنہوں نے حب رضا میں ڈوب کر رضویات اور سنیت کے

حوالے سے اتنی کتابیں شائع کردیں کہ گننے والے گنتے رہ جائیں، رضا اکیڈمی الحمد اللہ ان اداروں میں ہے جو نام کے لئے یا حصول زر کے لئے نہیں بلکہ رضائے الٰہی کے لئے اہل سنت و جماعت کا سر ہر سطح پر اونچا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رضا اکیڈمی اور اس جیسے دیگر اداروں کو مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور اس کا صلہ اپنے فضل سے عنایت فرمائے آمین۔

مصباحی صاحب نے صفحہ ۲۳ / پر لکھا ہے کہ ''کہیں بھی امام شافعی یا فقہاء ومفتیان شوافع کی ذاتیات پر کوئی حملہ اور کوئی طعن وتشنیع نہیں، کوئی تجہیل وتحمیق نہیں صدیوں سے یہی طریقۂ علم وفضل رائج رہا کہ بحث کا محور علمی وفقہی رہا''

یہ بالکل صحیح آپ نے فرمایا کہ احناف نے کسی شافعی فقیہ کی تجہیل وتحمیق نہیں کی لیکن آپ نے اپنے عرفان میں شوافع یا دیگر کے لئے نہیں بلکہ اہل سنت احناف کے علما اور عوام کے لئے تجاہل، تحمق، تشدد، حماقت، اور باقی تو آپ کو معلوم ہے کہ کتنی گالیاں آپ نے لکھی ہیں،

دگراں نصیحت خود را فضیحت

جی حضرت! آپ نے صفحہ ۳۰ / پر منشی عبدالقدیر عرف پھول قادری برکاتی کے تذکرے میں وہ جملے نقل کئے ہیں جو حضور احسن العلما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں خلافت نامہ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

جملہ بدمذہبوں کا ردو طرد اپنے امکان بھر کرتے رہیں، اس کو اپنا شعار بنانے کی کوشش کریں۔ بحوالہ یاد حسن)

آگے صفحہ ۳۱ / پر آپ لکھتے ہیں ''اور جب فسقِ عمل کے مرتکب کو امام اہل سنت قدس سرہ نے محض فاسق گنہگار کہا ہے تو آج کے کسی مولوی کو یہ کیسے اور کہاں سے اختیار مل گیا کہ وہ کسی فاسق العمل ''سنی مسلمان'' کو ''صلح کلی'' کہے؟''

دو عبارتیں مصباحی صاحب کے کتابچہ سے میں نے اخذ کیا ہے ایک حضور احسن العلما

کی نصیحت جوانہوں نے منشی عبدالقدیر صاحب مرحوم کو فرمائی تھی کہ جملہ بد مذہبوں کا رد وطرد اپنے امکان بھر کرتے رہیں اس کو اپنا شعار بنانے کی کوشش کریں۔اب مصباحی صاحب بتائیں کیا اسی بات کے لئے آپ اپنے علماء کے خلاف محاذ نہیں کھول رکھے ہیں؟اسی بات سے آپ کو سب سے زیادہ تکلیف پہنچتی ہے کہ مقررین بار بار اپنی تقریروں میں بد مذہبوں کو کافر ومرتد کہتے ہیں اور آپ کو یہ بات بالکل پسند نہیں ہے، پھر آپ احسن العلما کو کیا کہیں گے اور منشی عبدالقدیر کو کس زمرے میں رکھیں گے؟

دوسری عبارت امام اہل سنت کی، کہ آپ نے بد مذہب سے میل جول رکھنے والے ''سنی مسلمان'' (جو بد مذہب کو کافر سمجھتا تھا نہ ان کے ساتھ مناکحت کرتا نہ ان کے پیچھے نماز پڑھتا تھا) کو محض فاسق گنہگار کہا ہے، محض کی قید تو آپ نے بڑھائی ہے، آپ نے فاسق گنہگار سے پہلے محض لگا کر یہ بتا دیا کہ فسق وگناہ کوئی بڑا جرم نہیں، حالانکہ کسی گناہ کو ہلکا بتانا یا سمجھنا یہ کتنا بڑا گناہ ہے، اس کا اندازہ شاید آپ کو نہیں ہے اور اگر ہے تو آپ کی ہمت وجرأت کو داد دینی چاہئے۔آگے آپ لکھتے ہیں آج کے کسی مولوی کو یہ کیسے اور کہاں سے اختیار مل گیا کہ وہ کسی فاسق العمل ''سنی مسلمان'' کو ''صلح کلی'' کہے؟''

گویا کہ آپ کو یہ تسلیم ہے کہ آپ، عبید اللہ اعظمی، ادریس بستوی، اور آپ جیسے دیگر جن کو آپ کے بقول لوگ صلح کلی کہہ رہے ہیں وہ صلح کلی نہیں بلکہ فاسق العمل ہیں۔

اب دعوت اسلامی، سنی دعوت اسلامی، مولانا عبید اللہ ومولانا ادریس بستوی اور ان جیسے تمام لوگوں کو مولانا مصباحی صاحب سے پوچھنا چاہئے کہ انہوں نے ان سب کو کس فسق کی بنیاد پر فاسق العمل کہا اور مصباحی صاحب کو خود اپنا فسق بھی ظاہر کر دینا چاہئے۔

صفحہ ۳۲ پر آپ فرماتے ہیں ''کسی سنی کو صلح کلی کہنے والا شخص یکلخت خارجی یا معتزلی تو نہیں قرار دیا جائے گا۔مگر اس کی ذہنیت اور روش کچھ ایسی ہی باقی اور جاری رہی تو اس کا

امکان ضرور پایا جاتا ہے کہ خدانخواستہ وہ انہیں دونوں میں سے کسی ایک کے زمرے میں کسی حیثیت سے کبھی شامل ہو جائے۔

بالکل آپ نے صحیح فرمایا "سنی مسلمان" کو صلح کلی کہنے والا معتزلی یا خارجی ہوسکتا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ صلح کلی کو صلح کلی کہنے والا کیا بنے گا۔ آپ کا نرم انداز بتا رہا ہے کہ جس کو صلح کلی کہا جا رہا ہے اس کے اندر اس طرح کی کچھ باتیں پائی جاتی ہیں جب ہی آپ نے امکان کی قید زائد فرمائی ہے ورنہ حکم تو یہ ہے کہ جو کسی مسلم کو کافر کہے وہ خود کافر ہے اس اعتبار سے جو کسی مسلمان کو صلح کلی کہے وہ خود صلح کلی یعنی خارج از اسلام ہوگا لیکن آپ کا امکان بتا رہا ہے کہ اندر کچھ الگ ہے۔

آپ کے جملوں میں ہم تھوڑی تبدیلی کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جو شخص بے محابا اس شوق میں کہ اخباروں میں فوٹو چھپ جائے۔ بدمذہبوں کے جلسوں میں بلا تکلف شرکت کرتا ہے، ان کے ساتھ نرم روی اختیار کرتا ہے تو یکلخت وہابی تو نہیں قرار دیا جائے گا لیکن اس کا امکان قوی ہے کہ کبھی کسی حیثیت سے وہابی مرتد ہو جائے۔

• مصباحی صاحب نے جدید ایڈیشن میں حجۃ الاسلام اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی سے متعلق ١٩١٧ء اور ١٩٢١ء کا حوالہ دیکر مغالطہ دینے کی سعی بلیغ فرمائی ہے، اس لئے قارئین اس پورے واقعہ کو فتاویٰ حامدیہ میں ملاحظہ کریں تاکہ مصباحی صاحب کی حقیقت عیاں ہو جائے، سنتے تھے کہ قرب قیامت میں مفتری کذاب دجال کی آمد ہوگی تو کیا قیامت قریب آگئی؟

علامہ ارشد کی تقریر

صفحہ ٣٩ر پر لکھتے ہیں "اس جلسہ میں علمائے اہل سنت میں سے کسی نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ جب کہ میں حضور مفتی اعظم کے ارشاد اور حکم کے مطابق ہی شریک جلسہ ہوا تھا۔

برہان ملت کے یہ جملے بتا رہے ہیں کہ وہابیوں دیوبندیوں کے جلسوں میں شرکت

سے متعلق ہمارے علماء کا رویہ ہمیشہ خلاف رہا، رہ گیا میرا شریک ہونا تو بس میں امیر المؤمنین کے حکم کے سبب شریک ہوا۔

مصباحی صاحب علامہ ارشد القادری صاحب کی تقریر کے الفاظ آج کل تلاش کر رہے ہیں، اور اپنی انا کی تسکین کے لئے دلیل دے رہے ہیں کہ فلاں نے نہیں کہا فلاں نے بھی یہ جملہ نہیں کہا فلاں نے بھی یہ جملہ نہیں کہا، اگر دلائل یہ ہیں تو اس اعتبار سے کیا صحیح مانا جائے اور کیا غلط؟ برہان ملت نے صرف اپنی بات بتائی اور یہ فرمایا کہ حضرت ارشد القادری نے میری تقریر کی حمایت کی جبکہ پہلے دن کے اجلاس میں ارشد القادری صاحب تھے ہی نہیں اور نہ تقریر سنی پھر آپ ہی نے علامہ ارشد القادری صاحب کے جملے نقل کئے ہیں "اسٹیج پر جو چہرے نظر آ رہے ہیں ان حضرات کے ساتھ ہمارے سنگین اختلافات کل بھی تھے اور آج بھی ہیں"

یہ آپ کا اقتباس ہے معلوم نہیں کب آپ انکار کر دیں کہ علامہ ارشد القادری نے یہ نہیں کہا تھا، بہر حال کیا یہ جملہ اس بات کا اعلان نہیں کر رہا ہے کہ علامہ ارشد القادری نے یہ بتا دیا کہ ساتھ بیٹھنے کا مطلب یہ نہیں کہ اختلاف ختم ہو گیا بلکہ عقیدے کا اختلاف جس سبب سے کل تھا وہ آج بھی باقی ہے تاوقت کہ یہ توبہ ورجوع نہیں کر لیتے۔

لیکن آپ کے معیار کے مطابق یہ جملہ علامہ نے نہیں کہا تھا اس لئے کہ اگر کہا ہوتا تو برہان ملت نے کیوں نہیں آپ سے بتایا، علامہ ضیاء المصطفی صاحب کیوں نہیں آپ کے کان میں یہ الفاظ کہے۔

صفحہ ۴۰ پر آپ نے علامہ ارشد القادری صاحب کا اقتباس نقل کیا ہے اس کا تجزیہ ضروری معلوم ہوتا ہے "یہ واضح رہے کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ پر کسی ایک مکتب فکر کی اجارہ داری نہیں ہے بلکہ اس کی تاسیس وقیام اور تشکیل واستحکام میں ہر مکتب فکر کے رہنماؤں نے

کھل کر حصہ لیا ہے۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۷۲ء میں بمبئی کے ساحل پر مسلم پرسنل لاء بورڈ کا جو سب سے پہلا کنونشن ہوا تھا اس میں تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند کے حکم پر تین حضرات جماعت اہل سنت کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے، جبل پور سے برہان ملت حضرت علامہ مفتی برہان الحق صاحب قبلہ، بمبئی سے حضرت مولانا نصرت اللہ عباسی، اور جمشید پور سے خاکسار ارشد القادری۔ اب غور کیجئے صفحہ ۳۹ پر آپ برہان ملت کا جملہ لکھ چکے ہیں، انہوں نے کہا کہ علمائے اہل سنت میں کسی نے میرا ساتھ نہیں دیا، دوسرے دن کے جلسہ میں مولانا ارشد القادری چونکہ حج پر جارہے تھے بمبئی میں تھے اس لئے برہان ملت کے کہنے پر شریک ہوگئے اور تقریر بھی کی۔

مصباحی صاحب بتائیں کہ برہان ملت سچ بول رہے ہیں یا علامہ ارشد القادری؟ آپ کے مطابق تو دونوں غلط بول رہے ہیں صرف آپ سچے ہیں۔

بقول علامہ ارشد القادری مسلم پرسنل لاء بورڈ پر اگر کسی ایک مکتب فکر کی اجارہ داری نہیں تھی تو علامہ نے بلاوجہ مسلم پرسنل لاء کانفرنس کیوں قائم کیا؟ یہ جواب مصباحی صاحب دیں۔

دوسرا سوال یہ کہ برہان ملت، علامہ ارشد القادری اور مولانا نصرت اللہ بورڈ کے کئی جلسوں میں شریک ہوئے؟ اور کیا کیا کہا ابھی ہی یہ بتا دیجئے بعد میں معلوم نہیں کون کیا الحاق کردے حالانکہ سنا تو یہ جارہا ہے کہ الحاق اور تاریخ سازی کا کام بحسن وخوبی آپ انجام دے لیتے ہیں اس لئے کہ فی الحال آپ کے پاس اور کوئی کام نہیں ہے۔

علامہ ارشد القادری نے کیا کہا اور کیا نہیں کہا اسکی تحقیق مصباحی صاحب فرماتے رہیں لیکن اپنا پیش کیا ہوا ایک اور اقتباس اس سلسلے میں دوبارہ پڑھ لیں ممکن ہے، یہ کچھ فائدہ دے، حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولوی محمد اسمٰعیل صدر جمعیۃ العلما صوبہ اڑیسہ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں ''مختصر یہ کہ فقیر ان امور میں جو مسلمانان ہند کے تحفظ

دین و مذہب و جان و مال کے متعلق گورمنٹ سے مطالبہ ہے، اس میں محض اشتراک عمل کے لئے اس شرط پر تیار ہے کہ اپنے عقائد پر قائم رہتے ہوئے ہی نہیں بلکہ علمائے دیوبند کی عبارات قطعیہ متعینہ متبینہ کے متعلق ہم لوگوں کی جو تحقیق ہے اس کا بالکل وضاحت سے تقریراً وتحریراً بلا روک ٹوک ہر موقع پر ظاہر کرنے کا اختیار رہے گا۔ اور علمائے دیوبند کو بھی ہم لوگوں کے متعلق جو خیالات رکھتے ہیں ان کو بے روک ٹوک ظاہر کرنے کا انہیں اختیار ہوگا۔ تاکہ عوام کو دھوکہ نہ ہو اور دین میں فتنہ نہ واقع ہو۔

اب فرمائیں! مجاہد ملت نے کتنی صاف ستھری بات اشتراک عمل کے تعلق سے تحریر فرمائی, آپ ایک بھی واقعہ یا قول کسی محتاط عالم دین کا نہیں پیش کر پائیں گے جس سے آپ لوگوں کو اس بات کا جواز مل سکے کہ آپ بدمذہبوں سے یارانہ گانٹھیں۔ جنہیں اپنے عقائد اور بدمذہبوں کے عقائد مستحضر ہوں ان پر ایرادات اور جوابات ہر طرح سے لیس ہوں، فوٹو کھینچوانے کے شوقین نہ ہوں، بلکہ دین کے امور میں حریص ہوں، جرأت مند ہوں، ضرورت شرعی کا تحقق ہو اور جماعت کا قائد ورہنما اجازت دے تو جانا بلاشبہ جائز ہو گا جیسا کہ حجۃ الاسلام نے اور برہان ملت نے کیا ورنہ جو حال آپ حضرات کا ہے اس سے بے لگامی کا راستہ ہموار ہوگا۔ چھوٹے بڑوں کو دیکھ کر اسی ڈگر پر چل پڑیں گے۔

صفحہ ۴۴ پر آپ نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ حضور تاج الشریعہ کی اجازت سے فقہ اکیڈمی دہلی کے سیمنار میں شریک ہوئے، یہاں بھی وہی مسئلہ ہے کہ وہ از خود نہیں بلکہ اولوالامر کی اجازت سے بقول آپ کے شریک ہوئے پھر آپ حضرات میں اور مفتی مطیع الرحمٰن میں زمین وآسمان کا فرق ہے وہ بحث کر سکتے ہیں، سوال اور جواب کی صلاحیت رکھتے ہیں، جب کہ آپ کے بڑے حضرت کا معاملہ یہ ہے کہ انہیں ابھی تک یہی نہیں معلوم ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علامہ خیر آبادی کے فتوے کی تصدیق کیوں نہیں کی؟

صفحہ ۵۲/اور ۵۳/ پر مصباحی صاحب کی شرافت کے نمونے ملاحظہ کریں ”کچھ لوگوں کی ذہنیت کتنی فاسد اور طرز عمل کتنا شرانگیز وفتنہ خیز ہو چکا ہے“

اس کا صحیح اندازہ مندرجہ ذیل استفتاء کے نمبر وار سوالات سے کیا جا سکتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ سوالات اسی غالی ومتشدد طبقہ کے افراد سے متعلق ہیں جو صبح وشام اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کا وظیفہ پڑھتے اور اٹھتے بیٹھتے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں۔**ان جملوں سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مصباحی صاحب اور ان کا ٹولہ کتنا نیک طینت اور پاکباز ہو سکتا ہے سوال کرنے والے ممبئی کے چندہ خور حضرات ہیں اور اس کا ریکارڈ دہلی میں دستیاب ہے اندازہ کیجئے اس گروہ کی سازشی ذہنیت اور بدطینتی کا ”اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کا وظیفہ“ مصباحی صاحب کا بغض اس سے عیاں ہے، صحیح کہا اعلیٰ حضرت نے۔** ایک طرف اعدائے دیں اک طرف ہیں حاسدیں

کھودا پہاڑ نکلی چوہیا

صفحہ ۵۷/ پر مصباحی صاحب نے جامعہ اشرفیہ کے صدر مفتی محمد نظام الدین مصباحی صاحب کے تنقیحی سوالات پیش کئے ہیں۔ مفتی صاحب نے یہ سوالات مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب مدیر پیغام رضا ممبئی سے کئے تھے۔ معاملہ یہ ہے کہ ماہنامہ جام نور شمارہ اکتوبر ۲۰۰۷ء میں ایک مصباحی کا مضمون مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف شائع ہوا تھا۔ اس تعلق سے چند سوالات ہندوستان کے کئی دارالافتاء کو مولانا صدیقی نے ارسال کئے تھے کئی حضرات کے جوابات آئے جن میں سب سے جامع اور مفصل ومدلل جواب مفتی اختر حسین قادری کا تھا۔ جس پر تقریباً پانچ سو سے زائد علماء اور مفتیان کرام کی تصدیق ہے مفتی اشرفیہ کو بھی سوالات بھیجے گئے تھے لیکن انہوں نے جواب نہ دئے اور جب تصدیق کے لئے مفتی اختر حسین کا فتویٰ بھیجا گیا تو تصدیق سے بھی حیلہ بہانہ اختیار کیا، مولانا صدیقی نے اس پورے واقعے کو امتیاز اہل سنت نامی کتاب میں شائع کر دیا، اس

رسوائی سے بچنے کے لئے مفتی صاحب نے تنقیحی سوالات کا سہارالیا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس استفتاء پر کسی ایک مفتی نے بھی تنقیحی سوالات نہیں بھیجے سوائے مفتی اشرفیہ کے آخر کیوں؟

اب اگر میں سوال کروں مفتی صاحب سے اور ان کے نمائندہ مصباحی صاحب سے کہ مستفتی سے سوال کی ضرورت کیوں آپڑی؟ کیا سوالات پیچیدہ تھے؟ نہیں سمجھ میں آرہے تھے؟ یا مفتی کے لئے مستفتی سے سوالات کرنا لازم ہے؟ آپ نے اب تک کتنے مستفتیوں سے تنقیحی سوالات کئے ہیں؟ اس کی فہرست شائع کریں اس راز کو اتنے دن کیوں پوشیدہ رکھے؟ کیوں نہیں انہیں ایام میں ماہنامہ اشرفیہ یا جام نور میں اعلان کردیا کہ تنقیحی سوالات کے آنے کے بعد جواب دیا جائے گا۔ کہیں عزت بچانے کی آخری کوشش تو نہیں؟ مفتی صاحب آپ نے جس قسم کے سوالات کئے ہیں ان میں کسی مفتی کی قابلیت کی خوبو بھی نہیں ہے، بلکہ اس سے ظاہر ہے کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے، کھودا پہاڑ نکلی چوہیا۔ یہ ہیں مفتی اشرفیہ۔ اگر سوالات غلط تھے تو اس کی نشاندہی کرتے اور اگر آپ کو مستفتی پر یقین نہیں تھا تو مفتی کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ یقین حاصل کرے، بلکہ آپ یہ لکھ سکتے تھے کہ برصدق سوال لیکن آپ یہ کیوں کرتے؟ اگر ایسا کرتے تو جام نور کے اگلے شمارے میں محترم خوشتر نورانی صاحب صرف آپ ہی کا شجرہ نہیں بلکہ پورے گروہ کے سازش کا دستاویز شائع کردیتے، مفتی کو سائل اور مسئول عنہ کے تعلق سے بے پرواہ ہوکر جواب دینا چاہئے لیکن آپ کی شان یہ ہے کہ جس کی دعوت کھالیں اس کے بارے میں فتویٰ نہ دیں، جس سے آوارڈ پالیں اس کے بارے میں حکم شرع بیان کرنے سے گریز کریں، کسی طاقت ور کے متعلق سوال ہوجائے تو وہاں آپ کے افتا کا دبستان سمٹ جائے۔

بغاوت کا نیا انداز

صفحہ ۱۲۶ پر مصباحی صاحب بوکھلاہٹ کا مظاہرہ یوں فرماتے ہیں ''اخراج کی کاروائی

جس سال ہوئی اس سے پہلے والے سیمنار میں ہونے والی ایک جارحانہ واہانت آمیز تقریر سے شرعی کونسل بریلی شریف کے اس فقہی سیمنار میں شریک سبھی علما و مفتیان کرام اچھی طرح واقف ہیں اور اس سے بھی واقف ہیں کہ جانشین مفتی اعظم ہند حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ اور آپ کے صاحبزادے مولانا عسجد رضا بریلوی نے بھی اس حادثے پر اظہار ناراضگی کیا'' مصباحی صاحب صرف آپ نے اتنا پڑھا ہے کہ سیمنار میں نعرے نہیں لگتے اور یہ نہیں پڑھا کہ سیمنار میں تقریر نہیں ہوتی، مقالے پڑھے جاتے ہیں ،مصباحی صاحب پھر اپنا اصول آپ بھول گئے کیوں نہیں اس شخص سے رابطہ کر کے آپ نے پوچھا کہ کیوں اس طرح کی تقریر ہمارے خلاف کی گئی؟ آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ جانشین مفتی اعظم اور آپ کے صاحبزادے نے اس تقریر پر ناراضگی ظاہر کی، کیا آپ وہاں موجود تھے؟ یا ان حضرات نے تقریراً یا تحریراً آپ سے بتایا، اگر نہیں تو ان جملوں کی صداقت کے لیے کم سے کم پانچ لوگوں کی دستخطی تحریر پیش کیجئے، آپ نے لکھا ہے کہ دوسرے سال کے موضوعات اور دعوت نامے حضور تاج الشریعہ کی مرضی کے مطابق تیار ہوئے ،لیکن اخیر وقت میں ویٹو پاور استعمال کر کے آپ لوگوں کا نام خارج کر دیا گیا، صیغۂ مجہول سے اتنا لگاؤ کیوں؟ نام بتائیے کہ کس نے ویٹو پاور استعمال کیا؟ اور اس پر شہادت پیش کیجئے ورنہ اس غیر ذمہ دارانہ تحریر سے فوراً معذرت کیجئے، عوام میں بدگمانی پھیلانے سے باز آئیے، باز آنا ہی ہوگا، دوسرا کوئی راستہ نہیں، گویا کہ آپ کے مطابق اس کا مطلب ہے کہ وہ شخص شرعی کونسل میں جانشین مفتی اعظم ہند اور مولانا عسجد رضا خاں صاحب سے بڑا درجہ رکھتا ہے، جب ہی ناراضگی کے باوجود ویٹو پاور کا استعمال کر کے جانشین مفتی اعظم ہند کی مخالفت کی۔

افسوس ہے مصباحی صاحب آپ کے افتراء پر آپ کا دماغی فتور اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ اس کا علاج داروغۂ جہنم ہی کر سکتے ہیں، اپنے بزرگوں کی توہین کا جذبہ آپ میں کیسے

سرایت کر گیا، یہ گندے جراثیم آپ کے دماغ میں کہاں سے گھسے، یہی سواد اعظم ہے ؟واقعی آپ ہی سواد اعظم ہیں اور ہونا بھی آپ ہی کو چاہیئے۔

مصباحی نے صفحہ ۴۴ اور ۴۵ / پہ دو واقعات ذکر کئے ہیں واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۹۹ء دہلی میں بابری مسجد مسئلہ کے حل کے لئے ایک میٹنگ بلائی گئی چند شیکھر جب وزیر اعظم تھے، انہیں کے ایما پر یہ میٹنگ طلب کی گئی، جس میں مولانا منت اللہ رحمانی، مجاہد الاسلام قاسمی، اسعد مدنی، ظفریاب جیلانی وغیرہ بھی شریک تھے، اس میٹنگ میں علامہ سید مظفر حسین کچھوچھوی، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی صاحب سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور بھی شریک تھے۔ اس سے مصباحی صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بدمذہبوں کے ساتھ جلسہ جلوس کرنے میں اگر کوئی قباحت ہوتی تو محدث کبیر کیوں شریک ہوتے؟

اس قضیہ کی اصل یہ ہے کہ مولانا محمد ادریس بستوی نائب ناظم جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے کہا کہ ہم لوگ بابری مسجد مسئلہ کے حل کے لئے ایک جلسہ کر رہے ہیں، اس میں نام آیا ظفریاب جیلانی ایڈووکیٹ کا تو محدث کبیر نے فرمایا کہ یہ ظفریاب جیلانی سنی ہے؟ تو مولانا ادریس بستوی صاحب نے ظفریاب سے اپنی دوستی نبھائی اور کہا کہ بالکل سنی صحیح العقیدہ ہے، جب آپ دہلی پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس اجلاس میں فلاں فلاں دیوبندی علماء بھی شریک ہوں گے۔ اس سلسلے میں جب مولانا ادریس بستوی سے محدث کبیر نے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کیا، آپ تو کہہ رہے تھے کہ ہم لوگوں کی کمیٹی کا جلسہ ہے یہاں تو فلاں فلاں سب شریک ہیں تو مولانا ادریس بستوی نے وزیر اعظم چندر شیکھر اور بابری مسجد کی بات رکھی کہ اگر آپ نہیں شرکت کریں گے تو سارا معاملہ انہیں لوگوں کا ہو جائے گا۔ اس بنیاد پر آپ کو شرکت کرنا پڑی تھی۔ محدث کبیر اور مولانا ادریس کے درمیان بات چیت کا لب لباب یہ ہے، ایسا نہیں تھا کہ پہلے سے یہ بتایا گیا تھا کہ فلاں فلاں شریک ہو رہے ہیں لیکن فریب خوردہ مصباحی صاحب یہ بتائیں کہ بابری مسجد اور مسئلہ رویت ہلال دونوں کا

معیار ایک ہی ہے؟ ہرگز نہیں مزید اس میٹنگ میں اسعد مدنی نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ مسجد کا مسئلہ الگ ہے رہ گئے اوقاف اور قبرستان تو اس کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔ کیا محدث کبیر نے اپنی تقریر میں اس کی تردید نہیں فرمائی تھی، فرمائی تھی۔ واقعہ بیان کرتے وقت کچھ باتیں آپ چبا جاتے ہیں یہ مومن کی خصلت ہو ہی نہیں سکتی۔

رہ گئی بات ۱۹۹۷ء میں مسلم کنونشن کی اس میں بھی محدث کبیر نے آپ حضرات کے اصرار پر شرکت کیا تھا، آپ نے اخبار کی بات کی ہے دوسرے دن کے اردو اخباروں نے جو آپ لوگوں کی خبر لی تھی وہ نا قابل بیان ہے اس کا جواب مراسلہ کی شکل میں اس خادم نے دیا تھا اور وہ مراسلہ قومی آواز لکھنؤ میں چھپا تھا مسلم کنونشن کیسے بنا اور آپ نے کیا گل کھلایا اس کو پھر کبھی پڑھیے گا۔

مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت

مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی

یہ ایک نا قابل تردید مسلمہ حقیقت ہے کہ گزشتہ چودھویں صدی اور موجودہ صدی کے اکثر و بیشتر مسلمہ و معتمد علیہ اکابر و مشاہیر، علماء اہل سنت، اعاظمِ مفتیانِ شریعت۔ فقہائے امت، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک حق پر ہیں۔ عہد حاضر و عصر رواں کے ۹۹ فیصد علماء اہل سنت فقہاء امت ''مسلک اعلیٰ حضرت'' سے وابستگی و میلان طبع کا اظہار کرتے ہیں۔ اور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی روحانی و مسلکی نسبت کے باعث خود کو ''سنی بریلوی'' اپنے مدارس و علمی مراکز کو سرکاری و غیر سرکاری ریکارڈ کے کاغذ میں بریلوی ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح سرکاری و صحافتی سطح پر بھی ہم اہل سنت کو امتیاز و علامت کے طور پر ''سنی بریلوی'' کہا اور

لکھا جاتا ہے۔اور حد یہ کہ مخالفین اہل سنت بھی محبوبان خدا حضرات انبیاء واولیاء کی
خداداد عظمتوں کو ماننے والے ہم اہل سنت کو ''بریلوی'' کہتے اور لکھتے ہیں۔اگر
چہ ''بریلوی'' کوئی نیا دین ومذہب اور نومولود فرقہ نہیں چونکہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت
مجدد دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذہب حق اہل سنت کے
عقائد ومعمولات کو دلائل وشواہد اور تحقیقات علمیہ کے ساتھ نکھار کر پیش کیا ہے
اس طرح خالص سنیت کی واضح علامت ''بریلوی'' بن گیا۔جیسے نجدی وہابی
فرقہ کی علامت نجد اور دیوبندی وہابی فرقہ کی علامت دیوبند بنا۔اسی طرح عہد
حاضر میں محبوبانِ خدا حضرات انبیاء واولیاء سے سچی حقیقی محبت وعقیدت رکھنے
والے ہم اہل سنت ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کے اتباع کے باعث
''بریلوی'' کہلائے جانے لگے۔مگر اس گئے گزرے دور میں جبکہ دینی روحانی
اقدار روبہ زوال وانحطاط ہیں اور ننھے منے محققین جنم لے رہے ہیں اور عوام
سے تقویٰ واتباع سنت وشریعت اٹھتا جا رہا ہے۔یہ ننھے منے محققین فروعی
مسائل میں تحقیق کا بہانہ بنا کر اپنی بے ہنگم تحقیق جدید پیش کر رہے ہیں اور اکابر
کرام کی اکثریت کے طے شدہ ومتفقہ مسائل کی بزعم خود تغلیط وتحقیر کا ارتکاب کر
رہے ہیں۔ان جدید محققین میں ایک کراچی کے کتابِ حدیث ایک شارح اور
ایک نوخیز محقق مسائل جدیدہ پیش پیش ہیں۔جو مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف
اپنی تحقیق جدید کو ایک تحریک اور ایک مہم کی صورت میں چلا رہے ہیں ان
حضرات کی نئی نرالی انوکھی اور سراسر جارحانہ تحقیق اور اسلوب تحریر نے پاک وہند
میں کافی علماء اہل سنت وحامیان ''مسلک اعلیٰ حضرت کو بیدار کر دیا۔کہیں مسئلہ
میں تحقیق کے نام پر مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف لکھا جاتا ہے۔کہیں کھلم کھلم
''کنز الایمان'' ترجمۂ قرآن کی تغلیط کی جاتی ہے، کہیں مسئلہ رویت ہلال میں

تحقیق ومسلک اعلیٰ حضرت سے انحراف کیا جاتا ہے کہیں چلتی ٹرین میں نماز پڑھنے کے مسئلے پر تو کہیں داڑھی کی مقدار وغیرہم مسائل پر سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ بالخصوص ایسے مسائل جن پر عوام اپنی عملی کمزوری وبے راہ روی اور آوارگی فکر کے باعث دشوار سمجھتے ہیں۔ عوام کی خوشنودی کے لئے ایسے مسائل کی تحقیق اور غلط فتاویٰ دے کر آزادو بے باک بنا کر تیار کیا جاتا ہے۔ اور پھر بلویٰ کا بہانہ بنا کر اور تغیرات زمانہ کا لیبل لگا کر مسلک اعلیٰ حضرت ومسلک اکابر اہل سنت سے اختلاف وانحراف کا جواز پیدا کیا جاتا ہے۔

حق سے بد ہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے

ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمہ تیرا

شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے۔ ”جس کو کوئی کام کرنا ہے اس کے لئے کوئی مشکل نہیں اور جس کو کچھ نہیں کرنا ہے اس کے لئے بڑی مشکل ہے اس کے لئے سو بہانے اور ہزار عذر ہیں“

مسائل کی تحقیقات کے بارے میں ہم نے پہلے بھی متعدد بار یہ گزارش کی ہے۔ ان مسائل میں تحقیات کریں جن پر مسلمہ اکابر سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مشاہیر نے تحقیق فرما کر متفقہ فیصلہ نہ کر دیا ہو۔ جن مسائل میں اکابر کا متفقہ فیصلہ اور فتویٰ موجود ہو ان مسائل میں تحقیق سے خلفشار وانتشار ہوگا اور جماعتی مفاد اتحاد کو نقصان پہونچے گا۔

عموم بلویٰ کوئی اتنا منھ زور لگام نہیں کہ عموم بلویٰ کا بہانہ بنا کر مسلک اعلیٰ حضرت یا مسلمہ اکابر اہل سنت کے متعلقہ فتاویٰ کی تغلیط وتحقیر کی جائے اور اپنی علمی وتحقیقی برتری کا سکہ بٹھایا جائے۔

جس کے تئیں نامعقول عذر اور فرضی بہانے بنا کر آج کے جدید محققین عوام

اہل سنت کو اپنے اکابر اور مسلک اعلیٰ حضرت سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں ۔سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے کہ ان مسائل میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے معاصرین وسر کردہ علماء بھی اگر کوئی گنجائش دیکھتے تو اختلاف کرسکتے تھے۔اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مقابلہ میں اپنی تحقیق پیش کرسکتے تھے مگر ہم جب اپنے مسلمہ ومعتمد علیہ چوٹی کے اکابر اہل سنت کے ارشادات وفرمودات پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ تحقیق ''مسلک اعلیٰ حضرت پر متفق الرائے نظر آتے ہیں۔ چند اکابر اہلسنت کے ارشادات وفرمودات اختصار کے ساتھ نقل کئے جاتے ہیں۔

فنِ حدیث کے مسلمہ امام حضرت علامہ مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کو ''اصول وفروع کے ایک مسئلہ میں بھی حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلاف نہ تھا۔'' شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔''میرا مسلک شریعت وطریقت میں وہی ہے جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کا ہے میرے مسلک پر چلنے کے لئے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔''میں فرشتوں کے کاندھوں پر قطب الارشاد (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ) کا جنازہ مبارکہ دیکھ رہا ہوں۔ ملخصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو سب سے پہلے محبّ الرسول تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''مجدد مائتہ حاضرہ'' کا خطاب دیا۔شیر ربانی میاں شیر نقشبندی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔میں نے مراقبہ کی حالت میں حضور پرنور سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ حضور اب دنیا میں آپ کا نائب کون ہے فرمایا بریلی میں مولانا احمد رضا خاں۔۔۔۔میں نے خود بریلی میں دیکھا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں اس طرح درس حدیث دیتے ہیں کہ جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سن

سن کر ارشاد فرما رہے ہوں۔ ملخصاً

باندرہ ممبئی کے ایک بہت ہی مشہور و معروف مجذوب بزرگ نے برہان ملت علامہ مفتی برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ سے فرمایا۔

''ان (اعلیٰ حضرت) کے پیچھے چلتے رہو تمہارے پیچھے سب چلیں گے''

حضرت علامہ وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اعلیٰ حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں اگر میں برسہا برس صرف اس فن میں تلمذ کروں تو ان (اعلیٰ حضرت) کا پاسنگ نہ ٹھہر سکوں''

استاذ الاساتذہ مولانا شاہ ارشاد حسین نقشبندی رام پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نواب رام پور سے کہا ''بریلی کے ان دونوں علماء (مولانا احمد رضا خاں اور مولانا نقی علی خاں) کا فتویٰ صحیح ہے اور میرا غلط۔'' شیخ الشیوخ سیدنا شاہ آل رسول برکاتی تاجدار مارہرہ مطہرہ نے فرمایا:

''اوروں کو تیار کرنا پڑتا ہے یہ ((مولانا احمد رضا خاں) بالکل تیار آئے تھے صرف نسبت کی ضرورت تھی۔۔۔۔کل بروز قیامت جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آل رسول تو دنیا سے کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا۔'' ملخصاً

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

ہماری نگاہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیات عالیہ علامہ ابن عابدین شامی کی تحقیات سے عالی و بلند تر ہیں''

یہ دیکھا گیا کہ محققانہ طور پر کسی شخص کو اس امام المتکلمین (سیدنا امام احمد رضا) کے سامنے لب کشائی کی جرأت نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے بہت سے علوم عطا فرمائے تھے جس سے آج دنیا کے ہاتھ خالی ہیں۔ ایک خداداد نعمت تھی، ایک وہبی فیض تھا، جس کو سمجھنے سے عقل حیران ہے۔ علم فقہ میں جو تبحر و کمال حضرت ممدوح کو حاصل تھا اس کو عرب

وعجم، مشارق ومغارب کے علماء نے گردنیں جھکا کر تسلیم کیا۔ اعلیٰ حضرت کے مخالفین کو بھی تسلیم ہے کہ فقہ میں ان کی نظیر نہیں دیکھا۔ علم حدیث میں بھی وہ فرد تھے اپنا ہم مثل نہ رکھتے تھے۔

قطب مدینہ مولانا الشیخ ضیاء الدین مدنی نے فرمایا کہ سیدنا مرشد برحق حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''الدولۃ المکیہ'' کی ایک نقل برائے تصدیقات علماے حجاز ومصر وشام وغیرہ مجھے عطا فرما گئے۔ میں نے بہت سے علماء کرام کی تصدیقات کرائیں، ان علماء نے تصدیقات فرمادیں مگر کہتے تھے اس بات کو عقل تسلیم نہیں کرتی کہ کوئی شخص اپنے گھر اپنے کتب خانہ سے اتنی دور ہو بخار کی حالت میں ہو آٹھ گھنٹہ میں اتنی طویل وضخیم کتاب لکھ دے۔ میں نے یہی بات حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ جب حرم مکہ میں مقام ابراہیم کے پاس بیٹھ کر فقیر نے یہ کتاب لکھنی شروع کی تو خانۂ کعبہ کے دروازہ پر ایک طرف حضور آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ایک طرف سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور درمیان میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیام فرماتھے۔ جو کچھ یہ فرماتے جاتے فقیر لکھتا جاتا تھا۔ جب میرا مکان باب السلام کے قریب تھا۔ ایک بار میں بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری کے لئے باب السلام میں حاضر ہوا تو دیکھا مواجہہ اقدس میں مقدس سنہری جالیوں کے سامنے سیدنا اعلیٰ حضرت حاضرِ سرکار ہیں وہاں میں حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے واپس آیا تو باب السلام سے مڑ کر دیکھا تو پھر حضور اعلیٰ حضرت بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہیں پھر دوبارہ حاضر ہوا تو کچھ بھی نہیں، واپس آکر باب السلام سے مڑ کر دیکھا تو اعلیٰ حضرت کو پھر مواجہہ اقدس میں موجود دیکھتا ہوں۔ بس میں سمجھ گیا کہ یہ ان کے آقا اور بندۂ بے دام کا معاملہ ہے مداخلت نہ کروں۔

محدث اعظم ہند مولانا ابو المحامد سید محمد اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

''جب تکمیل درس نظامی و تکمیل درس حدیث کے بعد میرے مربیوں نے کار افتاء کے لئے اعلیٰ حضرت کے حوالہ کیا زندگی کی یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایۂ حیات ہو گئیں اور میں محسوس کرنے لگا کہ آج تک جو کچھ پڑھا تھا وہ کچھ نہ تھا اور اب دریائے علم کے ساحل کو پالیا''

علم القرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیٰ حضرت کے اس اردو ترجمہ سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے جس کی کوئی مثال نہ سابق عربی زبان میں ہے، نہ فارسی زبان میں نہ اردو میں، جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے۔ کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جا سکتا جو بظاہر محض ایک ترجمہ ہے۔ مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں قرآن ہے اس ترجمہ کی شرح حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا شاہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے حاشیہ پر لکھی ہے وہ فرماتے تھے۔

''کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ کے مقام پر استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر ماخذ ملا تو ترجمہ اعلیٰ حضرت کا لفظ اٹل نکلا''

عالمی مبلغ اسلام شیخ طریقت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''الحمد للہ میں مسلک اہل سنت پر زندہ ہوں اور مسلک اہل سنت وہی ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ جو اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں مرقوم ہے اور الحمد اللہ اسی مسلک پر میری عمر گزری اور الحمد اللہ آخری وقت اسی مسلک پر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک میں خاتمہ بالخیر ہو رہا ہے''

نبیرۂ امیر ملت مولانا سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری نے فرمایا ''میرا اور جد محترم کا مسلک وہی ہے۔ جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت عاشق رسول مولانا احمد رضا خاں صاحب

بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے"ملخصاً

امام اہل سنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار قادری رضوی چشتی صابری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شجرہ شریف کی ہدایات میں صاف صاف ارقام فرمایا ہے۔"امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا علامہ شاہ احمد رضا خاں صاحب کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں ان کا مسلک مذہب اہل سنت و جماعت ہے"

اور محققین مسائل جدیدہ کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

"جو مولوی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تحقیقات مبارکہ کے بالمقابل اپنی تحقیق پر اتراتا ہے اور اسے ترجیح دیتا ہے یہ اس کی تحقیق نہیں بلکہ تجہیل ہے اور وہ محقق نہیں مجہول ہے"

مفتی اعظم دہلی علامہ مفتی محمد مظہر اللہ نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فقیر (محمد حسن علی رضوی) کے نام اپنے مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:

"امام اہل سنت (اعلیٰ حضرت) قدس سرہ کی تحقیقات میں کس کا زہرہ ہے کہ جرأت لب کشائی کر سکے"

اس قسم کے متعدد خطوط ہیں۔

فیقہ اعظم ہند مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اگر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ پہلے زمانہ میں ہوتے تو اپنے بلند پایہ فقہی مقام کے باعث مجتہد تسلیم کئے جاتے۔امام العلماء مولانا محمد امام الدین کوٹلوی علیہ الرحمہ نے مولانا ابوالنور علامہ محمد بشیر صاحب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا"دیکھو تمہارے والد فقیہ اعظم (مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی) رحمۃ اللہ تعالیٰ اور تمہارے تایا حضرت مولانا محمد عبداللہ اور میں عمر بھی اعلیٰ حضرت بریلی شریف والے کے مسلک کی تبلیغ کرتے رہے تم بھی قائم رہنا خدا تمہاری مدد فرمائے گا۔"

شیخ المحدثین علامہ مفتی محمد دیدار علی شاہ محدث الور رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بریلی شریف میں ایک کنویں پر بہشتی (ماشکی) کے نابالغ لڑکے سے وضو کے لئے لوٹے میں پانی طلب فرمایا: تو بہشتی کے لڑکے نے کہا میرے دئے ہوئے پانی سے آپ کا وضو نہ ہوگا تو محدث الور علیہ الرحمہ نے فرمایا:

"دیدار علی تجھ سے تو اعلیٰ حضرت کی گلیوں کے بہشتیوں کے بچے بڑھ گئے" ملخصاً۔

مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور علیہ الرحمہ نے فقیر راقم الحروف کے ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا:

عجب ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی قدس سرہ کا فتویٰ ہوتے ہوئے فقیر سے استفسار کیا جا رہا ہے۔ فقیر کا اور فقیر کے آباء واجداد کا وہی مسلک ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ہے"

فخر الاکابر مولانا علام قاری سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فقیر کا مسلک ان دونوں مسئلوں یعنی ریڈیو کے اعلان کے حجۃ شرعیہ ہونے میں اور لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہ ہونے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کے بالکل موافق ہے طوالت کی ضرورت نہیں"

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی سابق شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان شریف فرماتے ہیں۔

اب رہا منکرین ومعترضین کا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت کی شان اقدس میں ناشائستہ کلمات کا کہنا اور حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ پر پھبتیاں اڑانا تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ لوگ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصانیف جلیلہ پر اپنی لاعلمی کی وجہ سے مذاق اڑاتے ہیں اور منہ کی کھاتے رہے ہیں"۔

اس مضمون کے مطالعہ سے یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے گی کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وسعت علم کو پانا تو درکنار اسے سمجھنا اور اندازہ لگانا بھی ان لوگوں کے لئے آسان نہیں ہے۔

امام اہل سنت مجدد ملت حضور پرنور اعلیٰ حضرت بریلوی کے رسالہ مبارک الــفیئــی پر وارد کئے ہوئے جملہ اعتراضات ہباء منثور ہو گئے اور یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ **اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف جلیلہ کا مذاق اڑانا اور ان پر اعتراض کرنا گویا سورج کا منہ چڑھانا اور چاند پر تھوکنا ہے جس کا انجام ذلت اور ندامت کے سوا کچھ نہیں۔ متعدد بار فرمایا:**

''وہ میرا مرید نہیں جو مسلک اعلیٰ حضرت پر نہیں''

ان منتخب روزگار ہستیوں کے اقوال وارشادات سے معلوم ہوا کہ اگر فی الواقع اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ کی تحقیق ومسلک میں کوئی کمی وسقم یا علمی تحقیقی تسامح ہوتا تو مذکورہ بالا چوٹی کے اکابر اہل سنت ضرور ضرور اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے خلاف اپنی تحقیق کو پیش کرتے یہ کام وقت کے کسی غلام یا مولوی یا کسی محقق مسائل جدیدہ کے لئے اٹھا کر نہ رکھتے۔

سخت حیرت اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ یہ لوگ پیش آمد وجدید مسائل میں تحقیق کا بہانہ بنا کر ان متفقہ وطے شدہ مسائل میں رخنہ ڈالتے ہیں جن کا فیصلہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، سیدنا صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، حضرت علامہ ابوالمحامد سید محمد محدث اعظم کچھوچھوی، قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری، حافظ ملت علامہ عبدالعزیز مبارک پوری، مفتی اعظم دہلی مولانا محمد مظہر اللہ نقشبندی، علامہ محمد خلیل الکاظمی محدث امروہی قدست اسرارہم جیسے اکابر امت نے فرمادیا ہے۔ **آج کل جدت پسند خود**

ساختہ محققین یہ مفروضہ بھی چھوڑتے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بھی تو اپنے سے پہلے اوراپنے معاصرین سے اختلاف کیا ہے اب اگر ہم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے علمی تحقیقی اختلاف کریں تو یہ اعلیٰ حضرت کا اتباع (سبحان اللہ) اس لایعنی ڈھکوسلے پر ہم عرض کریں گے کہ تم پہلے اعلیٰ حضرت تو بنو اعلیٰ حضرت کو دنیا بھر کے علماء وفقہاء نے اپنا امام ومجدد مانا ہے۔ جس کا انجام خدانخواستہ یہ ہوسکتا ہے۔ کہ سنی عوام اپنے خداترس اکابرامت کی تحقیقات عالیہ کے ظل رحمت سے بھی محروم ہو جائیں۔ ان اکابرامت کی وقعت وحیثیت ان کی ظاہر بیں نظر میں ختم ہو جائے اور پھر تمہارے بعد پیدا ہونے والے جدید سے جدید محققین تحقیق کے نام پر مسائل کی مزید حجامت کرتے جائیں اور اپنی خود آرائی کے سانچے میں ڈھالتے جائیں کہ عموم بلویٰ اور تغیرات زمانہ کا بہانہ بنا کر ہر مسئلہ کی چمڑی ادھیڑی جاسکتی ہے۔ لہذا اس دور میں بالخصوص علماء اہل سنت کو خبردار و بیدار رہنے کی اشد ضرورت وشدید حاجت ہے۔ اور مسلک وفتاویٰ اعلیٰ حضرت مجدد ملت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہ سامی پر سختی سے کاربند رہنے میں عقیدہ ایمان کی حفاظت کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے اراکین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے افکار ونظریات اور علمی ورثہ کی چار دانگ عالم میں گزشتہ ربع صدی سے اشاعت وابلاغ میں مشغول ہیں۔ الحمد اللہ آج ان کی کاوشوں کی بدولت عالمی جامعات کے ایوانہائے تدریس میں نغمات رضا کی گونج سنی جارہی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

ماخوذ از پیغام رضا مارچ ۲۰۰۷ء

طالبِ دُعا

محمد عرفان رضا قادری

تنظیم فیضانِ اعلیٰ حضرت

رضی اللہ عنہ

سیونڈیہ آزادنگر بکارو اسٹیل سٹی

جھارکھنڈ

5:28 pm ✓

مصنف کی دیگر تصانیف

- اسلامی احکام ومسائل — مطبوعہ
- آئینۂ صلح کلیت — مطبوعہ
- آئینۂ حقیقت کا جدید ایڈیشن — مطبوعہ
- نقوش راہ — زیر طبع
- طلاق ثلاثہ اور عدالت عظمیٰ کا فیصلہ — زیر طبع

ان کتابوں کو حاصل کرنے کے لیے مکتبہ الحجاز ے رہرن پارک، چوک لکھنؤ سے رابطہ کریں۔ 9335912218

Imam Ahmed Raza Foundation Lucknow